قباؔ مدینہ سے دو میل کے فاصلہ پر ایک معمولی گانوں تھا۔ ابتدائے ہجرت میں جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اس گانوں میں تشریف لائے تو آپ نے یہاں ایک مسجد تعمیر کرائی بوجہ اس کے کہ اسلام میں سب سے پہلے یہی مسجد تعمیر کی گئی تھی اور اس کا سنگ بنیاد بھی خود صاحب شریعت نے رکھا تھا مسلمانوں کے دل میں اسکی بڑی وقعت تھی اور (المسجد اسس علی التقویٰ) اس کی خاص مدح ہے اس کی شہرت اور عزت کے ساتھ ہی ساتھ قبا بھی ایک مشہور اور ممتاز مقام ہو گیا خاصکر خلیفۂ ثالث حضرت عثمان ابن عفان کے وقت میں اسکا اعزاز بہت بڑھ گیا۔ کیونکہ انہوں نے اس مسجد کو وسیع اور خوبصورت بنا دیا۔ عام طور پر اہل اسلام بھی اسکی طرف توجہ رکھتے تھے اور زیارت کے لئے اکثر آتے جاتے رہتے تھے۔۔

خلیفۂ ثالث کے آخری زمانہ میں مسجد قبا کا خادم عامر تھا جو نہایت معمر اور سن رسیدہ تھا اس نے جبکہ یہ مسجد تعمیر ہوئی تھی اس میں کام کیا تھا اور خود بانی مسجد کو بھی دیکھے ہوئے تھا اور اپنے آپکو عمر بھر کے لئے اس مقدس مسجد کی خدمت کے لئے وقف کر دیا تھا اور خاص اسی وجہ سے اس نے قبا میں رہائش اختیار کی تھی۔ دن بھر مسجد کی حفاظت اور صفائی میں مشغول رہتا تھا اور جب اس سے فرصت ہوتی تھی تو دو نو بیٹیوں کو ہمراہ لے کر وادیوں میں لوگوں کے اونٹ چرانے کے لئے جاتا

تہا اور یہی اوس کی صورت معاش تھی ۔

سنہ ۳۵ میں ایکدن شام کو حسب معمول اونٹوں کو لے کر وہ ایک وادی میں گیا اور بچیری کے ساتھ اون کے چرانے میں مشغول ہو گیا۔ دن تہا بالکل آخری حصہ تہا۔ آفتاب غروب ہونے کے لئے بڑی تیزی سے جارہا تہا۔ زرد زرد آخری وقت کی سنہری دہوپ میں ایسے لمبے لمبے سائے تہے کہ انسان اور درخت کے سائے یکساں نظر آتے تہے۔ عامر اس عجیب وقت میں دن کی حالت سے بالکل غافل تہا۔ مگر دفعتًا جو سورج پر اوس کی نظر پڑی تو نہایت تعجب سے ہو کے کہنے لگا۔ اوہو ابہی مغرب کا وقت بالکل قریب آگیا۔ اب نہایت گہبراہٹ کے ساتھ وہاں سے واپسی کی تیاری کرنے لگا اور بار بار یہ خیال اوس کے دل میں آتا تہا کہ ایسا نہو کہ میں مغرب کی جماعت کے انصرام کے لئے نہ پہنچ سکوں وہ فورًا ایک سانڈنی پر سوار ہوا اس کے ساتھ ہی اوس کے دونوں بیٹے بہی دو دوسری سانڈنیوں پر سوار ہوئے۔ چھوٹے بیٹے کی اونٹنی پر اوس کے آگے لکڑیوں کا گٹھا رکہا گیا جس کو سب نے نہایت محنت سے جمع کیا تہا اور دوسرا بیٹا باقی اونٹوں کو ہنکا کر لے چلا ۔

عامر کو نہایت عجلت تھی وہ بار بار ایڑ لگا کر اپنی سواری کو غیر معمولی رفتار سے لیجاتا تہا اور جب اوس کی سورج پر نگاہ پڑتی تھی تو اور تیز کرتا تہا ابہی مسجد اوس سے تقریبًا نصف میل کے فاصلے پر ہو گی کہ ایک ٹیلہ پر جو اوس کے راستہ میں پڑتا تہا اوس کی اونٹنی چڑہ گئی اوس نے وہاں سے مسجد کیطرف نظر اٹھا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ مسجد کے قریب بہت سے سیاہ اور شتر سوار کہڑے ہیں۔ لیکن یہ نظارہ اوس کو غیر معمولی نہیں معلوم ہوا۔ کیونکہ ہر سال مدینہ جانے والے قافلے یہاں قیام کرتے تہے۔ اوسنے خیال کیا کہ یہ بہی اہل قافلہ ہیں۔ وہاں سے اپنی سواری اور

تیزکی اور پیچھے منہ پھیر کر اپنے ایک بیٹے سے کہاکہ جلد آ اور گھر میں سے ڈول
نکال لا یہاں قافلہ اترا ہے اون کو پانی کی ضرورت ہوگی۔

جاں بلب

عامر نہایت تیزی سے آرہا ہے اپنی نظر اہل قافلہ پر جمائی ہوئی ہے
کہ شائد پہچان لے کہ یہہ لوگ کون ہیں لیکن اسوقت سورج غائب ہو
رہا ہے۔ شفق کی سرخی اوس کی نگاہ کے سامنے حایل ہوجاتی ہے اور
اوس کے بڑہاپے کی نگاہ اہل قافلہ تک پہنچتی پہنچتی پہیل جاتی ہے اب
وہ جسقدر قریب آتا جاتا ہے اوسی قدر غور سے دیکھتا جاتا ہے۔ یہانتک کہ
اب وہ بالکل قریب آگیا اوس نے دیکھا کہ اہل قافلہ کے ساتہہ بہت سے اونٹ
اور گہوڑے ہیں اور سب کے سب ایک نہائت تیمارداری اور غمخواری کے
انداز سے ایک ہودج کے پاس کہڑے ہیں جس میں کوئی معمول سے
زیادہ بیمار معلوم ہوتا ہے عامر نے اہل قافلہ کی ہیئت اور لباس دیکھ کر
پہچانا کہ یہ لوگ شام سے آتے ہیں۔ لیکن اس کو سخت حیرت تہی کہ
ادھر کیوں آئے یہ تو ان کے راستہ میں نہیں پڑتا +

اوسنے دیکھا کہ اوس ہودج کے پاس ایک شخص کہڑا ہے جس کی عمر تقریباً
پچاس سال کی ہوگی وہ ایک شامی جبہ پہنے ہوئے ہے اوس کی
داہنی جانب ایک نہائت خوبصورت نوجوان ہے جس کے چہرہ سے علاوہ
دلفریب حسن کے ایک رعب اور جلال ظاہر ہوتا ہے وہ ایک ریشمی عبا
پہنے ہوئے ہے جو اوس کے حسن کے لئے موزوں خیال کیجا سکتی ہے
اوس کی بغل میں ایک مرصع تلوار پڑی ہے پیچھے ایک خادم کہڑا ہے۔
جو اوس کا نیزہ اور ترکش لئے ہوتے ہے اور اوس شخص کی بائیں جانب
ایک نوجوان حسینہ کہڑی ہے جس کی عمر اٹھارہ برس کی ہوگی باوجود

تکان سفر اور درد و غمخواری کے بہی اوس کے دلچسپ اور ملیح چہرہ میں عجیب دلفریبی کا عالم ہے اوسکا فطرتی حسن اور سانچے میں ڈہلا ہوا جسم دل میں کہبجاتا ہے +

وہ بہ نسبت اور سب کے اوس بیمار کی حالت کے غور و پرداخت میں زیادہ تر مشغول ہے اور ہر ایک کو اوس کے اتارنے کی صورت بتلا رہی ہے +

عامر نے پہونچتے ہی سلام کیا اور فوراً اوتر گیا کہ مریضہ کے اتارنے میں مدد دے لیکن اس حسینہ نے جواب دیا کہ تمہاری ضرورت نہیں ہے ہم خود اوس کو اتار لیں گے۔ اب مریضہ اوتاری گئی یہ اس حسینہ کی پیاری ماں ہے اور یہی وجہ ہے کہ وہ نہایت سرگرمی سے اوس کے اہتمام میں مصروف ہی اور ہر صورت سے اوس کے آرام پہنچانے کی کوشش کرتی ہے +

اس پیاری نازنین کا نام اسما ہے اور وہ جو سن رسیدہ شخص ہے اوسکا نام یزید ہے اور وہ دلفریب نوجوان مروان ہے جو خلیفہ ثالث کا ہم قبیلہ اور بہت قریبی رشتہ دار ہے۔ عامر بار بار اوسکو تعجب کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ کیونکہ اوس نے کئی مرتبہ خلیفہ کے پاس اوس نوجوان کو دیکھا ہے۔ لیکن اسوقت اس کو یاد نہیں آتا کہ یہ کون ہی۔ مریضہ کو اتار کر اس کے خیمہ میں لے گئے۔ اسما اوس کے سرہانے بیٹھ گئی اور اس کی پیشانی کا پسینہ اپنے آنچل سے پونچھنے لگی لیکن وہ بالکل غفلت کی حالت میں تہے۔ اسما ٹکٹکی لگائے اوس کی صورت کو دیکھتی تہی اور بار بار اوس کی آنکھوں میں آنسو بہر آتے تہے۔ لیکن وہ آنسو پی جاتی تہی اور جبراً اپنے آپکو رونے سے روکتی تہی کہ ایسا نہو کہ میرے رونے سے اوس مریضہ کو زیادہ تکلیف ہو +

اب کسیقدر رات ہو گئی اور عالم میں تاریکی چھا گئی عامر ایک چراغ لیکر

اُس خیمہ میں رکھہ آیا۔ لیکن آسمار کی نظر اپنی ماں کی صورت پر گڑی ہوئی ہے اور اِس خیال میں ہے کہ شائد یہہ آنکھیں کھولے یا کچھہ منہ سے بولے ۔

اوس کو اپنے باپ یزید یا مروان کی کچھہ بھی پروا نہیں ہے جو اُس دور و دراز سفر میں اُسکا ساتھہ دے رہے ہیں بلکہ وہ اُن دونوں سے بہت ہی رنجیدہ معلوم ہوتی ہے اور اُن کی صورت دیکھنے کو گوارہ نہیں کرتی وجہ یہہ ہے کہ شام میں مروان نے یزید کے پاس پیغام بھیجا تھا کہ اسماء کا عقد میرے ساتھہ کردو چنانچہ یزید دنیاوی طمع اور مفاد سوچکر راضی ہوگیا تھا گو یہ غیر کفو تھا ۔

اوس نے یہ سوچا کہ یہہ خلیفہ وقت کا ہم قوم اور قریبی رشتہ دار ہے اس کے بدولت ہم کو کوئی منصب ملجاوے گا ۔

لیکن اسمار اور اُس کی ماں اس بات پر راضی نہیں ہوئیں وہ دنیا کو ہیچ سمجھتی ہیں اور دونوں کی رائے یزید کی رائے کے خلاف تھی ایک وجہ یہہ بھی تھی کہ اسمار یزید کی حقیقی بیٹی نہ تھی بلکہ ۲۰ھ میں جبکہ حضرت عمرو ابن العاص مصر فتح کیا تھا تو اسمار کی ماں قیدیوں میں آئی تھی اسما اُسوقت دو برس کی تھی۔ یزید اسکندریہ کی فتح کے بعد ان کو لے کر شام میں رہنے لگا۔ آسما بچپن سے نہایت حسین تھی اور اس کے سن کے ساتھہ ساتھہ اُس کے حسن کا چرچا تمام شام میں پھیل گیا۔ مروان اوسکا خاص دلدادہ تھا یہ سفر یزید اور مروان کی رائے سے تھا کہ مدینہ چلکر خلیفہ کے دباؤ سے اس کی ماں راضی ہوجاوے گی کیونکہ وہ جانتا تھا کہ خلیفہ ضرور میرے کہنے سے اسپر دباؤ ڈالیگا۔ اِس لئے کہ خلیفہ ثالث خاصکر بنی امیہ کے ساتھہ بہت سی رعایتیں کرتا تھا عالی مرتبے اور معزز عہدے انہیں کو دیتا تھا جو کہ آخر میں ایک بہت بڑے فساد کا موجب ہوا ۔

شام میں مروان نے اسمار کی ماں کے رضامند کرنے کے لیے مختلف وسایل
اور طریقے پیدا کیئے لیکن وہ ٹالتی گئی اور آخر میں اُسکو یہ خیال ہوا کہ اب
نجات ملنا مشکل معلوم ہوتی ہے اوس نے فوراً مدینہ کا قصد کیا اور ان
سب کا ایک ہی قافلہ بنگیا۔

لیکن تردد اور تفکر نے اسمار کی ماں کے دلمیں اسقدر ہجوم کیا کہ اُس کو
بخار آنے لگا۔ اور سفر کی تکالیف سے اوس کی بیماری اور بڑھ گئی چنانچہ
وہ اب اس حال کو پہنچی کہ جان بلب ہے +

لیکن اسمار اپنی ماں کے مدینہ کے سفر کی کوئی وجہ نہیں خیال کرتی تھی
ایکدن اپنی ماں کو تنہا پاکر غصہ کے لہجہ سے اوس نے پوچھا کہ مدینہ چلنے
کی اور اس ناگوار سفر کے برداشت کرنے کی کیا حاجت ہے اوس نے آہستہ
سے اس کے کان میں جواب دیا کہ میں اس غرض سے مدینہ چلتی ہوں
کہ وہاں حضرت علی کرم اللہ وجہ سے تیرے معاملہ میں مدد لوں گی اور اس
کو پناہ بناؤں گی۔ اس ارادہ کی اطلاع یزید اور مروان کو بھی کچھ کچھ ہو گئی
تھی۔

اسلیئے وہ قصداً اپنے اس سفر کو بڑھاتے تھے اور راہ بے راہ چلتے تھے
چنانچہ قتبار میں خلاف راہ جو پہنچے آئے تو اس کی یہی وجہ تھی اور مطلب تھا
کہ راستہ ہی میں یہ مریضہ ختم ہو جاوے اور مدینہ تک نہ پہنچ سکے۔

راز نہان

اس مریضہ کا سن تقریباً چالیس سال کا ہو گا اُس کا رنگ گورا ہے جو
اب بیماری کی وجہ سے زردی مائل ہو گیا ہے چہرہ دیکھکر یہ معلوم ہوتا ہے
کہ اسپر ایک خاص ملاحت تھی جس کو تردد اور افکار اور نقاہت مرض نے

زایل کردیا ہے۔ اُس کی آنکھیں ایک تناسب کے ساتھ بڑی ہیں اور
اسکا نام مریم ہے۔

جب سے اوس کو بستر پر ڈالا ہے اوس نے بالکل حرکت نہیں کی۔
اسمار بیٹھی ہوئی برابر اپنے آنچل سے اسکا پسینہ پونچھ رہی ہے اور
افکار میں غرق ہے مختلف خیالات اس کے دلمیں آتے ہیں اور سب سے
بڑھکر تکلیف دہ یہہ خیال ہے کہ اگر خدانخواستہ مریضہ کی حالت زیادہ بگڑ
ہوئی تو پھر میں کیا کروں گی اور ان موذیوں سے بچنے کی کیا صورت ہوگی
اسکا دل سوچ رہا ہے اور کہتا تھا کہ جب سے یہاں قافلہ اُترا ہے یزید اور مروان ایک
ہی جگہ بیٹھے باتیں کر رہے ہیں۔ نہیں معلوم اون میں کیا مشورے ہو رہے ہیں
ابھی رات کا ایک چوتھائی حصہ گذر گیا ہوگا کہ دفعتہً اُس مریضہ نے آنکھیں کھولیں
اور اسمار کیطرف دیکھنے لگی۔

اسمار نے نہایت محبت سے پوچھا کہ کچھ چاہیئے تو اُس نے پانی کیطرف اشارہ
کیا وہ فوراً پانی کا پیالہ لائی اور اُس کے منہ سے لگا دیا وہ پانی پی کر اوسی کروٹ
لیٹ کے خاموش ہو گئی۔ اسمار نے آہستہ سے اوسکا ہاتھ پکڑ کے ہلایا اور
پوچھا کہ کسی اور چیز کی خواہش ہے؟

مریم (ضعیف آواز سے) کسی چیز کی نہیں۔ بس یہی کہ تو سلامت رہے لیکن اب
میری حالت دگرگوں ہو چلی ہے اور میرے دلمیں ایک ارادہ ہے جس کو
میں مرنے کے پہلے پورا کرنا چاہتی ہوں۔

اسمار۔ وہ کیا؟

مریم۔ میرا یہ خیال ہے کہ کسی صورت سے مرنے کے پہلے مولنا علی ابن ابیطالب
سے ملاقات ہو جائے۔

اسمار۔ تو کیا ہے کل مدینہ پہنچکر اُن سے ملاقات ہو جائے گی۔

مریم۔ ہائے میں تو کہتی ہوں کہ صبح تک میری بچنے کی امید ہی نہیں مجھ پر تمام

موت کے آثار چھائے ہوئے ہیں۔

اسمار (جس کے دلمیں اب نہایت مایوسی چھا گئی ہے) کیا مولی علی سے میرے معاملہ میں کچھ کہنا چاہتی ہو۔؟

مریم۔ ہاں۔ اور ایک دوسرے معاملہ میں بھی۔ جو مدت سے میرے دلمیں ہے اور اب اوس کے ظاہر کرنیکا وقت آگیا ہے۔

اسمار۔ تو اب کیا صورت ہوسکتی ہے !۔

مریم۔ ان سے جاکر یہہ کہا جائے کہ ایک عورت بستر مرگ پر پڑی ہوئی ہے۔ اور آپ سے ملاقات کی تمنا رکھتی ہے اور آپ سے ایک خاص معاملہ میں گفتگو کرنا چاہتی ہے۔" اسمار یہ سنکر باہر نکل آئی۔ یزید اور مروان جو ایک کھجور کے نیچے بیٹھے ہوئے باہم کچھ گفتگو کررہے تھے اوس کو دیکھکر فوراً اس کی طرف آئے اور پوچھنے لگے کہ کہو تمہاری والدہ کا اب کیا حال ہے؟

اسمار۔ کسیقدر افاقہ ہے۔ لیکن اوس کی خواہش یہہ ہے کہ وہ مولنا علی سے ملاقات کرے۔!

یزید۔ اسوقت یہ کیونکر ممکن ہے۔ کیونکہ حضرت علی تو مدینہ میں ہیں۔

اسمار۔ اسکی یہ خواہش ہے وہ یہاں بلائے جائیں۔!

مروان۔ بلائے جائیں۔!! یہ کسکا رتبہ ہے۔!

اسما۔ میرا خیال ہے کہ جب اون سے یہ کہا جائیگا کہ ایک عورت جاں طلب آپکی ملاقات کی تمنا رکھتی ہے تو وہ کبھی آنے سے انکار نکریں گے۔ کیونکہ وہ نہایت کریم الاخلاق ہیں۔

مروان۔ اُن کے اخلاق میں تو شک نہیں لیکن ادہر کو مسلمانوں کے باہمی اختلاف کیوجہہ سے آجکل اسقدر مشاغل ہیں کہ کچھ بھی فرصت نہیں رہتی۔

اسمار۔ اختلاف کیسا ؟

مروان۔ جبکہ ہم شام میں تھے تو سُننے میں آیا تھا کہ تمام لوگ خلیفہ ثالث سے ناراض ہیں

اسلئے کہ اچھی ملازمتیں سوائے اپنے قرابت داروں کے اور کسی کو نہیں دیتے بلکہ جو حکام معزز ہیں اون کو بھی برطرف کر کے اپنے قرابت مندوں کو اُس جگہ مقرر کرتے ہیں اسلئے مصر اور کوفہ اور بصرہ کے تمام لوگ چاہتے ہیں کہ حضرت علی کر ذریعے سے اس معاملہ کو طے کریں - غالباً وہ لوگ اب مدینہ میں آگئے ہونگے اور اُن کے آنے کی وجہ سے اب اسقدر فرصت حضرت علی کو نہیں ملیگی کہ وہ یہاں تک آئیں -

اسمار لیکن میری ماں کو اُن سے ضروری کام ہے اس لئے اُن کے پاس کسی کو ضرور بھیجنا چاہیئے -

مروان - اچھا میں اپنا ایک آدمی بھیجتا ہوں - اور اُس کے پیچھے میں خود بھی جاتا ہوں یہ کہکر اوس نے ایک شخص کو حکم دیا جو فوراً ایک گھوڑے پر سوار ہو کر مدینہ کو حضرت علی کے بلانے کی غرض سے روانہ ہو گیا اور اس کی تھوڑی دیر کے بعد مروان خود روانہ ہوا اور اسمار اپنی ماں کے پاس خیمہ میں جا کر بیٹھ رہی - ایک عرصہ تک وہ انتظار کرتی رہی - لیکن جب بہت دیر ہو گئی اور مدینہ سے کوئی واپس نہیں آیا تو یہ خیمہ سے باہر نکل آئی اور مدینہ کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھنے لگی اندھیری رات تھی - چاروں طرف سنسان عالم تھا اوس میں وہ آہٹ پر کان لگائے کھڑی تھی کہ شاید کوئی آتا ہو -

کبھی گھبرا کر ٹیلہ پر چڑھ جاتی تھی اور مدینہ کیطرف نگاہ دوڑاتی تھی لیکن سوائے مسجد نبوی کے کہ وہ اپنے انوار کے جگمگاہٹ سے کچھ کچھ نظر آتے تھے اور اور کچھ نہیں دکھائی دیتا تھا -

دیر تک انتظار میں وہ کھڑی رہی - لیکن جب کچھ خبر نہ ملی تو مایوس ہو کر پھر خیمہ میں آئی یزید خیمہ کے باہر بے خبر سو رہا تھا - اسمار کو نہایت افسوس آیا کہ اُس شخص کو ہماری مصیبتوں میں کچھ ہمدردی نہیں - لیکن یہ بات کوئی نئی نہیں تھی کیونکہ وہ ہمیشہ سے اسکا سلوک دیکھتی چلی آتی تھی اور نیز اوس نے یہ بھی کہنی ہا

سنا تھا کہ یزید اوس کا حقیقی باپ نہیں ہے۔ اسلیئے وہ ہمیشہ اپنی ماں سے اپنے حقیقی باپ کا نام پوچھا کرتی تھی مگر وہ وعدہ کرتی جاتی تھی اور ٹالے جاتی تھی اسوقت اسمار کو یہ خیال آیا کہ اب ماں کا وقت قریب ہے باپ کا نام ضرور دریافت کر لینا چاہیئے اُس لئے آہستہ سے اپنی ماں کا ہاتھ ہلایا۔ لیکن اُسنے کچھ نہ حرکت کی اور نہ بولی۔ اسمار اسوقت نہایت مایوس ہوئی اور رنج سے اوسکا دل بھر آیا وہ اس خیال سے اٹھی کہ عامر کے مکان سے کسی عورت کو بلائے جو اسکی مصیبت میں اوس کے ساتھ ہمدردی کرے۔ لیکن اُٹھنے کے ساتھ ہی اس کی ماں نے حرکت کی اور اُس کو ہوش آگیا اسمار نے دوڑ کے پوچھا کہ کچھ چاہیئے ؟

مریم۔ ابتک مولا علی نہیں آئے ؟

اسمار ہاں نہ معلوم کیا ہوا جو آدمی اون کے بلانے کو گئے تھے وہ بھی واپس نہیں آئے۔

مریم اب میری حالت بالکل آخر ہے یہ تھوڑی فرصت غنیمت ہے ادن کو جلد لانا چاہیئے۔

اسمار ہم کو امید ہے کہ اب وہ بہت جلد آتے ہیں کیا مجھ سے کہنے کے قابل بات نہیں ہے ؟ اور ابھی کیا وہ وقت نہیں آیا کہ مجھے معلوم ہو کہ میرا باپ کون ہے ؟

مریم جسوقت مولا علی آویں گے تم کو معلوم ہو جائے گا۔ مریم نے یہ کہکر ایک کروٹ لی اور کہا ہائے کب علی آویں گے۔

مدینۂ منورہ

اسمار انتظار کرتے کرتے تھک گئی اوس کے دل میں یہ خیال آیا کہ یہ دیر مروان کے جانے سے ہوئی اوسکا جانا بلا وجہ نہیں تھا چونکہ اسمار مروان کی

حالت اور اوس کے ارادہ سے خوب واقف تہی اسلئے اوسنے خود ارادہ کیا کہ مدینہ چلوں کیونکہ یہ وقت نہایت قیمتی اور بہت تنگ ہو۔ اوس نے ایک کوفی خمار (چادر) اپنے سر پر لپیٹ لی اور اسطرح ڈہاٹا باندھ لیا کہ سوائے آنکھوں کے کچھ نظر نہیں آتا تہا اور اوپر سے ایک عبا پہن لی۔ اب وہ بالکل جانے کے لئے مستعد کہڑی تہی۔ لیکن سخت حیرت میں تہی جب اپنی ماں کی حالت سوچتی تہی تو قدم آگے رکہنے کو جی نہیں چاہتا تہا اوس نے فوراً آکر بریدہ کو جگایا اور اوس کو تاکید کی کہ جبتک میں نہ آؤں تم جاگتے رہو اور مریضہ کی خبر گیری کرتے رہو لیکن اسمار کو اعتبار نہیں تہا وہ عامر کے گہر گئی اور آواز دی سو ہاں سے ایک بوڑھیا نکلی۔ اسمار اوسکو خیمہ میں لے گئی اور اوس کو بہی بیدار رہنے اور اپنی ماں کی خبر گیری کرنے کی تاکید کی اور خود ایک تیز رفتار گہوڑے پر سوار ہوکر مدینہ کو روانہ ہوئی۔ اس سنسان میدان اور شب کی تاریکی میں وہ نہایت تیزی سے جارہی تہی اور جہاں کسی قسم کی آواز اوس کے کان میں پہنچتی تہی یہ فوراً رک جاتی تہی اور بڑی غور سے سننے لگتی تہی اوسے خیال ہو جاتا تہا کہ شاید وہی لوگ نہ آتے ہوں جو مولا علی کو بلانے کے لئے گئے ہیں لیکن وہاں سوائے مینڈکوں کے آواز کے اور کچھ نہیں تہا غرض اسی طرح وہ مدینہ کی شہر پناہ کے دروازہ تک پہنچی۔

شہر میں داخل ہوتے ہی اوسکو ایک تنگ راستہ ملا جو لوگوں سے بہرا ہوا تہا اوسمیں نہایت مشکل سے اوسکا گہوڑا گذرتا تہا اوس کو یہ خیال پیدا ہوا کہ واقعی جو مروان نے کہا تہا وہ صحیح ہے

اوسنے ایک شخص سے جو کہ کہجور بیچتا تہا مولا علی کے مکان کا راستہ دریافت کیا اوس نے ایک راستہ بتلاکر کہا کہ اسطرف جاؤ آگے چلکر راستہ کے موڑ پر اسکا گہوڑا چراغ پا ہوگیا اور وہ گر گئی اوسطرف سے ایک نوعمر آدمی آرہا تہا جس کے چہرہ سے معلوم ہوتا تہا کہ یہ کوئی بہت ہی معزز شخص ہے

اسمار کو گھوڑے سے گرتا ہوا دیکھکر جلد بڑھ آیا اور یہ خیال کیا کہ یہ کوئی مرد ہے پوچھنے لگا کہ کہیں چوٹ تو نہیں لگی۔ اسمار جھٹ اٹھ کھڑی ہوئی اور جواب دیا نہیں مگر یہ بتلائیے کہ مولنا علی کا گھر کون سا ہے ؟

نوعمر۔ یہی جو تمہارے دائیں ہاتھ کی جانب ہے۔

اسمار۔ تو کیا اسوقت وہ گھر میں موجود ہوں گے ؟

نوعمر۔ نہیں اُن سے تم کو کیا کام ہے۔ میں بھی تو سنوں۔ میں تمہاری حالت اور تمہاری حالت سے یہ خیال کرتا ہوں کہ جس ضرورت سے تم اُن کو تلاش کرتے ہو وہ نہایت اہم ہے۔

اسمار۔ بیشک اہم ہے لیکن میں سوائے ان کے کسی دوسرے سے اس کو نہیں بیان کر سکتی۔

نوعمر۔ مغرب کے وقت وہ مسجد میں گئے تھے۔ لیکن عشا کی نماز بھی ہو گئی اور وہ ابتک واپس نہیں آئے۔

اسمار۔ تو ذرا مہربانی فرما کر مجھے مسجد تک لے چلئے یہ کہکر اسمار اپنے گھوڑی کی لگام تھام کر گھوڑے کو لیچلی اور ساتھ ہی ساتھ وہ نوعمر شخص چلا۔ مسجد یہاں سے بالکل قریب ہے۔ وہ نوعمر شخص مسجد کیطرف بڑی تیزی سے جا رہا کہ وہاں پہنچکر اوسے میں دیکھوں کہ یہ کون شخص ہے اور مولا علی کے پاس اتنی رات کو یہ کیوں اور کہاں سے آیا ہے ؟

اب وہ مسجد کے دروازہ پر پہنچ گئے لیکن اسما کی صورت بالکل ڈھاٹا باندھنے سے چھپی ہوئی تھی اسلئے وہ بالکل نہ پہچان سکا اتنا بھی اوسے معلوم نہوا کہ وہ مرد ہے یا عورت۔

وہاں پہنچکر دیکھا کہ مسجد بالکل لوگوں سے بھری ہوئی ہے تل بھر جگہ کہیں خالی نہیں۔ اسمار کو بار بار ارادہ کرتی تھی کہ مسجد میں چلئے لیکن کثرت اژدہام سے مجبور تھی۔

اوسکا نوعمر ساتھی ایک پتھر پر بیٹھ گیا اور اسمار سے کہا کہ یہاں بیٹھ جاؤ۔ لیکن اسمار نہایت اضطراب کیحالت میں تھی اور اسکا بیٹھنے کو جی نہیں چاہتا تھا اوسنے کہا کہ بالفعل مجھے کوئی ایسی جگہ بتلایئے کہ جہاں میں اپنا گھوڑا باندھ سکوں

اوس نوعمر شخص کے پاس ایک لڑکا کھڑا تھا اوس نے فوراً اسے کہا کہ یہ گھوڑا لیجا کر (اشارہ کرکے) اُس کھجور کے درخت سے باندھو۔

اسمار دروازے پر کھڑی ہوئی مسجد کے اژدہام کی حالت دیکھ رہی تھی کہ ایک شخص ممبر پر چڑھا جسکا قد متوسط ہے اور چہرہ نہایت نورانی اور حسین ہے بڑی اور گھنی ڈاڑھی میں مہندی کا خضاب ہے اوسکا چوڑا سینہ اور اوس کے چہرہ کا جاہ و جلال یہ ثابت کرتا ہے کہ یہ کوئی غیر معمولی شخص ہے۔ اُسکے ممبر پر آنے سے تمام لوگ بالکل خاموش ہوگئے اور سب پر ایک سکوت چھاگیا اسمار نے اشارے سے اپنے ساتھی سے دریافت کیا کہ یہ کون شخص ہیں۔

نوعمر یہی خلیفہ ثالث حضرت عثمان ابن عفان ہیں۔

اسمار اور غالباً یہ سب لوگ مدینہ کے ہوں گے۔

نوعمر۔ نہیں نہیں یہ مصر اور بصرہ اور کوفہ کے لوگ ہیں حضرت علی کے پاس یہ شکایت لائے ہیں کہ خلیفہ ثالث خاص بنی اُمیّہ کی کیوں رعایت کرتا ہے اور اعلےٰ ملازمتیں انہیں کو کیوں دیتا ہے اب اسوقت غالباً اسی کی بابت کوئی وجہ بیان کریں گے۔

اسمار غور سے خلیفہ کی صورت دیکھنے لگی مروان بھی ممبر کے قریب ہی بیٹھا تھا۔ اوس کو دیکھ کر یہ اپنے دل میں ملامت کرنے لگی کہ یہ اپنے چچازاد بھائی خلیفہ کے پاس آکر بیٹھ گیا اور جس کام کے لئے آیا تھا اوس کو بالکل بھول گیا۔ اسمار اس اژدہام میں معزز اور ممتاز چہروں پر نظر ڈالتی ہے اوس کو یہ خیال ہے کہ میں فراستاً مولا علی کو پہچان لونگی اور اپنے ساتھی سے بھی پوچھا کہ کیوں اس جماعت میں مولا علی کو تم دیکھتے ہو۔

نوعمر۔ ہاں دیکھتا ہوں وہ ممبر کی دائیں جانب بیٹھے ہیں۔ اب اسمار نے بھی

اون کو دیکھا اور فکا قد کسیقدر لمبا ہے اور تمام اعضا مضبوط اور بھاری ہیں
اون کی صورت بہت پاکیزہ اور صبیح ہے اور ہمیشہ مسکراتے ہوئے معلوم
ہوتے ہیں۔ اسماء ان کی خندہ طلعت دیکھکر خوش ہوگئی اور ایک خاص محبت
اور اکرام سے اونکو دیکھنے لگی حضرت عثمان ابن عفان اب ستعد ہو کے کہڑے ہوگئے
ان کے داہنے ہاتھ میں تلوار تھی۔ لیکن ان کی صورت سے اضطراب ظاہر
ہوتا تھا اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ کسی نہایت اہم اعتراض کے جواب دینے کی
لئے کہڑے ہوئے ہیں۔ پہلے انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی تعریف کی
اور پہر ایک مضطرب آواز سے بیان کرنا شروع کیا۔ "تم لوگ دور دراز
ملکوں سے آئے ہو اور مجھ سے ایک ایسی بات کا جواب چاہتے ہو کہ جس کو صرف
میں نے ہی نہیں کیا بلکہ میرے پیشتر میرے دونوں مقتداؤں (ابوبکر و عمر رضی اللہ
عنہم) نے سنتِ رسول کے خلاف نہیں کیا۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے
تمام قرابت داروں کو منصب دیتے تہے اگر تم اس کو ناپسند کرتے ہو تو تمہاری ہی
مرضی ہی اور جو تم کسی فتنہ یا فساد کا ارادہ رکہتے ہو تو تم نے اس ارادہ میں
بہت جلدی کی۔ میں سچ کہتا ہوں کہ جب میں نہ ہوں گا تو تمہیں یہ معلوم ہو جائیگا
کہ میرا ایکدن رہنا ایک سال سے زیادہ قیمتی تہا اسلئے کہ میرے بعد بہت خونریزیاں
اور اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانیاں ہوں گی"!

مولا علی اس خطبہ کو سر جہکائے نہایت غور سے سنتے رہے اور جب حضرت عثمان
اس آخری جملہ پر آئے تو مولا علی نے تصدیقاً اپنی زبان سے اسکے دہرایا۔

اسماء اپنے اضطراب میں تہی کہ اسکا خطبہ میں خیال ہی نہیں تہا وہ اپنے پیچ در
پیچ خیالات میں متغرق تہی اس نوعمر شخص نے اسے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تم نے
خطبہ کو نہیں سمجھا اسکا واقعہ یہ ہے کہ یہ سب لوگ خلیفہ موجودہ کے دورِ خلافت
سے راضی نہیں ہیں اور بجائے اس کے کوئی دوسرا خلیفہ مقرر کرنا چاہتے ہیں۔
لیکن اب اسوقت خلافت کے لئے تین شخص منتخب کئے گئے ہیں۔ زبیر، طلحہ

اور مولا علی۔ اب عثمان اگر خلافت سے علیحدگی اختیار کریں گے تو ان تین شخصوں کے لیئے خلافت کی بابت تنازعہ واقعہ ہوگا اسلیئے کہ اہل مصر کا یہ منشا ہے کہ مولا علی خلیفہ بنائے جائیں اور کوفہ والے زبیر کو پسند کرتے ہیں اور اہل بصرہ طلحہ کے طرفدار ہیں۔ شام کے لوگ بوجہ اس کے کہ امیر شام یعنے معاویہ حضرت عثمان کے قریبی ہیں انہیں کو پسند کرتے ہیں لیکن مولا علی کو اس خلافت کی کچھ بھی پرواہ نہیں ہے وہ یہ نہیں چاہتے کہ مسلمانوں میں فساد واقع ہو اسماء اس کو بھی اس اضطراب میں کچھ سمجھی کچھ نہ سمجھی۔ لیکن مجبوراً کھڑی سُنا کی کیونکہ ابتک خطبہ پورا نہیں ہو چکا تھا۔

خطبہ پورا ہونے کے بعد سب لوگ اٹھے اور ایکبارگی دروازے سے نکلنے لگے اسماء نہایت غور سے دیکھتی تھی کہ حضرت علی تو کہیں نہیں نکلتے۔ لیکن سب لوگ نکلگئے اور انکو واسنے انہیں نکلتے ہوئے نہیں دیکھا اپنے ساتھی سے بھی دریافت کیا کہ مولا علی مسجد سے نکلکر گئے تو نہیں اسنے کہا کہ میں نے انکو نکلتے ہوئے نہیں دیکھا۔

حجرۂ نبوی

وہ دونوں مسجد میں گئے وہاں ایک شخص چراغ بجھا رہا تھا اسماء کو یہ خوف معلوم ہوا کہ ایسا نہو کہ مجھکو مسجد میں جانے سے روکے لیکن اس نوعمر شخص کو دیکھکر اسنے چراغ نہیں بجھایا اور دونوں مسجد میں بے دھڑک چلے گئے وہاں چاروں طرف تلاش کیا مگر کہیں پتہ نہ ملا اوس نوعمر شخص نے کہا کہ وہ اکثر حجرہ فاطمہ میں جاتے ہیں جہاں کہ وہ مدفون ہیں اور کیا عجب ہے کہ اسوقت بھی وہیں گئے ہوں وہ حجرہ مسجد کے بالکل مقابل تھا۔ وہاں یہ دونوں گئے حجرہ میں ایک قبر تھی۔ اور نہایت دھیمی روشنی سے ایک چراغ جل رہا ہے انہوں نے وہاں چاروں طرف نظر جا کر دیکھا لیکن کسی آدمی کا حجرہ میں پتہ نہ ملا تھوڑی دیر کے بعد ایک آواز آئی جو معلوم ہوئی کہ دھیمی قبر سے نکلی ہے اُن دونوں کے خوف سے

رونگٹے کھڑے ہوگئے۔ لیکن وہ دونوں چپ چاپ ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے کھڑے رہے اور اس آواز پر کان لگا کر سننے لگے وہ آواز اس قبر سے نہیں نکلی تھی بلکہ اس حجرہ کے قریب حجرۂ نبوی ہے جس میں حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم مدفون ہیں حضرت علی یہ خطبہ سنکر مزار رسول پر گئے اور اس خوفناک حالت کو حضور جناب میں بیان کرنے لگے

بار بار آواز کے آنے سے اُن دونوں کو معلوم ہوگیا کہ حجرۂ نبوی سے یہ آواز آرہی ہے اور یہ خاص مولا علی کی آواز ہے جو یہ کہ رہے ہیں۔

"یا رسول اللہ ذرا اٹھکر اپنی امت کو دیکھیے کہ اب اُس کی کیا حالت ہے اللہ نے آپکو ہادی اور امین پیدا کیا تھا۔ یہ قوم بُری حالت اور بُرے دین میں تھی آپ کو بھیجنے کے لئے تلملاہٹ ملتی تھی اور ان کی خواہش بالکل کثیف تھی۔ بتوں کی پرستش اور خونریزیاں کرتی تھی قطع رحم انکا خاص شیوہ تھا آپ نے دنیا اور بہت تیاری اور پستی سے انکو عروج نصیب ہوا ان کی عادتیں پاکیزہ ہوگئیں ایک جماعت اسلام کی مدد کرنے کے لئے جان و دل سے شیفتہ ہو گئی وہ لوگ بیشک سچے بہی خواہ اسلام تھے اسلام کی باتوں کو دل سے سنتے تھے کتاب اللہ کے احکام پر عمل کرتے تھے ان کو مرنے کا رنج یا جینے کی خوشی نہیں تھی عاقبت کے خیال سے ان کی آنکھیں ہمیشہ پرنم رہتی تہیں روزے رکھتے رکھتے اُن کے جسم نحیف ہوگئے تھے۔ راتوں کی بیداری سے اُن کے رنگ زرد تھے اللہ کے خوف سے اون کا دل ہمیشہ کانپتا تھا۔ آپ خود یا رسول اللہ زمین پر بیٹھ کر کھاتے تھے اور غلاموں کے ساتھ بیٹھنے میں آپ کسر شان نہیں سمجھتے تھے اپنی جوتی اور اپنے کپڑے آپ اپنے ہی ہاتھ سے اٹھاتے تھے اور جب کوئی تصویر دار پردہ آپ کے دروازہ پر لگایا جاتا تھا تو آپ فرماتے تھے کہ اسے الگ کردو اس کو دیکھکر لغویات دنیا کیطرف طبیعت کا میلان ہوتا ہے۔

جب کوئی سخت لڑائی پیش آتی تھی اور لوگوں کے دلوں میں خوف چھا جاتا تھا

تو آپ خاص اپنے عزیزوں کو آگے کر دیتے تھے چنانچہ جنگ بدر میں عبیدہ ابن الحارث
مقتول ہوئے اور احد کے دن حضرت حمزہ شہید ہوئے۔ اور مونتہ میں جعفر مارے گئے۔ یہ
آپکا شیوہ تھا اور جب آپ ہمارے اندر سے تشریف لے گئے تو شیخ ابو بکر خلیفہ ہوئے
جنہوں نے مرتدوں کو مارا اور اسلام کو نازک وقت میں مدد کی اون کے بعد ایک اور خلیفہ
ہوا جس نے ملک فتح کئے اور دیوان عدالت مرتب کئے عرب سے لیکر عراق شام مصر فارس
تک اوس کی کامیاب کوششوں سے اسلامی پرچم لہرانے لگا اوس کے نام سے کسریٰ اور قیصر
کا جگر دہلتا اسوقت تک تمام مسلمان ایکدل تھے اب عنان خلافت عثمان کے ہاتھ میں ہے
وہ بیشک سچا اور اعلیٰ درجہ کا مسلمان ہے اور اسکا رتبہ جو مسلمانوں میں ہے اوس سے تمام
لوگ واقف ہیں۔ لیکن اس نے اپنے خاص قرابت مندوں کی طرفداری شروع کی اس
وجہ سے تمام اطراف کے لوگ متفقہ طور پر اس کو خلافت سے الگ کرنا چاہتے ہیں وہ لوگ
اوس کی خلافت اور سطوت سے بالکل نہیں ڈرتے اور اس کے خلاف تمرد اور سرکشی کی
جرأت رکھتے ہیں یہ لوگ فتنے کی جڑ ہیں اور مجھے یہ خوف معلوم ہوتا ہے کہ شاید اب
اس فتنہ کا زمانہ آگیا جس کی آپ نے مجھکو خبر دی تھی۔

اے یا رسول اللہ میں نے اس خلیفہ کو نصیحت سمجھایا تھا کہ تو اس امت کی خلافت منظور
کر لیکن باوجود تجربہ کار اور معمر ہونے کے بھی اس شخص نے ایک اپنے نوجوان قرابت مند
کی جسکا نام مروان ابن الحکم ہے بات سنی اور اسی پر کاربند ہوا" اس جملہ پر پہنچکر وہ زار زار
رونے لگے ان کے رونے سے ان دونوں کے دل پر بھی بہت اثر ہوا"

حضرت عثمان کا ایک خط

اب حضرت علی کرم اللہ وجہہ فاتحہ پڑھکر نکلنے کے ارادے سے وہاں سے اوٹھے یہ دونوں بھی حجرہ
نبوی کے دروازہ پر پہنچے اور انتظار کرنے لگے وہ آنسو پونچھتے ہوئے اودھر سے نکلے
اور نوعمر شخص نے نہایت ادب سے سلام کیا۔

علی وعلیکم السلام کیوں محمد ابن ابی بکر اتنی رات کو کس کام کے لیے آئے

اسماء اب اُس نوعمر کو پہچان گئی کہ یہ خلیفہ اول کا بیٹا محمد ہے کیونکہ اُسکا نام اکثر وہ شام میں سُنا کرتی تھی۔

محمد میں ایک نووارد شخص کو آپ کے پاس لایا ہوں اور اسماء کیطرف اشارہ کیا

مولا علیؑ اون کو مہمان خانہ میں کیوں نہیں اوتارا۔

اسماء ایک اہم اور ضروری کام کیلئے میری حاضری آپ کی خدمت میں ہوئی ہے۔

مولا علیؑ وہ کیا۔

اسماء ایک عورت بالکل قریب المرگ ہے وہ آپ کو ایک راز خفیہ کہنے کے لئے بلا رہی ہے جس کو وہ غیر سے نہیں کہنا چاہتی۔

مولا علیؑ وہ کون عورت ہے۔

اسماء وہ میری ماں ہے اور میرے باپ کا نام یزید ہے جو بنی امیہ سے ہے ہم اُسکو شام سے لائے ہیں لیکن اب وہ اسقدر بیمار ہے کہ مدینہ تک نہیں پہنچ سکتی۔

مولا علیؑ کس جگہ پر ہے۔؟

اسماء قریب ہی قبا میں ہے۔

مولا علیؑ اچھا تو میں چلتا ہوں محمد تم بھی میرے ساتھ چلو گے؟

محمد میں آپکے ساتھ چلنے کو تیار ہوں بلکہ اگر آپ کو یہ خیال ہو کہ تنہا میں ہی اسکی حاجت کو پورا کر سکتا ہوں تو مجھی کو بھیج دیجیے۔ کیونکہ آپ کو آج کی رات کام زیادہ ہے اور فرصت نہیں ہو سکتی۔

مولا علیؑ خیر اسکا خیال نہیں شاید اُس کے پاس میرا ہی پہنچنا ضروری ہو اور علاوہ بریں یوں بھی وہ ہمدردی کے قابل ہے اسلئے کہ بالکل لب دم ہے۔

وہ یہ کہتے ہوئے آگے بڑھے اور اسماء اور محمد دونوں پیچھے پیچھے تھے تھوڑے ہی دور بڑھے کہ ایک لڑکا دوڑتا ہوا آیا اوس کے چہرہ سے نہایت گھبراہٹ معلوم ہوتی تھی حضرت علی نے اُس سے دریافت کیا کہ کیا حال ہے؟

لڑکا۔ مصر کے لوگ پھر واپس آئے ہیں اور آپکے دروازہ کے سامنے جمع ہیں۔

مولا علیؑ (محمدؐ سے مخاطب ہو کر) سخت حیرت ہے یہ پھر کیوں پلٹے سب راضی ہو کر گئے تھے خلیفہ نے اصلاح کا وعدہ کیا تھا

لڑکا صاحب وہ نہایت غصہ میں بھرے ہوئے معلوم ہوتے ہیں اور آپکا انتظار کر رہے ہیں۔

مولا علیؑ لاحول ولاقوۃ۔ محمد مجھے یہ خیال ہے کہ ہم لوگوں کو ان سے راحت نہ ملگی اور یہ لوگ ضرور ہی کوئی نہ کوئی فساد برپا کریں گے۔

محمدؐ واقعی مجھے بھی ان لوگوں کی حالت سے خوف معلوم ہوتا ہے تو وہاں سے تیزی سے قدم اٹھا کر چلے اور جب دروازے کے قریب آئے تو دیکھا کہ تمام لوگ بھرے ہوئے ہیں اور اُن کو دیکھتے ہی انہیں کیطرف جھک پڑے اُن سب کے آگے ایک شخص تھا جو ہمیشہ زرد کپڑے پہنے رہتا تھا وہیں بڑھکر آیا اور سلام کیا۔

مولا علیؑ وعلیکم السلام بتاؤ کہ تم لوگ کیوں واپس آئے۔ یہاں سے راضی ہو کر گئے تھے خلیفہ نے اصلاح کا وعدہ کر لیا تھا۔

زرد پوش خلیفہ نے کچھ نہیں وعدہ کیا بلکہ وہ سراسر فریب تھا یہ خط دیکھئے یہ کہتے ہی اُسنے ایک خط دیا مولا علی اس خط کو لیکر دروازے کیطرف بڑھے جہاں چراغ جلتا تھا تاکہ روشنی میں اُسے پڑھیں یہ خط چمڑے پر لکھا ہوا تھا اور خلیفہ ثالث کیطرف سے حاکم مصر کے نام تھا اوس میں یہ فرمان تھا کہ یہ لوگ جو مدینہ آئے ہیں اور سلطنت کے احکام سے نارضامندی ظاہر کرتے ہیں انکو معقول سزائیں دو کسی کو درے لگاؤ کسی کو کوڑے مارو اور سرگروہوں کو پھانسی دیدو حضرت علی اس کو دیکھکر نہایت ششدر ہو گئے اور امد غور سے اس خط کو دیکھنے لگے اوس کے آخر میں حضرت عثمان کی مہر لگی ہوئی دیکھی جو فرمانوں پر لگائی جاتی تھی اور جسکا نقش یہ تھا (لیصبرنّ او لتندمنّ) یہ دیکھکر اُن کو یقین ہو گیا کہ بیشک یہ خاص خلیفہ کی مہر ہے اور اسیکا یہ فرمان ہے۔ پوچھنے لگے کہ تم نے کیونکر یہ خط پایا۔

زرد پوش ہم آپکے خیال سے خلیفہ کے حسب وعدہ مسجد سے نکلکر چلے گئے۔ لیکن جب

ہم شہر کے باہر پہنچے تو ہمیں خلیفہ کا غلام نظر آیا جو ایک اونٹ پر سوار تھا اور نہایت تیزی سے اوسکو بھگائے جارہا تھا ہم کو اوس کی یہ حالت دیکھکر شبہ پیدا ہوا اور ہم نے تلاشی لی۔ جوابچہ اوس کے پاس سے ہم کو یہ خط دستیاب ہوا

مولا علیؑ۔ لیکن مجھ کو نہایت تعجب ہے کہ خلیفہ نے ایسا حکم کیوں دیا۔

محمدؐ میرا خیال یہ ہے کہ اسکا باعث وہی مروان ہوگا ایسے فساد کی باتیں اوس کو سوجھتی ہیں۔

مولا علیؑ (دانتوں کے نیچے اونگلی داب کر) اوس غلام کو خدا ہلاک کرے خلیفہ کو ہمیشہ یہ اسی قسم کے مشورے دیتا ہے۔

اسماء اس جواب سے بالکل ناامید ہوگئی کہ مولا علی اب اوس کے ساتھ نہیں جا سکتے اور تینے محمدؐ سے آہستہ سے کہا کہ اب میرا کیا ہوگا۔؟

محمدؐ ہم ابھی تمہارے ساتھ چلتے ہیں۔ گھبراؤ نہیں یہ کہکر استفزاعا مولا علی کی طرف سر اٹھایا۔

مولا علیؑ۔ مجھے یہ خوف ہے کہ اگر اسوقت میں مدینہ سے باہر جاؤں تو یہاں کوئی فساد برپا ہو جائے اب ان کے ساتھ بجائے میرے تمہیں چلے جاؤ اور جو کچھ محمود کی یہ امیدیں رکھتی ہوں اونکو پورا کردو اور مجھے آکر خبر دو۔

محمدؐ بہت بہتر ہے۔

اسماء کو پھر یہ جرات نہوئی کہ وہ دوبارہ مولا علی کو اپنے ساتھ چلنے کو کہے مجبوراً اٹھکھڑی ہوئی محمدؐ نے بھی اپنا گھوڑا منگوالیا اور دونوں سوار ہوکر وہاں سے چلدیئے۔

اسماء کو چونکہ اپنی والدہ کو جاں بلب چھوڑے ہوئے عرصہ گذر گیا تھا اسوجہ سے اب اوس کے دل میں نہایت بیقراری ہے وہ پہنچنے کے لئے بہت جلدی کر رہی ہے محمد ہر چند چاہتا ہے کہ اوس سے کسی قسم کی گفتگو کرے اور کچھ حالات دریافت کرے مگر وہ اوس کو بالکل گفتگو کا موقعہ نہیں دیتی اور اوس کے گھوڑے کے آگے

اپنا گھوڑا اڑائے جارہی ہے۔

اب وہ جسقدر خیمے کے قریب آتی جاتی ہے اوسیقدر اوس کے دل میں تردد زیادہ ہوتا جاتا ہے یہانتک کہ وہ اب بالکل خیمہ کے قریب پہنچ گئی۔ وہاں گھوڑا کھڑا کرکے فوراً اتری اور خیمہ میں چلی گئی۔ غیر معمولی کپڑے اوتار کر وہ مرلیفہ کے سرہانے بیٹھ گئی۔ اور اوس کے قدم بقدم محمد بھی خیمہ میں گیا اوسوقت مرلیفہ کو کچھہ ہوش تھا اوس نے آنکھیں کھولیں اور دروازہ کیطرف دیکھنے لگی اور ایک حسرت بھری آواز سے پوچھا کہ کیا مولا علی ابتک نہیں آئے۔

اسماء نے اس خوف سے کہ مبادا اوس کو رنج ہوگا کہا کہ وہ اب آتے ہیں اور صورت حال کو خیال کرکے اسماء کی آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبا گئیں۔

اوس مرلیفہ نے محمد کو پوچھا اور کہا کہ کیوں محمد ابن ابی بکر تم کہاں آئے محمد نے اسکو بالکل نہیں پہچانا اوس کو پہلی ہی سے یہ واقعہ بالکل معما ہورہا تھا اور اب مرلیفہ کے اس کہنے سے معلوم ہوا کہ وہ اوسکو پہچانتی بھی ہے تو اور متعجب ہوا۔

لیکن وہ وقت ایسا تھا کہ وہ بالکل دریافت نکر سکا۔ محو حیرت کھڑا تھا خصکر اوس پیاری نازنین کو دیکھکر جس کو ابتک وہ مرد سمجھا ہوا تھا نہائت استعجاب تھا اوس کی دلچسپ صورت کو وہ باربار دیکھتا تھا مرلیفہ کی یہ حالت دیکھکر اور اس کی گفتگو سنکر اوس کو خیال آیا کہ واقعی یہ کوئی بڑا راز رکھتی ہے اسلئے اس نے پوچھا کہ کیا مولا علی کا یہاں آنا ضروری ہے۔؟

مرلیفہ ہاں جواب کیا۔

محمد اوسکو سنتے ہی کہنے لگا کہ اچھا اگر اونہیں کا آنا ضروری ہے تو میں ابھی گیا اور اُن کو لایا پھر آکر اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور نہائت تیزی سے چلدیا +

راز قبر میں چلا گیا

اسماء کے دل کو اب کسیقدر اطمینان ہو گیا لیکن اس کو اس بات کا نہائیت افسوس تہا کہ میں مولا علی کو نہ لا سکی۔ پہر یہ بہی سوچتی تہی کہ ان کا آنا کیسے ممکن تہا کیونکہ ان کے دروازہ پر تمام لوگوں کا ہجوم تہا اور نہائت خوفناک معاملہ کا سامنا تہا۔

اسوقت وہ بڑھیا بہی کہیں چلی گئی تہی اور زید تو دوسرے خیمہ میں جا کر لیٹ کیسے سو رہا تہا جب محمد کو گئے ہوئے کچھ دیر ہو ئی تو اسماء باہر نکل کر دیکہوں کوئی آتا تو نہیں کچھ عرصہ تک کہڑی رہی لیکن کچھ آہٹ نہ معلوم ہوئی پہر وہ مرلضیہ کے خیمہ میں چلی آئی +

اوسوقت مرلضیہ کو اوسنے کروٹ لیتے دیکھا اور جلدی سے قریب آگئی۔ اس کروٹ کے ساتہ ہی مرلضیہ کی وضع بدل گئی اوس کے دونوں مونڈہے حرکت کرنے لگے اور اسکا سانس تیزی سے آنے جانے لگا یہ دیکہکر وہ سخت ڈر ی اور بڑھیا کو پکارا بڑھیا آتے ہی سمجھ گئی کہ نزع کی حالت ہے لیکن اس نے کہا کچھ خوف نہیں اللہ پر بہروسہ کرو۔ اسماء اوس کی حالت دیکہکر پریشان ہوتی جاتی تہی کیونکہ اب اسکی آنکہیں بالکل بیٹھ گئیں چہرہ کی ہیئت بہی بدل گئی اور اسکا آخری وقت آگیا بوڑھیا نے جلدی سے اس کے منہ اور اس کی آنکہوں کو بند کر دیا اور اسکے آنسو جاری ہو گئے

اسماء کو اسکی یہ حالت دیکہکر یقین ہو گیا کہ میری ماں مر گئی اس سے پیشتر اس نے کسی مردے کی صورت نہیں دیکہی تہی اسوجہ سے وہ موت اور غفلت میں تمیز مشکل سے کر سکتی تہی اب وہ چہاتی پیٹ پیٹ کے رونے لگی قبائل کی اور بہت سی عورتیں اس مصیبت میں اسکی ہمدردی کیلئے آگئیں اور اسکے ساتھ نوحہ میں شریک ہو گئیں زید بہی آنکہیں ملتا ہوا آیا دل میں تو خوش تہا مگر ظاہرا وہ بہی رونے لگا اوس کی حالت سے یہ صاف ظاہر ہوتا تہا کہ یہہ بناوٹ سے

روتا ہے؟

اسماء نے اپنی چوٹی اور جوڑا کھول ڈالا اور نہایت سوگواری سے ماتم کرنے لگی۔
اوسی حالت میں کسی نے کہا کہ وہ مولا علی آ گئے۔

مولا علی خیمہ کے اندر داخل ہو گئے اون کو یہ حالت دیکھکر نہایت افسوس آیا۔
انہوں نے اسماء کو ہر طرح پر صبر دلایا اور کہا کہ جو کچھ تم کو ضرورت پڑے یا جو کام ہو
میں اس کے لئے حاضر ہوں۔ تم صبر کرو اور یہ خیال کرو کہ تمام دنیا مرنے کے لئے
پیدا ہوئی ہے۔ سب اسی طرح مر جاینگے رونے سے کوئی فائدہ حاصل نہیں
ہو سکتا وہ اسماء کو اچھی طرح سمجھا کر وہاں سے اٹھے اور خیمہ کے باہر آ کر محمدؐ کو بلایا
اور کہا کہ اب جس غرض کے لئے میں آیا تھا وہ تو پوری نہیں ہو سکتی اور آج
کی رات مدینہ میں میرا رہنا ضروری ہے کیونکہ سخت فساد کا اندیشہ ہے اس لئے
تم ان کے ساتھ رہو اور دفن کفن کا انصرام کرو جس چیز کی ان کو حاجت ہو وہ
اور سویرے اگر یہ آنا چاہیں تو میرے یہاں لا کر اوتارو کسی طرح ان کی خیرخواہی
اور دلدہی میں کوتاہی نہو بعد ازاں پھر اونہوں نے یزید کو بلایا اور اس سے کہدیا
کہ جس چیز کی تمہیں ضرورت ہو محمدؐ سے لینا اور کل تم میرے یہاں آ کر اترنا
یزید نے شکریہ ادا کیا لیکن اثنائے گفتگو میں وہ مولا علی کی طرف تکا وہ نہیں تھا تا
تھا دزدیدہ نظر سے دیکھتا تھا اسلئے مولا علی صاف سمجھ گئے کہ اس شخص کا
ظاہر و باطن یکساں نہیں ہے پھر وہ خیمہ میں گئے اور اسماء کو دوبارہ سمجھایا اور کہا
کہ میں تردوات کی وجہ سے (جس سے تم خود واقف ہو) یہاں بالکل نہیں ٹھہر
سکتا اسلئے میں بجائے اپنے محمد کو چھوڑتا ہوں وہ تمہاری ضروریات کا بندوبست
کرینگے یہ کہکر وہ مدینہ کو روانہ ہو گئے

محمدؐ نے غسل کفن اور دفن کا سامان کیا۔ لیکن یزید یہ معلوم کہاں اس
درمیان میں چلا گیا محمدؐ نے کئی مرتبہ اوس کی جستجو کی مگر کچھ پتہ نہ ملا جب
صبح ہوئی تب وہ آیا محمدؐ نے پھر اس سے اسکے اتنے عرصہ تک غایب رہنے

کی وجہ نہیں دریافت کی کیونکہ اسُ کو پہلے یزید کی طرز اور حالتوں سے بالکل نفرت ہوگئی تھی اور وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ بد باطن شخص ہے۔

صبح ہوتے ہی نماز جنازہ ادا کر کے میت کو دفن کر دیا اس کے بعد محمد یزید کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ تم کو جو ضرورت ہو مجھ سے کہو۔"

یزید میں آپ کی ان مہربانیوں کا نہایت شکر گذار ہوں۔

محمد۔ اگر تمہارا مدینہ چلنے کا ارادہ ہو تو مولا علی کے پاس چلکر اترو کیونکہ یہ بات کو وہ مجھ سے اور تم سے دونوں سے کہہ گئے ہیں

یزید مولا علی کے الطاف کا شکریہ ہم سے کسی صورت ادا نہیں ہو سکتا۔ مگر ہمارے قریبی لوگ مدینہ میں ہیں ہم وہاں اترنا چاہتے ہیں۔

محمد (اسما کیجانب دیکھکر) خیر جہاں مناسب سمجھو ٹھہرو لیکن جب کوئی کام یا ضرورت پیش آئے تو ہم لوگوں سے کہنا۔"

اسما یہ سنکر رونے لگی اور اس کے موتی کیطرح اشک انگارے ایسے رخسار پر ڈھلکنے لگے

محمد اسوقت مدینہ چلنے کے لئے تم کو سواریوں کی ضرورت ہوگی۔"

یزید ہمارے ساتھ کافی سواریاں ہیں اور خدمتگار وغیرہ ہمارے عزیزوں نے مدینہ سے بھیجے ہیں۔ بالفعل کوئی ضرورت نہیں۔"

محمد انکو رخصت کر کے مدینہ روانہ ہوا لیکن وہ ابھی بالکل حیرت میں تھا وس کو اس کی اطلاع نہوئی کہ وہ کون عورت تھی اور اُسنے کیونکر مجھے پہچان لیا وہ ایسا کیا خفیہ راز تھا جس کے لئے وہ مولا علی کو طلب کر رہی تھی انہیں پیچ در پیچ خیالات میں آہستہ آہستہ وہ مدینہ کیطرف چلا جاتا تھا۔

اسما بھی سخت حیرت میں تھی اور جن جن خیالات میں وہ غرق ہے انکا اندازہ لگانا مشکل ہے

لیکن یزید خوش ہے کیونکہ جسوقت حضرت علی تاکید کر کے گئے تھے کہ اسما پر سے

تم لوگ آکر ہمارے مکان پر ٹھہرنا اوس کے تھوڑی دیر بعد یہ غائب ہوگیا تھا جیسا
کہ تم کو معلوم ہوا ۔ لیکن دراصل یہ غائب نہیں ہوا تھا بلکہ مروان کے پاس گیا تھا
اوس کو تمام حال کہہ سنایا اور ان دونوں کے باہم یہ مشورہ ٹھہرا کہ حضرت علی کے
پاس اترنا کسی صورت سے ٹھیک نہیں ہے ورنہ مقصود میں خلل حائل ہوگا
چنانچہ یزید نے محمدؐ سے جو کچھ گفتگو کی وہ سب مروان کی سکھائی ہوئی تھی اور
اسماء کو اس کی کچھ خبر نہ تھی ؎

یزید نے اب تمام سامان ٹھیک کرلیا اور قافلہ مدینہ کو چلدیا۔ اسماء نے اپنی ماں
کی قبر نہایت دردناک نوحے کے ساتھ رخصت کی

مدینہ میں سب سے آگے پہنچکر ادن کو نہایت ہجوم دکھائی دیا جسمیں کوفہ بصرہ
اور مصر کے لوگ تھے اور نہایت شور و غل مچا ہوا تھا اور آگے چلکر یہ لوگ
مقام زورا میں پہنچے جہاں خلیفہ وقت رہتے تھے ۔ اوس کے چاروں طرف
ایک مضبوط دیوار ہے اور ایک بہت بڑا پھاٹک لگا ہے جس پر ایک دربان کھڑا
ہے اوس سے ذرا اور بڑھکر ایک دروازہ آیا جہاں یزید اپنی سواری سے اتر پڑا
اسماء نے سمجھا کہ یہیں اترنا ہوگا اسلئے وہ بھی اپنی سواری سے اُتری۔ لیکن
اترنے کے ساتھ ہی اوس کی نظر مروان پر پڑی جو نہایت تپاک سے اندر سے ان کو
لینے کے لئے آیا تھا ؎

اسماء نے انکو دیکھکر منہ پھیر لیا اور دل میں بہت کٹی۔ لیکن کیا کرے دوسری
جگہ اترنے سے مجبور تھی کیونکہ اس کا باپ یہیں اوترا تھا مروان نہایت ہمدردی
سے اسماء سے ماتم پرسی کرنے لگا اور کہنے لگا کہ آپ کی والدہ کے مرنے سے مجھکو
نہایت افسوس ہوا اسماء اپنے دلی دشمن کی اس تعزیہ داری سے اور بھی رنجیدہ
تھی کچھ جواب نہیں دیا اور رونے لگی ؎

اندر سے اور بہت سی عورتیں ان کے اوتارنے کے لیئے آگئیں اور اسماء کو
ایک حجرہ میں لیجا کر ٹھہرایا یہ وہاں نہایت ملول اور چپ چاپ بیٹھ گئی

تمام عورتیں اوس کے ارد گرد بیٹھکر اوس کی ماتم پرسی کرنے لگیں مگر سوائے
رونے کے یہ اور کچھ جواب نہ دیتی تہی اون عورتوں کے اوٹھنے کے بعد اوس نے
آہستہ سے یزید سے پوچھا کہ یہ لوگ کون ہیں۔ اوس نے کہا کہ یہ آل حزم ہیں۔

فریب

مروان اوس کو اسی حجرہ میں چھوڑ کر چلا گیا اور اس فکر میں لگا کہ اس کو کسی
عمدہ تدبیر سے راضی کرنا چاہیئے اس کے دل میں یہ خیال آیا کہ اگر نائلہ بنت
الفرافصہ میرے اس معاملہ میں کوشش کرے تو کیا عجب ہے کہ میں کامیاب
ہو جاؤں۔ کیونکہ نائلہ گو بنی کلب قبیلہ قحطان سے تہی اور نا سنورا سکا باپ
نصرانی تہا اور کوفہ کے گرجہ میں مجاور تہا مگر تاہم یہ اپنے حسن و جمال اور عقل
و فطانت اور نیز بوجہہ ملکہ ہونے کے مدینہ میں نہایت ممتاز تہی اوس کے حسن خلق
کی وجہ سے مدینہ کی تمام عورتیں اُس کے ساتھہ محبت رکھتی تہیں۔ لیکن مروان
سے وہ ناراض رہتی تھی اور اکثر اوس کو جہڑک بھی دیتی تہی کیونکہ مروان کی
طبیعت میں فساد تھا اور خلیفہ کو اکثر یہ فضول مشورے دیا کرتا تھا۔ لیکن چونکہ
خلیفہ کا یہ نہایت قریبی رشتہ دار تہا اسوجہہ سے وہ اس کا اکرام بھی کرتی تہی
مروان یہ سوچکر اس کے پاس گیا لیکن نائلہ اسوقت سخت فکر اور پریشانی کی
حالت میں تہی اسلیئے کہ تمام لوگ خلیفہ کے مخالف تھے اور انکو گہیر رکہا تہا
نائلہ نے جب مروان کو دیکہا تو پوچہا کہ کیا بات ہوئی ؟

مروان کچھہ نہیں سوچتا کیا یہ لوگ خلیفہ کے معزول کرنے کی فضول کوشش
کر رہے ہیں ان کے کرنے سے کیا ہو سکتا ہے۔ ہم نے امیر معاویہ اور ابن عامر
اور تمام سپہ سالاروں کو لکھدیا ہے کہ فوراً یہاں لشکر لاؤ کیونکہ بغاوت کا خوف
ہے ان کے آنے سے ان لوگوں کا پتہ بھی نہیں لگے گا کہ کہاں گئے ۔

نائلہ لیکن یہ معاملہ تو سر پر ہے وہ لوگ نہ معلوم کب تک آویں اگر خدانخواستہ

معاملہ بگڑ گیا تو بعد میں وہ لوگ آ کے کیا کریں گے یہ سب وبال تیرے سر ہے اور یہ سب تیرے ہی کرتوتوں کا نتیجہ ہے۔

مروان (سنکر دل لگی سے) تم دیکھ لینا کہ میری یہ تدبیریں کس قدر مفید ثابت ہونگی اور آئندہ چلکر تم میری تعریف کرو گی۔ ابھی سے کیا ماتم کر رہی ہو یہ لوگ بھلا ہمارا کیا کر سکتے ہیں؟

نائلہ تجھے دل لگی سوجھتی ہے اور میرے خیال میں یہ معاملہ نہایت خوفناک ہو گیا ہے۔

مروان تمہارا گمان بالکل غلط ہے میں ویسے ایسے معاملات کو کچھ نہیں سمجھتا اور میری نظر میں یہ بالکل کھیل ہے اور سنو تو میں اس وقت اس لئے تمہارے پاس آیا ہوں کہ ایک نہایت حسین نازنین عروس ہے اس کو مجھ سے نکاح کرنے پر راضی کر دو۔

نائلہ کون عروس ہے۔

مروان یزید کی بیٹی اسماء، وہ نہایت حسین اور شکیل ہے۔ جب میں دمشق میں تھا تو پیغام بھیجا تھا اوس کا باپ یزید تو راضی ہے۔ لیکن اوس کی ماں راضی نہیں تھی کل قباء میں وہ مر گئی ہے آج آل حزم کے مکان پر یزید کو اور اس کو لا کر اتارا ہے اسوقت تو تھکی ماندی وہ سو رہی ہے مگر جب اٹھے گی تو تم سے ملنے آوے گی تم اوس کو سمجھا بجھا کر راضی کر دینا اور یہ بھی کہدینا کہ مروان بنی امیہ سے ہے وہ تیرا غیر کفو نہیں ہے۔

نائلہ۔ ادہر تو یہ پریشانی اور ادہر آپ کو یہ سوجھ رہی ہے بھلا یہ بھی کوئی نکاح کا وقت ہے۔

مروان لاحول ولا قوۃ ابھی میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ لوگ خلیفہ کا بال نہیں بیکا کر سکتے۔ اس کی کیا پریشانی ہے میں اسلئے کہتا ہوں کہ تمہاری باتوں سے وہ راضی ہو جائے گی اور دوسرے کی باتوں کا اس قدر اوس پر اثر نہ ہوگا جس قدر کہ تمہاری باتوں کا ہوگا اور کسی میں اتنا مادہ نہیں ہے نائلہ یہ سنکر چپ ہو رہی اور مروان کے بار بار کہنے سے اوسنے بھی یہ خیال کیا کہ واقعی یہ معاملہ خفیف ہے

اور آخر کار مروان نے اس سے اسبات کا وعدہ لے لیا کہ اسماء جب اس کے پاس آوے تو وہ اسکو راضی کرے۔ پھر مروان وہاں سے اٹھکر یزید کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ میں نائلہ کو مستعد کر آیا ہوں۔ اس لئے جب اسماء اٹھے تو تم اسکو کسی نہ کسی بہانہ سے نائلہ کے پاس ضرور بھیجدینا اگر اس تدبیر سے وہ نہ راضی ہو گی تو میں دوسری تدبیر کروں گا۔ یزید یہ باتیں سنکر خوش ہوا ہے کیونکہ وہ خیال کرتا تھا کہ اس کی کامیابی سے مجھکو ضرور کوئی منصب ملجاویگا۔

نائلہ بنت الفرافصہ

صبح کو جب اسماء اوٹھی یزید اس کے حجرہ میں گیا اور اس سے بہانت محبت اور پیار کے ساتھ گفتگو کرنے لگا مگر وہ سخت رنج میں تھی۔ کیونکہ اس نے رات کو اپنی مردہ ماں کو خواب میں دیکھا اور اس کی صورت اوس کی آنکھوں میں پھر رہی تھی۔

یزید۔ اسوقت تمہارا رنج بہت زیادہ معلوم ہوتا ہے۔ تم نائلہ بنت الفرافصہ خلیفہ کی بیوی کے پاس جاؤ وہ تمہارے ساتھ ہمدردی کریگی اور اس کے پاس بیٹھکر تمہارا دل بہلیگا۔

اسماء۔ نہیں اسوقت میں کسی کے پاس نہیں جاؤں گی آپ مجھکو اسی حجرہ میں رہنے دیجئے میں اسکا کواڑ بند کرکے اسمیں بیٹھی رہوں گی۔

یزید۔ نہیں یہ کیا خیال ہے رنج و غم انسان کو برباد کرنیوالی چیزیں ہیں۔ تم ضرور اُن کے پاس جاؤ یہاں تنہا بیٹھنے سے کیا فائدہ۔ علاوہ بریں اون کی حمایت میں ہم لوگ ہیں تو ان کے پاس ضرور جانا چاہیے یہ گفتگو ہو ہی رہی تہی کہ حجرہ میں ایک آدمی آتا ہوا معلوم ہوا۔ یزید فوراً اٹھکے کہنے لگا آؤ جی ابو الجراح اسماء نے یزید کیطرف دریافت کرنے کے لئے سر اٹھایا۔

یزید۔ یہ نائلہ کا غلام ہے۔

ابوالجراح ۔ کل نائلہ نے سنا کہ تم یہاں پڑوس میں اوترے ہو ۔ تو اسوقت مجھ کو اور ایک لونڈی کو جو پیچھے آتی ہے تمہارے بلانے کے لئے بھیجا ہے اب اسماء اوٹھی اپنے کپڑے پہن کر اوپر سے ایک سیاہ مالتی چادر کہ جیسے اوس کے حسن کو دوبالا کر دیا تہا اوڑھکر چلی ۔

صرف ایک ہی گہر کا فاصلہ تہا وہ خلیفہ کے گہر میں داخل ہو گئی وہاں بڑے بڑے شاہی سراپردے اور آرائشی چیزیں جو خلفاء کے لئے مناسب ہوں موجود تہیں وہ لونڈی اوس کو ایک کوٹھری کے چڑھی جہاں نائلہ اس کی انتظار میں بیٹھی تہی ۔ جب اوس کے آنیکی آہٹ اوس کو معلوم ہوئی تو وہ اوس کے لینے کے لئے کہڑی ہو گئی ۔ لونڈی اوس کو لیجا کر دروازہ سے واپس چلی آئی ۔

اب اسماء اوپر پہنچ گئی نائلہ نے اوس نہایت محبت اور تپاک سے لیجا کر بٹھایا اور ہمدردی اور تعزیت کی گفتگو اس سے شروع کی ۔

نائلہ ۔ میری عزیز اور پیاری بیٹی میں تجھ کو دیکھکر نہایت خوش ہوئی اور تیرے رنج میں میں شریک ہوں ۔

اسماء (جسکی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں) ان باتوں سے آپ میری تعزیت کرتی ہیں مجھ کو رونے دیجے اگر آپکو میرے ساتھ کچھ ہمدردی ہے تو آپ بھی روئیں ۔

نائلہ کے دلمیں اس گفتگو کا بہت اثر ہوا اسکی آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا گئے اور کہنے لگی کہ میں بیشک تیرے رنج میں شریک ہوں کیا تو اس بات سے خوش نہیں ہے کہ بجائے اپنی ماں کے اب تو مجھ کو ماں سمجھے ۔

اسماء یہ الفاظ بہت کھٹکتے ہیں نعوذ باللہ کہ خدا نہ کرے کہ آپکا اس سے وہی منشا ہو جسکا مجھ کو اس بات سے شبہ ہوتا ہے ۔

نائلہ دیکھ حدل میں سمجھ کر ندامت کے لہجہ سے ۔ شرمندہ کیا اسکو جواب میں اسماء بالکل

چپ رہی نائلہ نے اب دوسرے ڈہنگ سے گفتگو شروع کی۔ تہوڑی دیر کے بعد دسترخوان بچہایا گیا اسمار نے ہر چند کہا کہ میں نہیں کہاؤں گی مگر نائلہ نے اصرار کرکے اوس کو کہلایا پہر ان دونوں میں مختلف قسم کی باتیں ہونے لگیں۔

نائلہ اثنائے گفتگو میں اوس کی وضع و انداز کو غور سے دیکہتی تہی اور ان کے خط و خال اور عجیب چہرہ پر نگاہ ڈالکر حیران ہوتی تہی کہ یہ یزید کی بیٹی نہیں معلوم ہوتی کیونکہ یزید کو اوس نے دیکہا ہوا تہا اوس کی اور اس کی شکل میں زمین و آسمان کا فرق تہا اور کسیطرح کی مناسبت نہیں تہی۔

اسمار صحن کی طرف دیکہہ رہی تہی کہ ادہر سے مروان آنکلا اوس نے اوسکی صورت دیکہہ کر منہ پہیر لیا اور وہان ٹھہرنا مناسب نہ سمجہا۔

نائلہ سے فوراً رخصت ہوکر یہ اپنے حجرہ میں چلی آئی اور اوسکا دروازہ بند کرکے بیٹھ رہی مروان اسمار کو نائلہ کے پاس سے اترتا ہوا دیکہکر بہت خوش ہوا نائلہ سے جاکر دریافت کیا کہ کچھ بات چیت ہوئی۔

نائلہ۔ اسوقت میں نے کچھ کہنا مناسب نہ سمجہا اب کل خود میں اوس کے حجرہ میں جاؤنگی اور اس کو سمجہاؤں گی۔

مروان۔ ہان ضرور جائیو اور اوسکا مافی الضمیر دریافت کرکے اوس کو راضی کرو۔

نشان صلیب

دوسرے دن صبح کو نائلہ اسمار کے حجرہ میں گئی۔ لیکن اسمار ابہی خواب غفلت میں تہی وہ اس کی چارپائی کے قریب چلی گئی وہ عجیب بیخبری کے انداز سے پڑی تہی اوس کی چوڑی چوڑی آستینیں اوس کی بغل تک سے چڑہ آئی تہیں ایک ہاتھ رخسار کے نیچے زنحذان کے بلکل تہا اور دوسرا سر پر پیشانی پر چہوٹے چہوٹے پسینے کے قطرے تہے جو اس کے فطرتی حسن کو بڑہا رہے تہے۔ نائلہ

اس کی صورت دیکھنے لگی اور اس کے دلربا جمال کے سیر میں محو ہو گئی۔ اسمار
کی شاداب اور خوبصورت کلائیوں پر اوس کو ایک صلیب کا نشان نظر آیا اور
اسکی کرتی کے تکمے کہل گئے تہے جس سے ایک تعویذ اوس کے گلے میں نظر آتا
تہا اور وہ تعویذ ایسا تھا کہ جس کو صرف عیسائی ہی پہنتے ہیں۔ نائلہ ان دونوں کو
دیکھکر سخت حیران تہی کہ اتنے میں اسمار کی نیند اوس کی آہٹ سے کہل گئی
وہ اٹھکے بیٹھ گئی اور نائلہ کو دیکھکر جلدی جلدی اپنے کپڑے سمبہالنے لگی۔
آستین کھینچکر کلائی کو فوراً چھپا لیا اور تعظیم کے لئے اوٹھنے لگی۔
نائلہ نے اوس کے مونڈھے پر ہاتھ رکھکر کہا کہ بیٹھی رہو اوٹھنے کی کیا
ضرورت ہے میں تم کو تکلیف دینے نہیں آئی ہوں۔
یہ کہکر نائلہ بہی اوسی چارپائی پر ایک طرف بیٹھ گئی اسمار کا ہاتھ پکڑکر بغور
اس نشان کو دیکھنے لگی اور اسمار سے پوچھنے لگی کہ یہ کیسا نشان ہے؟
اسمار میں اس سے ناواقف ہوں کہ جب سے ہوش سنبھالا اس کو اسی طرح
دیکھتی ہوں۔
نائلہ۔ اور وہ تعویذ گلے میں کیسا ہے۔
اسمار نے یہ سنکر وہ تعویذ گلے سے نکالا اور نائلہ کے ہاتھ میں دیکر کہنے لگی کہ مجھے
اس کی بہی کیفیت معلوم نہیں۔
نائلہ یہ تو صلیبی تعویذ معلوم ہوتا ہے۔
اسمار مجھے تو میری ماں نے ہی اسے پہنایا تہا اوسی کے حکم سے میں اسکو پہنے
رہی میں نہیں جانتی کہ یہ کیسا ہے۔
نائلہ کو اب اور حیرت ہوئی اور اس رمز کے دریافت کرنے کی اوسکو بیحد رغبت
ہوئی اوس نے اسمار سے نہایت محبت کے لہجے سے پوچھا کہ سچ سچ بتا دو
مجھکو بالکل غیر نہ سمجھو میں تمہارے راز کو ہرگز کسی سے نہ کہوں گی مجھے یہ تعجب
کہ تمہارا باپ یزید دوشت سے مسلمان ہے وہ کبھی اس قسم کا تعویذ نہیں پہنا

پھر میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کیا رمز ہے۔
اسمار اس بات کو سنکر بالکل چپ ہو رہی اسوقت اوسکو اپنی ماں کا خیال آگیا۔ جو اُس کے حقیقی باپ کا نام بتاتے بتلاتے رہ گئی اور موت نے اوسکو فرصت نہ دی۔ اسی خیال سے وہ دیر تک چپ رہی اور اُس کی آنکھوں میں اشک بھر آئے۔
نائلہ کو اُس کے چپ رہنے سے اور بھی حیرت ہوئی اور اُسنے یہ سمجھا کہ اسمیں کوئی بہت بڑا راز پنہاں ہے اور اس نے اسمار سے کہا کہ میری پیاری بیٹی کسی قسم کا خوف نہیں ہے تم بیان تو کرو یہ کیا بات ہے مجھے تو سخت حیرت ہے۔
اسمار میں کیا کہوں ان دونوں چیزوں کا علم مجھ کو بالکل نہیں ہے جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے اسی طرح ان کو دیکھتی ہوں۔
نائلہ۔ یہ کیسے ممکن ہے تمہارے سکوت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ کوئی راز ہے جسکو تم چھپاتی ہو۔
اسمار۔ میرا راز تو میری ماں کے ساتھ قبر میں گیا اب میں کیا کہوں یہ کہتے ہی اوس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔
نائلہ (اوس کے آنسو پونچھکر) اللہ تمہاری مرحومہ ماں پر رحم کرے۔ تمہاری اس گفتگو کا غالبًا یہ منشا ہو گا کہ وہ کوئی راز تم سے پوشیدہ رکھتی تھی اور قبل کہنے کے مر گئی۔
اسمار ہاں ہاں۔ ایک تو اُس کے مرنے کا رنج اور دوسرے راز کا اس کے ساتھ قبر میں جانے کا بھی رنج ہے۔
نائلہ۔ تاہم کچھ معلوم ہے کہ وہ کیا راز تھا۔
اسمار۔ وہ کہا کرتی تھی کہ زید تیرا باپ نہیں ہے بلکہ بعد فتح مصر کے اسکا نکاح میرے ساتھ ہوا ہے میں نے ہرچند اس سے پوچھا کہ حقیقی باپ کا نام بتادے

مگر وہ ٹالتی گئی آخر کار اوس کی موت ہی آگئی۔
نائلہ میں تو یہہ پہلے ہی سے سمجھی ہوئی تھی کہ یزید تیرا باپ نہیں ہو سکتا کہاں تو کہاں تو؟
ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ یزید باہر سے گھبرایا ہوا آیا اوس کی خوف زدہ صورت سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی اہم سانحہ درپیش آیا ہے نائلہ اور اسما دونوں اوسکو دیکھکر گھبرا اوٹھیں نائلہ نے اوس سے پوچھا کہ تم ایسے گھبرائے ہوئے کیوں ہو۔
یزید کچھ نہیں اللہ خیر کرے۔
نائلہ۔ کیوں کیوں کیا بات ہے۔
یزید۔ لوگوں نے خلیفہ کے دروازہ پر بہت ہجوم کیا ہے اور بڑا شور و غل ہے۔
نائلہ نہایت گھبرا کر وہ لوگ کیا ارادہ رکھتے ہیں؟
یزید۔ اون کی نیت بہت بری معلوم ہوتی ہے۔

محاصرہ

نائلہ یہ سنکر بہت گھبرا کر اوٹھی۔ اسما بھی اوس کے پیچھے ہو لی اوس وقت اسما کا رنج نہ معلوم کہاں گیا۔ وہ ہمہ تن اوس سانحہ کیطرف متوجہ ہو گئی۔ ذرا آگے چلکر دیکھا کہ تمام لوگ خلیفہ کے مکان کے اردگرد محاصرہ کئے ہوئے ہیں اور بڑا شور مچا ہوا ہے یہ حالت دیکھکر نائلہ کا رنگ بدلگیا وہ نہایت خوف زدہ ہو گئی۔ جلدی سے بھاگتی ہوئی مکان کے اندر داخل ہو گئی۔ اوس کے ساتھ ہی ساتھ اسما بھی چلی گئی۔
اسما کا سن گو ابھی بہت کم تھا اور اسنے کبھی ابھی تک اس قسم کے خوفناک معاملے دیکھے نہ تھے مگر تاہم اوسکو اسوقت ایک قسم کی جرأت تھی اوس کے چہرہ سے بالکل خوف نہیں معلوم ہوتا تھا نائلہ کو بھی یہ جرأت دلاتی تھی۔

اب یہ دونوں ایک کمرے پر پہنچ گئیں جس کی کھڑکی سے محاصرین کی پوری کیفیت
نظر آتی تھی۔ نائلہ محاصرین کو دیکھکر ڈر گئی کیونکہ وہ لوگ بالکل مسلح تھے
اور کہنے لگی کہ مجھے خوف معلوم ہوتا ہے کہ آج یہ لوگ کوئی واردات کرینگے۔
اسماء۔ واردات کیا کر سکتے ہیں یہ چہار دیواری نہایت مضبوط ہے ممکن نہیں کہ
وہ لوگ اندر آسکیں انشاءاللہ کچھ نہ ہوگا۔ خوف کی کوئی بات نہیں۔
نائلہ۔ تم کچھ کہو مگر مجھے خون کی بو آتی ہے۔
اسماء۔ وہ کچھ نہیں ہم لوگ خود تلوار اور تیر لیکر مستعد ہوں گے کہ اگر خدا
نخواستہ وہ اندر آویں تو روکیں۔ یہ دونوں اسی گفتگو میں تھیں کہ باہر سے اندر
آتے ہوئے چند لوگ نظر آئے۔ نائلہ نے اسماء سے کہا کہ دیکھو یہ صحابہ کبار
ہیں خلیفہ کے پاس کسی غرض سے آرہے ہیں آؤ آپ ادہر دوسرے کمرہ میں
چلیں اور ان کی باتیں سنیں یہ کیا کہتے ہیں۔ مجھے ان کے آنے سے نہایت
خوف معلوم ہوتا ہے کیونکہ یہ لوگ اسوقت ہمارے یہاں آتے ہیں جب خلیفہ کو
کسی بات سے روکنا منظور ہوتا ہے یہ کہتی ہوئیں وہ دونوں ایک تاریک حجرہ
میں پہنچیں۔

اسماء کے کمرہ میں اور خلیفہ کی نشستگاہ میں صرف ایک مقفل دروازہ حائل
تھا اوسمیں سوراخ تھے جس سے باہر کا آدمی یہاں سے بخوبی معلوم ہوتا تھا وہاں
پہنچکر ان رخنوں سے یہ دیکھنے لگیں۔ سامنے خلیفہ عثمان نہایت وقار اور
اطمینان سے بیٹھے ہوئے تھے اون کے دائیں ہاتھ میں تلوار تھی عمامہ سر سے
اوتار دیا تھا جب باہر سے یہ لوگ پہنچے تو خلیفہ نے فوراً سر پر عمامہ رکھ لیا
اور ان کی تعظیم کے لئے کھڑے ہوگئے۔ سب سے آگے حضرت علی تھے۔
جن کو اسماء نے بھی پہچانا۔ ان کے پیچھے ایک دوسرے شخص تھے جن کا
قد بالکل متوسط اور رنگ گندم گوں تھا چوڑا سینہ پر گوشت بازو موٹے موٹی رانیں
خوبصورت چہرہ جسمیں کسیقدر سرخی جھلکتی ہوئی تھی اور بال سپید ہوگئے تھے

ان کو دیکھکر اسماءؓ نے پوچھا کہ یہ کون شخص ہیں؟

نائلہ۔ طلحہ ابن عبید اللہ۔ یہ بھی عشرہ مبشرہ سے ہیں۔

اسماء۔ اور ان کے پیچھے وہ کون شخص ہیں جنکا گندم گوں رنگ جسم معتدل اور چگی داڑھی ہے۔

نائلہ۔ زبیر ابن العوام۔ رسول اللہ صلی اللہ کے حواری اور بہت بڑے جلیل القدر صحابی ہیں مبشر بالجنت ہیں۔

ان لوگوں نے خلیفہ کو سلام کیا اور مصافحہ کرکے بیٹھ گئے۔ خلیفہ کے ہاتھ میں قرآن تھا اور اس کے اوراق الٹ الٹ کر دیکھنے لگے اور سر جھکائے رہے۔

بنائے فساد

اسماء غالباً اسی فساد کے دفع کرنے کے لئے کوئی مشورہ سوچیں گے۔

نائلہ۔ یہ لوگ خلیفہ کے خاص خیر خواہ ہیں یہ مسلمانوں کی اور حکومت کی دونوں کی اصلاح میں رہتے ہیں اہل عناد کی سر ایک شخص عبد اللہ بن سبا ہے پہلے وہ یہودی تھا۔ ابھی حال میں اسلام لایا ہے۔ پہلے تو وہ شام میں گیا وہاں کے لوگوں کو بہکانا شروع کیا کہ حضرت علی رسول اللہ کے بھائی اور ان کے وصی ہیں۔ حکومت کا حق انہیں کا ہے حضرت عثمان کو خلافت غصب حکومت دی گئی ہے اسلئے سب لوگ حضرت علی کی مدد کرو اور انہیں کو حاکم بناؤ مگر وہاں کچھ اسکا اثر نہ ہوا اسلئے کہ معاویہ نے فوراً اس کو وہاں سے نکالدیا۔ لیکن مصر کوفہ اور بصرہ کے لوگوں کو اس نے خوب بہکایا۔ چنانچہ یہ لوگ آئے ہیں اور خلیفہ کو معزول کرکے حضرت علی کو خلیفہ بنانا چاہتے ہیں۔

اسماء۔ میں نے تو یہ سنا تھا کہ خلیفہ نے اپنے قرابت مندوں کو تمام عہدے دیئے ہیں اسوجہ سے یہ لوگ آئے ہیں۔

نائلہ۔ نہیں نہیں یہ لوگ عبد اللہ ابن سبا کے بہکائے ہوئے ہیں یہ تو فقط حیلہ بنا رکھا ہے

وقت شام کا آب پہنچا عربل میان کر دلکو
اتی ہی بگے گدی ہت ڈر پٹا ہی سو کیا دہیان
پہا عو بوں کو چھوڑ خوشی مین ربل کی اب تو نہ لان
مشورت کہی جب بیٹی کی بادشاہ نے کہی لیکا
لگا کہن تب بادشاہ سون اربل کہن لگا سمجہایکے
سخت بدلت ہی اس عربی کا شیر ہی مردانہ انا
یہی اندیشہ لاگ رہا ہی یہی ہی مجکو سوچ بچار
شیر کی صورت اس عربی کی ہاتھی کہیت چہوڑ سہکے بہاگے
کافر چلا گیا بنگلہ مین رنگ محل مین تک آن
پڑہین نماز عربی دل نے سورج چمکا ہوا جاک
کمر باندہ لی ہم ٹپکے تو جسین ترکش لیے لگا کے
گودے دلدل پر چڑہ بیٹھے رب ہی کا دہیان لگا کے
جا للکار دی کہیتو مین جیسے شیر تڑ پڑا کہا ئی
تہا تو بڑا بہادر اربل پہر کاہے کو دیر لگائے
سن سنکر ایسی باتو نکو اربل چونک کہا ہی جاگ رے
زردی چہا ئی رہی چہرہ پر نہ سو بات نکلتی آ کر
باندہ ہمت اربل کا فر لاگا دل اپنا سمجہان
اتنی کہکر دل اپنے سو زرہ بکتر لیا سجائے
باندہ کے سب ہتیار بدن سے جب ہی پڑہا جا کے

سورج نکلے وقت صبح کا آوین لڑائی کے باز
یارب فتح علی حیدر کو دیو لڑائی کے میدان
بڑہا دیا آگے کو ہاتھی بادشاہ تب بہیجا جا کے
لائے پکڑ علی کو زندہ یا جان سے ڈالو مار
جیسا بہادر وہ عربی ہی ایسا کوئی دوسرا نائی
جو جو ہنر ہین اس عربی مین مجہے نہین ہوسکی بیان
ایسے عربی کے مونہ پر ہمسے نہین چلے تلوار
دیکہی کل کیا کریگا ٹہا کر کس کی جیت کو کر دیا ہے
بجا نقارہ صبح کا جد ہم عربی دلمین پچہی ادا
فرتی سے اٹہہ شیر خدا نے اپنے باندہ لئے ہتیار
لئے کمان کٹاری برچہی ننگی لی تلوار اٹہائی
ایڑ لگا دی ہی گہوڑی کے رن کہیتو مین پہنچا آکر
آج نہین کیون آیا اربل گہر مین بیٹہا چہپکے
جلدی آ تو میرے مونہ پر اور نہین سو ہر دنگل مین جا کر
پڑے نہ ہمت ان کہیتو نکی باپکی دہشت بہت سو خوف
سانپ چہچہوندر کی سی گت ہی اگلت بنے نہ کہایا جائے
کیون گہبرا دی ہی عربی نے جکو دی اسکو بہگوان
ٹوپ آہنی سر پر رکہا زنجیر ونکو لیا بند ہائے
آئے کے ہتہیار ان کہیتو مین شیر خدا سے کہی ننائے

تو اُن کی زندگی اور آخرت دونوں اُنکے لئے وبال ہو جائیں گی گو اس وقت یہ نہیں سمجھتے۔

عثمانؓ اسرار وطھاکر ابوالحسن یہ سب میں جانتا ہوں۔ لیکن میں یہ نہیں سمجھتا کہ یہ کیوں میرے قتل کے لئے کمربستہ ہیں۔ کیا کسی مسلمان کا خون کسی کے لئے حلال ہے؟ آخر تمہیں لوگ بتاؤ میں کیا کروں۔

علیؓ میری یہ رائے ہے کہ آپ چلکر اِن کو سمجھادیں تاکہ یہ فتنہ کسی صورت رفع ہوجاوے۔

عثمانؓ میں نے ہر طرح پر انکو سمجھایا اصلاح کا وعدہ بھی کر دیا۔ لیکن وہ کب راضی ہوئے!

علیؓ۔ وعدہ تو بیشک آپنے کیا۔ لیکن اس خط سے پھر وہ بگڑ کھڑے ہوئے گو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اسکا الزام آپ پر نہیں ہے بلکہ یہ مروان کا فعل ہے کیونکہ اُسکے پاس آپکی مہر رہتی ہے آپ چلکر ضرور انکو سمجھا دیجئے کہ فساد مٹ جائے

عثمانؓ۔ اچھا میں چلتا ہوں مجھکو اُسکا سمجھانا گراں نہیں ہے۔ لیکن اون کی اسقدر برانگیختگی کا سبب نہیں سمجھ سکتا اگر واقعی کوئی معقول سبب ہے تو میں توبہ اور استغفار کے لئے آمادہ ہوں یہ ضرور عبداللہ بن سبا کے بہکائے ہوئے ہیں زبیرؓ تو وہ کہتے ہیں کہ آپ اپنے عزیزوں کو کیوں عہدے دیتے ہیں اور ذاتی مال آپ بہت سا کیوں جمع کرتے ہیں۔ اس وقت آپکے پاس ڈیڑھ لاکھ اشرفی دس لاکھ درہم نقد ہیں اور اسی قیمت کے قریب قریب گھوڑے اونٹ اور اسباب وغیرہ ہوں گے۔ حالانکہ حضرت عمر ابن الخطاب اپنے کرتے میں چمڑے کا پیوند لگاتے تھے۔ اور یہ علی ہیں۔ دینار و درہم کے نام سے انکو نفرت ہے!

عثمانؓ۔ زبیر کیا مال جمع کرنا حرام ہے؟ کیا یہ موجبِ قتل ہے؟ پچاس ہزار اشرفی۔ ایک ہزار گھوڑے۔ ایک ہزار غلام اور اسیقدر لونڈیاں آج تمہارے پاس خود موجود ہیں۔ یہ طلحہ بیٹھے ہوئے ہیں صرف عراق سے ان کی ایک ہزار اشرفی

آمدنی روزانہ ہے ایکہزار اونٹ دسہزار بکریاں اُن کے پاس بالفعل موجود ہیں۔ کوفہ میں کناس انکا کتنا بڑا عالیشان محل کہڑا ہے۔ علاوہ بریں زید ابن ثابت عبدالرحمن بن عوف ایسے جلیل القدر صحابیوں کو دیکھو کہ اُن کے پاس کسقدر مال ہے کیا یہ وراثۃً کسی کو ملا ہے بلکہ یہ خاص غنیمت کا مال ہے جس کو ہمارے لئے اللہ نے حلال طیب کیا ہے۔

علیؓ بے شک بیشک۔ اچھا اب آپ چلیں اور اُن کو سمجھا دیں بجھے یہ خوف ہے کہ ادہر کوئی جماعت کوفہ یا بصرہ یا مصر سے نہ آجائے پہر اس وقت آپ مجھے فرماویں گے کہ علی اُن کے مقابلہ کے لئے جاؤ۔

عثمانؓ ۔ میں بہتر اپنے کو اور تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ محض میری ذات کیلئے ایک قطرہ خون کا نہ بہایا جاوے یہ کہتے ہوئے وہاں سے چلے مولا علی۔ زبیر اور طلحہ پیچھے پیچھے تہے۔

نائلہ اللہ کا شکر ہے کہ اب معاملہ درہم برہم ہو جاوے گا۔

اسماء حضرت علی پر اللہ کی برکت نازل ہو اونہیں کے سبب سے امت کی اصلاح ہے ایسے مجھے یہ شوق ہے کہ خلیفہ کو بیان کرتے ہوئے دیکھوں اور سنوں کہ وہ کیا کہتے ہیں۔

نائلہ ۔ اچھا تو میرے ساتھ آؤ اس طرف ایک کہڑکی ہے وہاں چلکر کہڑی ہوں اب یہ دونوں اس کہڑکی کے پاس گئیں وہاں سے سب مجمع نظر آتا تہا خلیفہؓ ایک ٹیلہ پر کہڑے تہے اور تمام لوگ اونہیں کیطرف متوجہ ہو گئے انہوں نے کہا۔

"میں پہلے اپنے آپکو نصیحت کرتا ہوں اور اللہ سے تمام گناہوں سے استغفار کرتا ہوں جو خلاف شرع جیتنے کام کئے ہوں ان سے توبہ کرتا ہوں۔ تم لوگ مجھ پر ایک بیجا الزام لگاتے ہو میں سچ کہتا ہوں کہ اگر میں الصافاً غلام بنا یا جاؤں اور غلاموں کی ذلت میرے سر ڈالی جاوے تو مجھ کو انکار نہوگا۔ میں اسوقت

تمہارے سامنے ہوں۔ تم سے پوشیدہ نہیں ہوں۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں وہ کام ہرگز نکروں گا جو فتنہ یا فساد کا موجب ہوگا میں اپنے قرابت مند کو عہدوں کے واسطے مخصوص نہ کروں گا کیا تم سمجھتے ہوں کہ میں اللہ سے ڈرتا نہیں " یہ کہتے ہوئے اُن کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور تمام لوگوں پر رقت طاری ہوگئی۔ اسمار اور نائلہ اب دونوں کھڑکی سے اوترنے لگیں۔

اسماء و مروان و عثمانؓ

وہ دونوں ابھی اوتری تھی تھیں کہ ادہر سے خلیفہ بھی باہر سے آتے ہوئے نظر آئے خلیفہ اوسی کمرہ میں پہنچ گئے جہاں نائلہ اور اسمار اترکر کھڑی ہوئی تہیں حضرت عثمان نے نائلہ کی طرف سر اٹہا کے اسمار کی جانب اشارہ کرکے پوچھا کہ یہ کون ہے۔

نائلہ۔ یہ ایک مہمان ہیں ہمارے پڑوس میں اُترے ہوئی میں ساوس کمرے میں گدا بچھا ہوا تھا خلیفہ اوسپر بیٹھ گئے اور نائلہ اور اسمار فرش کے ایک کنارے بیٹھ گئیں۔ خلیفہ اسمار کی سنجیدگی اور متانت دیکھکر نہایت خوش ہوئے اور پوچھنے لگے کہ کالا لباس اس نے کیوں پہنا ہے؟

نائلہ۔ یہ لوگ شام سے یہاں آئے تھے پرسوں قبا میں پہنچکر ان کی والدہ کا انتقال ہوگیا اب یہ لوگ نبی حرم میں اُترے ہیں۔

خلیفہ۔ اس کے ساتھ اور بھی کوئی ہے؟

نائلہ۔ ہاں اس کا باپ یزید بھی ہے۔

خلیفہؓ۔ اسمار کیطرف مخاطب ہوکر ہم سب تیرے رنج میں شریک ہیں اللہ تعالی تیرے صدمہ کو دور کرے اور تجھے صبر عطا کرے۔

اسماء جو امیر المومنین کے قرب میں ہے وہ تعزیت کا محتاج نہیں ہے حضرت عثمانؓ کو اسکا یہ بے ساختہ جواب بہت پسند آیا انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ یہ نہایت

شائستہ اور سلیقہ شعار لڑکی ہے اُس سے پوچھا کہ تمہارے باپ کو کچھ وظیفہ ملتا ہے۔

اسماء۔ کچھ نہیں۔

خلیفہ۔ انشاء اللہ ہم جلد بندوبست کریں گے۔ یہ کلام بھی پورا نہیں ہوا تھا کہ مروان نہایت گھبرایا ہوا آیا۔ اور بلا اجازت خلیفہ کے پاس چلا آیا۔ اوس کے ساتھ نوجوان بنی اُمیہ کی ایک بڑی جماعت تھی مروان سب سے آگے آگے تھا آہستہ سے آکے خلیفہ کے پاس بیٹھ گیا اور باقی نوجوان اپنے اپنے قرینہ سے بیٹھ گئے اسماء اون کو دیکھکر اوٹھنے لگی مگر نائلہ نے کہا کہ یہ سب گھر ہی کے لوگ ہیں اسلیئے وہ ایکطرف کونے میں بیٹھ گئی خلیفہ بھی نظر کیئے ہوئے اسوقت چپ بیٹھے ہوئے تھے لیکن مروان نہایت خوشی میں معلوم ہوتا تھا آخر اُس سے ضبط نہو سکا اور اُس نے پوچھا کہ اجازت ہو تو کچھ کہوں۔

خلیفہ۔ ہاں کہو۔

مروان۔ میں آپکے حکموں پر مٹ جانے والا۔ آپ کی فرمانبرداری پر جان تک کھپا دینے والا ہوں۔ آپ نے اسوقت جو ان نادانوں کو سمجھایا اور اُن سے اصلاح کا وعدہ فرمایا تو انکا مزاج ہی نہیں ملتا ہے آپ نے کونسا قصور کیا تھا جو یہ لوگ آپکے دروازہ پر پہاڑ کی طرح آکے ڈٹتے ہوئے ہیں ان کا اسقدر حوصلہ ہو گیا کہ خلیفہ کو کوئی چیز ہی نہیں سمجھتے "

خلیفہ نے اسبات کو نہایت غور سے سنا ابھی اونہوں نے کچھ جواب نہیں دیا تھا کہ اسماء بول اٹھی کہ اگر حکم ہو میں بھی کچھ عرض کروں۔

خلیفہ۔ ہاں بیٹی شوق سے کہو۔ مروان اسماء کیجانب نہایت حیرت سے دیکھنے لگا اور سب کو اُس کی بات سُننے کا اشتیاق پیدا ہوا۔

اسماء۔ اسوقت میرا امیر المومنین کے سامنے کچھ کہنا یا مشورہ دینا بالکل سورج کو چراغ دکھانا ہے لیکن میں محض خلیفہ کی مصلحت کے لئے اپنے خیال ناقص کو

ظاہر کرتی ہوں ریں جہانتک غور کرتی ہوں اس تمام فتنہ کا باعث یہی مروان ہے آپ یا امیرالموٗمنین جسقدر اِس کی باتوں کو سنتے ہیں اوسیقدر فتنہ بڑھتا جاتا ہے اگر رفع فساد منظور ہو تو اِس کی بات آپ کبھی نہ سنیں "

مروان گو اُس کو سُنکر دلمیں بہت ہی غصہ ہوا مگر ٹال دینے کے لئے اس کی طرف سے منہ پھیر کر کہنے لگا کہ ہاں اب خلیفہ عورتوں کی مشورت کو سُنیں گے جو بالکل ناقص العقل ہوتی ہیں تم کو خلیفہ سے کچھ کہنے کا کیا منصب ہے "

اسمار - اسلئے مینے پہلے ہی اجازت لے لی تھی یہ سنکر مروان نہایت غصہ ہوا اور تلوار کا قبضہ پکڑ کے کہا کہ اگر تو میری باتوں کا جواب دیتی ہے تو میں اسی سے تیرے دو ٹکڑے کر ڈالوں گا یہ کہتے ہی تلوار کھینچ کے اُٹھنے لگا "

اسمار تو یہ خیال کرتا ہے کہ میں تیری تلوار سے ڈر جاؤں گی اگر امیرالمومنین کا پاس نہوتا تو تجھے میں تیری ہی تلوار سے قتل کرتی یہ جواب سنکر سب حیرت میں ہو گئے نائلہ بہت خوش تھی کیونکہ وہ بھی اسمار کی ہم خیال تھی مروان ٹال دینے کے لئے ہنسکے کہنے لگا کہ اگر امیرالمومنین اسجگہ نہ ہوتے تو میں بتا دیتا کہ تو کسطرح تلوار سے نہیں ڈرتی "

اسمار اگر مجھے امیرالمومنین کا پاس ہوتا تو پہلے ہی تلوار لیکر میری طرف نہ بڑھتا یہ سُنکر اب مروان بیتاب ہو گیا اوس نے پھر تلوار لیکر اٹھنے کا ارادہ کیا لیکن خلیفہ نے اوسکو ٹال دیا اور کہا کہ یہ کیا فضول بات ہے یہ سنکر مروان شرمندہ ہو کر بیٹھ گیا - اسمار کیطرف بھی خلیفہ نے اشارہ کیا یہ وہاں سے دوسرے کمرہ میں چلی گئی اوس کے پیچھے پیچھے نائلہ بھی گئی تھی - نائلہ اوس کی جرات اور دلیری سے سخت حیرت میں تھی - اسمار سے کہنے لگی کہ میں آج تیری اس گفتگو سے نہایت خوش ہوئی یہ بیوقوف لڑکا (مروان) ہمیشہ فساد اور فتنے پیدا کرتا ہے اچھا اب سُنیں کہ یہ کیا باتیں کرتے ہیں یہ سوچکر وہ دونوں ایک کونے میں کھڑی ہو گئیں اور سننے لگیں مروان یہ کہہ رہا تھا کہ آپنے حضر

لوگوں کے کہنے سے یہ باتیں کہدیں۔ آپ نے یہ خیال نہ فرمایا کہ اس سے بنی اُمیہ ان جہلا کی آنکھوں میں ذلیل ہو جائیں گے۔ ہم لوگ عرب کے چشم و چراغ ہیں یہ ذلیل لوگ ہمارے ملک لینے کا کیا دعوے کر سکتے ہیں ان کی کیا مجال ہے۔

خلیفہ تو تمہارا مطلب کیا ہے؟

مروان مطلب یہ ہے کہ ان سے یہ کہا جائے کہ تم لوگ جمع ہو کر آئے ہو۔ ہم کو اپنی کثرت سے ڈراتے ہو۔ ہم ہرگز تم سے خوف نہیں کرتے "

خلیفہ۔ اس کے کہنے سے فائدہ۔ میں جو بات کہہ چکا ہوں اب اُس سے نہیں پلٹوں گا اب اون سے اور کچھہ کہنے کی حاجت نہیں ہے۔ لیکن مروان کب رُکتا تہا وہ فوراً چہار دیواری پر گیا۔ اور اُس نے سب لوگوں کو مخاطب کر کے کہا کہ خبردار تم لوگ واپس چلے جاؤ ورنہ تمہاری یہ سرکشی تمہارے اوپر بلا لائے گی کیا تم بنی اُمیہ کی تلوار سے نہیں ڈرتے "

یہ سُنتے ہی وہ تمام لوگ غصہ میں بہر گئے اور پہر بلوہ کے لئے آمادہ ہو گئے اسماء نے نائلہ سے کہا کہ اس ظالم کو اللہ غارت کرے اِسنے پہر فتنۂ خوابیدہ کو بیدار کیا پہر نائلہ کو خلیفہ نے بلا لیا اور وہاں چلی گئی اسماء اوسی کمرہ میں رہگئی مروان کا خیال کر کے اوس کو بار بار غصہ آتا تھا اور یہ سوچتی تھی کہ یہ ظالم بیقوف خلیفہ پر کوئی نہ کوئی آفت ضرور لائے گا وہ وہاں مستعد ہو کر بیٹھ گئی اوس کے پاس ایک خنجر کپڑوں میں ہمیشہ چھپا رہتا تھا اوس کو نکال لیا کہ اگر مروان ادہر سے نکلا تو ضرور اُسے قتل کر ڈالوں گی اس سے اُسکی آنکھیں لال ہوئی جاتی تہیں اور وہ غصہ میں بہری جاتی تھی "

محمد و اسماء و مروان

اسماء اوس کمرے کی کہڑکی اوپر ایک دروازہ بند کر کے بیٹھ گئی اور

اون دو دنوں میں جو جو عجیب واقعات اوس نے دیکھے تھے اونہیں کو سوچ رہی تھی کہ اتنے میں اودہر سے محمد آتا ہوا نظر آیا اسما نے اوس کو دیکھتے ہی سلام کیا وہ جواب دیکر کھڑکی پاس کھڑا ہو گیا۔ محمد نے اسما کی یہ غصہ کی حالت اور اس کا کانپتا ہوا بدن دیکھکر پوچھا کہ کیوں کہ تمہارا کیا حال ہے کیا کسی کا خوف ہے۔

اسما۔ کچھ نہیں مولا علی کی حمایت میں کسکا خوف ہوسکتا ہے۔

محمد۔ تو پھر تمہاری یہ حالت کیوں ہے۔

اسما۔ میری کیسی حالت ہے اللہ کا شکر ہے یہ کہتے ہوئے وہ چارپائی پر بیٹھ گئی۔

محمد۔ تمہارے والد کہاں ہیں؟

اسما۔ مجھے اون کا حال بالکل نہیں معلوم کہ وہ کہاں ہیں یہ کہتے ہوئے اس نے ایک سرد آہ کھینچی۔

محمد۔ آج تم سرد آہ کھینچتی ہو معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بات ہے اوسکو تم مجھسے چھپاتی ہو۔

اسما۔ نہیں کوئی بات نہیں تھی ....

محمد۔ مگر کیا۔ میری طبیعت زیادہ مترود ہوتی جاتی ہے تم جلد کہو کہ کیا بات ہے یہ سُنکر اسما کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ محمد نے اسکے آنسو پونچھکر کہا کہ کیا بات ہے تم ٹھیک ٹھیک مجھسے کہو!

اسما نے اپنی اور مروان کی ساری کہانی کہہ سُنائی اور یہ بھی کہا کہ میری والدہ کے مرنیکا باعث بھی مروان سبب ہوا۔ محمد کو یہ سُنکر تابت کا نہایت جوش آیا کیونکہ جبسے اسما کو دیکھا تھا اوسپر فدا ہو گیا تھا اور اوس کو بھی محمد کے ساتھ محبت ہو گئی تھی۔ یہ اوسی حالت میں تھے کہ مروان اودھر سے آ گیا اور آتے ہی پوچھنے لگا کہ محمد میاں تم کیوں ٹھہرے ہو۔

محمد۔ میں کیا تیرے گھر میں ہوں جو تو مجھسے پوچھتا ہے!

مروان۔ ہاں بیشک۔ تم میرے گھر میں نہیں ہو بلکہ خلیفہ کے گھر میں ہو۔ مروان یہاں ہمارے [illegible]

یہ فضول گفتگو سنکر مسکراتے ہوئے اسمار کیطرف سر اوٹھایا اسمار نے کہا کہ
یہ یوں ہی بے موقعہ باتیں کرتا ہے۔
مروان یہ سنکر دل میں بہت غصہ ہوا لیکن ٹالنے کے لیئے مسکرا کر کہنے لگا
تیرے باپ کو تو ابتک وضو کرنے کا ڈھنگ نہیں آیا تو آیا موقعہ بے موقع
سمجھ سکتی ہے
اسمار۔ باپ اور ماں کا یہاں کیا ذکر تم اپنی راہ چلے جاؤ ورنہ ٹھیک نہو گا
مروان نہایت غصہ میں بھر کر۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ خلیفہ کے سامنے اتنی
گفتگو کے ہونے سے تمہارا غرور بڑھ گیا ہے جو تم میری باتوں کا جواب دینے
لگیں۔ اس گفتگو سے محمدؐ کو یقین ہوگیا کہ اسمار نے جو کچھ کہا ہے وہ بہت ٹھیک
ہے اور یہ مروان اس کے قتل کی فکر میں ہے چونکہ اسما حضرت علی اور محمدؐ
کی حمایت میں تہی علاوہ ازیں محمدؐ کو اس سے کمال الفت تھی اسوجہ سے
اوس کو نہائت غصہ آیا۔ وہ تلوار لیکر مروان کی طرف بڑھا لیکن اسمار نے
محمدؐ کو روک لیا اور کہا کہ تم رہنے دو میں دیکھوں تو یہ کیا کر سکتا ہے۔
یہ کہکر وہ خود مروان کیطرف بڑھی۔ اوسکا ہاتھ اسی پوشیدہ خنجر پر تہا۔
اور عنقریب اوسے کہینچا چاہتی تھی۔
مروان نے یہ سوچا کہ محمدؐ بھی ضرور اوس کی مدد کرے گا اسلیئے وہ دلمیں ڈرا
اور ٹالنے کیغرض سے ہاتھ تلوار کے قبضہ سے اوٹھا لیا اور ہنسنے لگا۔
اسمار ہاں تلوار نکال تیری مردانگی تو معلوم ہو یہ محمد بھی ہے اسی کے سامنے
میرا تیرا فیصلہ ہو جائے۔
مروان رمجھ سے یہ نہیں ہوسکتا کہ میں ایک عورت پر تلوار اٹھاؤں میری
مردانگی تو کیا دیکھے گی یہ کہتے ہوئے مروان وہاں سے چلا گیا۔ محمدؐ کو یہ خیال
گذرا کہ ایسا نہو کہ مروان کبھی غفلت میں اس کو قتل کر ڈالے اسلیئے اوس نے
اسماء سے کہا کہ مولانا علی نے مجھے تمہارے حالات دریافت کرنے کے لیئے

بھیجا تھا۔ مگر میں یہاں تم کو سخت خوفناک حالت میں دیکھتا ہوں اس لئے بہتر ہے کہ تم مولانا علی کے مکان پر چلو۔

اسمار کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ مروان کے خوف سے میں بھاگ چلوں وہ بھلا میرا کیا کر سکتا ہے۔"

محمد ہم کو یہ خوف ہے کہ اسوقت خلیفہ کا مکان خطر کا مقام ہے اسلئے کہ اب یہ لوگ یا تو خلیفہ کو معزول کریں گے یا قتل کریں گے بہر حال تمہارا ایسے مقام پر رہنا بالکل نامناسب ہے۔ اسلئے تم چلو۔

یزید

ان دونوں میں یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ یزید آگیا۔ محمد کو دیکھکر دوڑ کے سلام کیا اور پوچھنے لگا کہ آپ کا کیا مزاج ہے اور مولانا علی کیسے ہیں؟

محمد بخیر و عافیت۔

یزید کیا مولانا علی اس سال حج کو نہ جائینگے اب تو حج کا موسم قریب ہے لوگ تیاریاں کرنے لگے۔"

محمد میرا خیال ہے کہ اس سال شاید وہ نہ جا سکیں۔

اسمار کیوں۔؟

محمد اسوقت ان کے کہیں جانے سے بہت خرابی واقع ہو جائے گی مجھ سے انہوں نے بلا کر یہ کہا ہے کہ تم جاؤ۔ میری بہن حضرت عائشہ صدیقہ ام المومنین اس سال حج کو جائیں گی۔ وہ مجھ سے کہتی ہیں کہ تم میرے ہمراہ چلو۔ لیکن شاید میں بھی نہ جا سکوں۔

اسمار کیوں؟ اسکا جواب نہیں محمد نے اوسکو ایک ایسی حسرت بھری نگاہ سے دیکھا جس سے وہ سمجھ گئی کہ یہ میری محبت اور مروان کی رقابت کیوجہ سے مدینہ سے نکلنا نہیں چاہتا۔ پھر محمد نے یزید کیطرف مخاطب ہو کر کہا کہ میں مولا علی کیطرف سے

تم دونوں کی حالت دریافت کرنے کی غرض سے آیا تھا یہاں کی حالت نہایت خطرناک معلوم ہوتی ہے۔ اسلئے تم دونوں مولا علی کے ہاں نہ چلے چلو اور وہیں ٹھیرو۔

یزید اب کیا خوفناک حالت ہے۔ خلیفہ نے اونکو سمجھا دیا اور ان سے صلاح کا وعدہ کیا۔ وہ سب لوگ راضی ہو گئے اب وہ چلے جاوینگے۔

اسماء خلیفہ کے سمجھانے سے تو وہ بیشک راضی ہو گئے تھے مگر تمہاری دوست مروان نے پھر وہی فتنہ برپا کر دیا اوس نے فصیل کی دیوار پر چڑھکر لوگوں سے یہ کہدیا کہ تم لوگ چلے جاؤ ورنہ ہم تمہارے واسطے میان سے تلوار نکالیں گے اسلئے وہ سب پھر بگڑ گئے خلیفہ نے جو کچھ وعدہ وعید کیا تھا وہ سب بالکل ڈھول ہو گیا غالبًا اوس کو محمد بھی جانتے ہوں گے انسے پوچھو۔

محمد ہاں واقعی آج صبح کو جو الفاظ مروان نے کہے اس سے فتنہ کی آگ بھڑک اٹھی اور اب وہ ہرگز نہ مانیں گے تاوقتیکہ خلیفہ کو معزول یا مقتول نہ کرلینگے۔ اسوجہ سے میں کہتا ہوں کہ یہاں اب تمہارا رہنا ٹھیک نہیں ہے۔

یزید سخیر ابھی تو کوئی ایسی خوف کی بات نہیں ہے اگر خدانخواستہ زیادہ خطرہ ہوگا تو چلے آوینگے محمد یہ سنکر وہاں سے چلا آیا اوس کے جانے کے بعد اسماء کو نہایت افسوس ہوا کہ اس کے ساتھ اگر چلتے تو اچھا ہوتا۔ لیکن یزید بہت خوش تھا۔ خاصکر اس بات سے کہ میں بڑے وقت پر پہنچ گیا ورنہ اگر محمد کے ساتھ اسماء چلی جاتی تو بڑی خرابی تھی۔

مصیبت

اسماء محمد کے چلے جانے کے بعد مختلف خیالات میں غرق تھی۔ شام کا وقت ہو گیا نائلہ بھی اسماء کے پاس گئی۔ دسترخوان بچھایا گیا کھانے سے فارغ ہو کر نائلہ نے خواجہ سرا کو بلایا اور پوچھا کہ خلیفہ کا حال کیا ہے۔

خواجہ سرا آج تو خیر نہیں معلوم ہوتی خلیفہ نے کچھ کہایا بھی نہیں ۔

نائلہ کیوں ؟

خواجہ سرا آج دروازہ پر بہت ہجوم ہوگیا ۔ اون لوگوں نے پانی بھی بند کر دیا ۔ کوئی صورت اب پانی لانے کی نہیں آج تو وہی پانی پیا گیا ہے جو برتنوں میں کل کا بچا ہوا تھا ۔

نائلہ ہیں ۔ پانی بند کر دیا ۔ یہ تو بڑی مصیبت ہے اب کیا صورت ہوگی اوس نے اس صدمہ سے سر پیٹ لیا اسمار کو بھی نہایت رنج ہوا ۔

اسمار پانی کی تو ایک صورت ہوسکتی ہے کہ بنی حزم کے گھر سے یہاں آجائے کیونکہ یہاں سے وہاں تک اندرونی راستہ ہے ۔ اس تدبیر سے اب پانی کی جانب سے اطمینان ہوا ۔ لیکن اب سخت محاصرہ کی انجام سے ہر ایک کو خوف ہوا نائلہ بہت زیادہ پریشان ہوگئی اسمار اوس کے ساتھ مختلف قسم کی باتیں کرنے لگی تا کہ اوس کے رنج وغم میں تخفیف ہو اور اُس کا دل بہلے اس کمرہ کے دروازہ پر کچھ آہٹ معلوم ہوئی نائلہ نے جلدی سے اوٹھکر کواڑ کھولکر دیکھا تو مروان بالکل مسلح کھڑا ہے ۔ نائلہ نے پوچھا کہ یہاں تو کیوں آیا ہے ۔

مروان ۔ میں ایک ضرورت سے اسوقت سفر کا ارادہ رکھتا ہوں ۔ تم سے یہ پوچھنے آیا ہوں کہ اسمار یہاں ہے ۔

نائلہ ہاں یہ سُنکر اوسی کمرہ میں چلا گیا ۔ اسمار اپنی جگہ پر بیٹھی رہی اوس سے کہنے لگا کہ تو اپنی اوس بات کو یاد رکھنا جو تو نے کہی ہے کہ میں تلوار سے نہیں ڈرتی ۔

اسمار بے پرواہی سے ۔ اگر تجھ میں کچھ بہادری تھی تو ڈرایا کیوں نہیں ۔

مروان ۔ میں اسوقت ایک جلدی میں تھا ورنہ تجھے بتا دیتا کہ تو تلوار سے کیوں نہیں ڈرتی ۔ یہ بھی تجھے معلوم ہوجاتا کہ محمد میرے سامنے کیا کرسکتا ہے ۔

اسمار کو محمد کی بابت یہ جملہ سُنکر طیش آگیا اور سے کہا کہ اوس کے سامنے تو کچھ نہ بن پڑی ۔ اب اوس کے چلے جانے پر بہادری ظاہر کرتے ہیں ۔

مروان (بڑے زور سے ہنسکر) بہت جلد محمدؐ کی اور میری حالت کو تم اپنی آنکھوں سے دیکھوگی کہ انہوں نے خلیفہ کے خلاف جو بغاوت اختیار کی ہے اور لوگوں کو انکو معزول کرنے پر آمادہ کیا ہے اوسکا بہت بُرا نتیجہ ہوگا اسمانے اسکا جواب دینا چاہا لیکن نائلہ نے کہا کہ جانے دو اور مروان سے کہنے لگی کہ خدا کے واسطے تو جہاں جانا چاہتا ہے جلد جا تیرے یہاں رہنے سے بہت فتنے پیدا ہوتے ہیں مروان ہنسنے لگا اور نائلہ کا ہاتھ پکڑکے باہر لایا اور آہستہ سے اوس کے کان میں کہنے لگا کہ اسما کہیں جانے نہ پائے یہ نہایت خوبصورت ہے میں بہت جلد پلٹ کر آؤں گا پھر اس کے لئے تدبیر کروں گا مروان کے جانے کے بعد نائلہ اس کے پاس جاکر بیٹھی اسما نے اس سے پوچھا کہ کیا مروان جو محمدؐ کی نسبت کہتا ہے کہ وہ باغی ہے اور اس نے لوگوں کو برانگیختہ کیا ہے تو سچ ہے؟

نائلہ اسکی اصلیت یہ ہے کہ محمدؐ کی یہ خواہش تھی کہ مصر کی حکومت مجھ کو ملے وہاں عبداللہ بن سعد خلیفہ کے رضائی بھائی حاکم ہیں۔ چنانچہ اس کی خواہش کے مطابق خلیفہ نے اس کو مصر پر مقرر بھی فرمایا اور یہ مصر کے ارادہ سے روانہ بھی ہوگیا۔ لیکن پھر جو خلیفہ نے اوس کی حالت سنی تو اس کو معزول کردیا یہ رستہ سے واپس آیا۔ اس وجہ سے یہ بھی خلیفہ کا مخالف ہے۔ اسما کو چونکہ محمدؐ کے ساتھ محبت تھی اسوجہ سے باوجود اس مکروہ الزام لگنے کے اوس کی طبیعت محمدؐ سے نہ پھری حالانکہ وہ تمام باغیوں کو نہایت دشمنی کی نظر سے دیکھتی تھی۔

چارہ جوئی

اسما کو اسی حالت میں کئی ہفتے گذر گئے۔ نائلہ اس بدانجام محاصروں کی مصائب میں اسما ہی کے پاس دن رات بیٹھی رہتی تھی۔ اسی کی گفتگو سے اوس کو کچھ تسکین ہوتی تھی اس محاصرہ کو اب تقریباً چالیس روز ہوگئے اگر اس بیان

ہیں آل حزم کے گھر کے ذریعہ سے پانی نہ آتا تو تمام لوگ پیاس سے مر گئے تھے
گھر والوں کا اضطراب بیحد بڑھ گیا۔ اسماء نے نائلہ سے کہا کہ اگر تم کہو تو میں حضرت
علی کی خدمت میں جاؤں اور اُن سے یہ سارا حال کہوں۔ غالباً وہ ضرور اسکا
بندوبست کرینگی۔ نائلہ نے کہا جو بیبیاں کہلکر جاؤ اس سے بڑھکر کیا بات ہے۔ اسماء اب بالکل
جانے کے لئے مستعد ہو گئی اوسنے مردانہ لباس پہنکر اوپر سے ایک عبا پہن لی
اور سر پر ایک کوفی خمار لپیٹ لی خلیفہ کے گھر سے نکلکر بنی حزم کے گھر میں گئی
اور وہاں سے حضرت علی کے پاس پہنچی ؛

وہ مغرب کی نماز پڑھکر اپنی نشستگاہ میں بیٹھے ہوئے تھے طلحہ زبیر اور بڑے
بڑے سردار جمع تھے اور بہت سے سردار جمع تھے۔ وہ جاکر آہستہ سے اس
جماعت میں کھڑی ہو گئی اسقدر شور و غوغا تھا کہ اوسکا کسی نے بھی خیال نہ کیا
حضرت علی اون کو روکتے تھے اون کے شور کو دباتے تھے اس لئے ان کے
سامنے اسماء کو جانے کی جرأت نہوئی۔

تھوڑی دیر کے بعد جب وہ بیٹھے گئے تو اسماء اون کے روبرو گئی اُنہوں نے
پوچھا کہ تم کون ہو اوس نے اپنے چہرہ سے نقاب اوٹھا لیا وہ اس کے دیکھتے ہی
پہچان گئے اور دعائیں دیکر کہنے لگے کہ تمہاری کیا کیفیت ہے ؛

اسماء بخیر و عافیت آپکا شکریہ ادا کرتی ہوں اسوقت میں اسلئے آئی ہوں
کہ خلیفہ کے معاملہ میں کچھ کہوں۔ اگر یہ لوگ خاموش رہیں۔ یہ سُنکر حضرت علیؓ
کھڑے ہو گئے اور سب کو خاموش کیا۔ اسماء بیچ میں کھڑی ہو گئی اور بآواز بلند
اوسنے کہا کہ اگر کچھ مسلمانوں کی مصلحت کے لئے میں بیان کروں اور اس خاص معاملہ
کے حقیقی حالات جنکو میں نے دیکھا ہے اور میں یقینی طور پر جانتی ہوں کہوں تو اسکا
سننا آپ لوگ پسند کریں گے ؟

حضرت علی۔ ہاں ہاں۔ کہو ضرور کہو۔

اسماء (تمام جماعت کیطرف مخاطب ہو کے) اے مہاجرین اور انصار رسول اللہ کے

جلیل القدر صحابیو ؟ میں قسم کہا کہتی ہوں کہ اگر خلیفہ کے ساتھ تم نے کسی قسم
کے فساد یا شر کی نیت کی ہو تو یہ سراسر ظلم ہے۔ وہ تمام جرموں سے بری ہے وہ
ہرگز مستوجب قتل نہیں ہے وہ ہرگز اس قابل نہیں ہے کہ معزول کیا جاوے
اگر تم فتنہ رفع کرنا چاہتے ہو تو مروان کو قتل کر ڈالو اسی نے مصر کے حاکم کے
نام خلیفہ کی مہر لگا کر حکم بھیجا تھا جس پر یہ لوگ بگڑے ہیں خلیفہ کو اسکا علم بھی
نہیں اوسی کی بدولت یہ تمام فساد ہے۔ اگر تم نے خلیفہ کے ساتھ کچھ کیا تو بیشک
اللہ کے سامنے اسکا سخت جواب دینا پڑے گا۔ تمہارے لئے ابھی اسقدر کافی
نہیں ہے کہ تم نے چالیس روز سے خلیفہ کا پانی بند کر دیا ہے۔ اون کو اسکی وجہ
سے کسقدر تکلیف ہو یہ کہکر وہ بیٹھ گئیں حضرت علی نے سب کو مخاطب کر کے کہا
کہ واللہ جو کچھ اس نے کہا سچ کہا ہے اس کی آواز درحقیقت فرشتہ کی آواز ہے
ہائے مجھکو کسقدر افسوس معلوم ہوتا ہے کہ ہم لوگ صحابی ہیں۔ مدتوں رسول اللہ
کے ساتھ رہے ہیں اب سنت پر عمل کرنے کے لئے ہم کو یہ لڑکیاں سکھلائیں
کیا یہ ہماری غفلت نہیں ہے۔ میں اس مظلوم خلیفہ کی مدد کے لئے مستعد ہوں
اسماء کیطرف مخاطب ہو کے۔ ان سب صحابیوں نے کوشش کی اور باغیوں کو دفع
کرنا چاہا یہانتک کہ ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ خود خچر پر سوار ہو کر گئیں انکو ہرطرح
پر سمجھایا لیکن اونہوں نے کچھ نہ مانا۔ اون کی خچر کو مارا وہ گرتی گرتی بچیں اور
وہاں سے بھاگ کر اپنے گھر آئیں زبیر اور طلحہ سے اونہوں نے کہا کہ اپنے لڑکوں
کو بلاؤ اور خود حسن وحسین کو بھی بلاؤ اور تمام جلیل القدر صحابیوں کے لڑکے
بھی آئے صرف محمد کا پتہ نہیں لگا۔ حضرت علی نے کہا کہ مجھکو محمد سے نہایت
خوف معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کی نیت خلیفہ کی جانب ہو اچھی نہیں ہو۔

طلحہ شاید آپ اسوجہ سے کہتے ہوں گے کہ خلیفہ نے مصر کی حکومت
اوس کو دیکر راستہ سے معزول کر کے واپس بلا لیا۔

حضرت علی - یہ سنکر طلحہ کیطرف دیکھنے لگے اور چپ ہو گئے یعنی اس کا

مدبر؟ اونہوں نے نامناسب خیال کیا۔ پھر تمام نوجوانوں کو حکم دیا کہ تم لوگ جاؤ جسطرح بن سکے خلیفہ کے دروازے سے باغیوں کو ہٹاؤ اور اُن کی مدد کرو اور وہاں محمد تم کو ملے تو اوسے فوراً میرے پاس بھیجدو۔

نائلہ اوس حجرہ میں بہار کے انتظار میں بیٹھی تھی کہ یکایک دروازہ پر نہایت شور و غل ہوا نائلہ نے اودہر متوجہ ہو کے دیکھا تو معلوم ہوا کہ مکان کو اندر حسن وحسین اور تمام صحابیوں کے بیٹے ہیں اور خلیفہ کی مدد کو آئے ہیں یہ دیکھکر اوسے کسقدر خوشی ہوئی

جھوٹی مہر

نائلہ خلیفہ کے کمرے میں جارہی تھی تاکہ اونسے یہ حال کہے کہ اوس کی نظر مروان پر پڑی جو اپنے سفر سے ابھی واپس آیا ہے نائلہ نے اوسے دیکھکر پوچھا کہ تم کب آئے ؟

مروان میں آج ہی شام کو آیا ہوں یہ بتاؤ کہ اسماء ہے۔

نائلہ اسوقت نہیں ہے لیکن عنقریب آتی ہے۔

مروان ہیں میں تو کہہ گیا تہا کہ وہ کہیں نکلنے نہ پائے۔ پہر وہ کہاں چلی گئی

نائلہ غصے سے میں کہتی ہوں کہ وہ ابھی آجاتی ہے یہ کہتی ہوئی وہ خلیفہ کے پاس پہنچی وہ اطمینان کے ساتھ بیٹھے ہوئے قرآن شریف پڑھ رہے تھے۔ نائلہ نے کہا کہ کل صحابہ کے بیٹے تمہاری مدد کے لئے آئے ہیں۔

حضرت عثمان۔ کون کون ہیں۔

نائلہ حسن۔ عبداللہ ابن زبیر وغیرہ۔

عثمان اوہو۔ حسن کو منع کردو۔ اور سب کو منع کردو۔ مجھے اون کی جانوں کا خوف معلوم ہوتا ہے۔ اونکی کوششیں ناحق معلوم ہوتی ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ جس بات کا عہد کرتا ہے وہ کہیں ٹل سکتی ہے یہ کہکر پہر وہ اسی طرح قرآن

پڑہنے میں مشغول ہوگئے۔ نائلہ اپنے حجرہ میں آکر بیٹھی اور اسمار کا انتظار کرنے
لگی۔ اسمار بہی آل حزم کے مکان سے ہوکر خلیفہ کے مکان میں داخل ہوئی
نائلہ اوس کو دیکھکر بہت خوش ہوئی اور اوس کی نیک کوششوں کی تعریف
کی وہ دونوں اُسی حجرہ میں سو رہیں۔ لیکن حسن حسین وغیرہ رات بہر صحن
میں پہرتے رہے اور بیدار رہے۔ کبہی باغیوں کو ڈراتے رہتے اور کبہی بزور
شمشیر اون کو پیچھے ہٹا دیتے ہتے۔ صبح کو مروان نائلہ کے حجرہ میں آیا۔
وہان اسمار اور نائلہ کو بیٹھی ہوئی کچھ باتیں کر رہی تہیں مروان نے ڈانٹ کر
اسمار سے کہا کہ کل شام کو تم کہاں چلی گئی تہیں؟
اسمار میرے آنے جانے سے تم کو مطلب۔

مروان۔ بے شک مجھکو مطلب ہے۔ تم میری منکوحہ بی بی ہو میں ہر طرح پر
تم پر اختیار رکہتا ہوں یہ دیکہو میرے نام تمہارا کابین نامہ موجود ہے یہ کہکر اوس نے
جیب سے ایک کاغذ نکالا جس کو خود جعلی طور پر بنایا تھا اور کہنے لگا کہ دیکہو
اسمیں لکھا ہے کہ میرا تمہارے ساتھ نکاح کیا گیا۔ خلیفہ کی مہر بھی اس کے
اوپر موجود ہے تم انکار کیا کر سکتی ہو۔ خلیفہ کی مہر دیکھکر نائلہ اور اسمار کو
حیرت ہوگئی۔ لیکن اسمار نے کہا کہ یہ تیری جعلی کارروائی ہے تیرے ہاتھ میں
خلیفہ کی مہر ہے تو جہاں چاہے لگا سکتا ہے یہ تیرا ہی فساد ہے ظالم دیکہ آج
چالیس روز سے خلیفہ کا پانی بند ہے یہ جملہ کہتے ہوئے اسمار کی آنکہہ میں
آنسو بہر آئے اور غصہ سے چہرہ تمتما اوٹھا وہ فوراً خنجر کہینچ کے اوٹھی اور
مروان پر ایک وار کیا۔ لیکن مروان اس ضرب سے بچ گیا اوس نے جھٹ تلوار
کہینچ کے چاہا کہ میں اسمار کو مار دوں کہ گہر کے صحن سے کسی نے پکارا کہ مروان
مروان۔ اسلیئے وہ چلا گیا اور ننگی تلوار اوس کے ہاتھ میں تھی۔

شہادت حضرت عثمانؓ

مروان کے آنے کے بعد ہی نہائیت شور ہوا اسمار اور نائلہ دیکھنے لگیں دروازہ
پر باغیوں نے آگ لگا دی تہی وہاں سے دہواں اوٹھتا تہا- کوئی مکان میں رسی پہینکتا ہے
کہ اوس کے ذریعہ سے چڑھ آوے اور کوئی گہسنے کے لیئے کہڑکی توڑ رہا ہے-
کوئی تیر مار رہا ہے- نوجوان صحابہؓ انہیں ہر طرح پر روکتے ہیں حسن حسین وغیرہ کو
پیراہن اور تمام کپڑے خون آلودہ تہے لیکن وہ برابر تلوار لئے ہوئے باغیوں کے
مقابلہ میں جمے ہوئے تہے اور ان کو روکتے تہے نائلہ یہ منظر دیکہکر ڈر گئی اور اسکو
یقین ہو گیا کہ اب یہ ہم سب لوگوں کو مار ڈالینگے یہ خوف زدہ ہو کر خلیفہ کے پاس
گئی وہ ان خیالات سے بالکل الگ تہے- نہائیت اطمینان کے ساتھ بیٹھے ہوئے
قرآن پڑھ رہے تہے اسمار کے دلمیں زیادہ خوف نہیں سمایا وہ اپنا خنجر کہینچکر
دروازہ کیطرف آئی یہاں ایک ہنگامہ بپا تھا تمام لوگ یہ شور مچاتے تہے کہ
مروان کہاں ہے بتاؤ وہ اسے قتل کریں گے. مروان سامنے تلوار لئے ہوئے کہڑا
تہا باغیوں پر وار کرتا جاتا تھا ایک شخص نے بڑھکر اوس کی گردن پر تلوار ماری
وہ وہیں گر گیا- اسمار اوس کو اس حال میں دیکھکر نہائیت خوش ہوئی اوس نے یہ
خیال کیا کہ یہ مر گیا گو وہ دراصل مرا نہیں تہا وہ اب خلیفہ کے حجرہ میں چلی گئی
وہاں خلیفہ قرآن پڑھ رہے تہے اور نائلہ ان کے سامنے کہڑی ہوئی رو رہی تہی
اسی حالت میں حسن بہی وہاں پہنچ گئے اون کو ننگی تلوار لیئے ہوئے اور بالکل
خون میں رنگے ہوئے دیکہکر خلیفہ نے کہا کہ میرے بیٹو؟ تم چلے جاؤ مجھے تمہاری
جان کا خوف ہے- تم میری مدد کے لئے کیا آئے ہو- کیا تم کو نہیں معلوم کہ
اللہ نے میری نسبت کیا وعدہ کیا ہے اور اس کے رسول نے کیا کہا ہے- میں اوسی
پر صابر ہوں- وہ ضرور ہو کے رہیگا تم چلے جاؤ- یہ سنکر وہ وہاں سے چلے لیکن
اس بات کا انہوں نے کچھ بہی خیال نہ کیا اپنے باپ کے حکم کے مطابق مستعدی سے باغیوں کو

دفع کرتے رہیں۔ اسوقت خلیفہ کے کمرہ میں سوائے نائلہ کے اور کوئی نہیں تھا خلیفہ کے چہرہ سے ایسی خطرناک حالت میں بجائے تشویش اور اضطراب کے بالکل اطمینان معلوم ہوتا تھا۔ اسماء خنجر لئے شعبہ عزفہ کے قریب کھڑی ہوئی تھی کہ ایک شخص باہر سے آیا اوس نے خلیفہ سے آتے ہی غصہ کے لہجہ سے کہا کہ مسند خلافت سے اتر جاؤ۔

خلیفہ ۔ جو مسند حقاً مجھکو اللہ نے دیا ہے میں اوس سے ہرگز نہیں اتر سکتا۔ تاوقتیکہ بدبخت سیاہ رو نہ ہولیں وہ یہ سنکر چلا گیا پھر ایک دوسرا شخص مکان میں آیا جس کو نائلہ نے پہچانا کہ وہ عبداللہ ابن سلام ہیں جو بڑے جلیل القدر صحابی ہیں اور قرآن میں جابجا اون کی تعریف ہے اونہوں نے سب کو مخاطب کرکے کہا کہ خدا کے واسطے یہ مسکن نبی ہے۔ اسمیں تم لوگ ہرگز خلیفہ پر تلوار نہ کھینچو۔ یہاں تمام فرشتے رہتے ہیں وہ تمہارے اس ناسزا فعل سے مدینہ کو چھوڑ دینگے یہ سنکر لوگ بگڑ کر کہنے لگے کہ یہ یہودی بچہ بھی ہم کو سمجھانے کے لئے کھڑا ہوا۔ اب سب لوگ چپ ہو گئے۔ باغی تمام گھر میں گھس آئے اسماء اپنا خنجر لئے ہوے کھڑی ہے مختلف خیال اوس کے دل میں آتے ہیں کبھی کبھی مروان کے قتل ہونے کے خیال سے اوس کی طبیعت میں سرور بھی آجاتا تھا کہ یکایک اوس نے دیکھا کہ محمد خلیفہ کے پاس آیا اوس کے ساتھ ایک بڑی جماعت بھی تھی۔ خلیفہ نے اوسکو دیکھکر کہا کہ تو بھی انہیں بدبختوں میں ہے۔ حکومت تو اللہ کا حق تھا جسکے لئے مینے تم کو مناسب نہیں سمجھا تو اللہ کیلئے مخالفت کرتا ہے۔

محمد۔ خلیفہ کی داڑھی پکڑکر۔ اب تم کو اللہ نے ذلیل و رسوا کیا۔ معاویہ یا عبد اللہ ابن سعد تمہاری حمایت کو آئے؟

خلیفہ۔ خیر۔ عزت اور ذلت کا حال کسی کو کیا معلوم یہ تو اللہ جانتا ہے مگر میری داڑھی تیرے باپ نے کبھی نہیں پکڑی تھی

محمد۔ داڑھی چھوڑ کر۔ ابھی یہ کیا ہے میری جو نیت ہے وہ اس سے بھی سخت تر ہے اسمار کو یہ گفتگو سنکر خوف معلوم ہوا کہ ایسا نہو کہ محمد خلیفہ کو قتل کر ڈالے اور اوس کی سوانحعمری میں یہ کالا دھبا پڑ جائے۔ اسلئے وہ محمد کے سامنے چلی گئی اور اشارے سے اوس کو منع کیا وہ اسمار کو دیکھکر چلا آیا اور صحن میں کھڑا ہو کر اوس سے باتیں کرنے لگا۔

محمد کے ساتھیوں میں سے ایک شخص نے خلیفہ کے سر پر تلوار ماری جس سے قران شریف پر جو ان کے ہاتھ میں تھا خون ٹپکنے لگا۔ پھر دوسرے شخص نے تلوار کا وار کرنا چاہا لیکن نائلہ دوڑ کر خلیفہ کے بچانے کے لئے اس کے اوپر گر پڑی اور اس تلوار کو اپنے ہاتھ پر لیا جس سے اوس کی کئی اونگلیاں اور ہاتھ کی ہتھیلی کٹ گئی یہ دیکھکر اسمار بیتاب ہوگئی خنجر کھینچ کے اس شخص پر لپکی لیکن محمد نے اوسکا ہاتھ زور سے پکڑ کے دبا لیا وہ وہیں رک گئی آناً فاناً میں وہ لوگ خلیفہ کو قتل کرکے بھاگ گئے۔ خلیفہ کے قتل ہونے کے بعد نائلہ اوٹھی اوس کے ہوش و حواس بالکل بجا نہ تھے۔ ہاتھ سے برابر خون جاری تھا روتی ہوئی دردناک آواز سے اوس نے حسن کو پکارا۔ یہ دوڑے گئے حسین بھی اون کے پیچھے تھے۔ خلیفہ کی اس حالت کو دیکھکر رنج سے اُن دونوں کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ نہایت افسوس سے کہنے لگے کہ ہائے ہم خلیفہ کے گھر میں موجود۔ اور وہ قتل ہو جائیں۔ اب ہم اپنے باپ کو کیا جواب دینگے اسمار کے بھی فرط غم سے آنسو جاری تھے وہ چاروں طرف دیکھتی تھی کہ اگر قاتلوں کا کچھ پتہ لگے تو اون کو قتل کروں۔ مگر وہ سب بھاگ گئے تھے اور تمام باغی گھر کے سامان اور اسباب لوٹنے میں مصروف تھے۔

محمد و اسماء

محمد نے اسماء سے کہا کہ اب تم میرے ہمراہ چلو گو اسماء کا دل اسوقت جانے کو

نہیں چاہتا تھا - کیونکہ وہ یہاں موجود رہکر دیکھنا چاہتی تھی کہ کیا ہوتا ہے - اور حاکمِ
نائلہ کے رنج و غم میں شریک ہونے کو وہ ضروری سمجھتی تھی - لیکن محمد کی الفت
بھی اُس کے دل میں اس سے کم نہتی کہ وہ اُس کے کہنے کو ٹالدیتی - اس کے
ساتھ ساتھ وہ چلی - خلیفہ کے مکان سے دور ایک کھجور کے درخت کے نیچے
پہنچکر اسمار نے اپنا ہاتھ محمد کے ہاتھ سے چھڑا لیا اور وہیں کھڑی ہو کے
کہنے لگی کہ اب کہاں تک چلے جاؤ گے

محمد - کیا تم چاہتی ہو کہ یہاں سے پھر پلٹ کر خلیفہ کے گھر جاؤ - میں نے پہلے ہی
تم سے کہا تھا کہ خلیفہ کی خطرناک حالت ہے - تم یہاں نہ ہو - آخر وہی پیش آیا
اسمار - تم لوگوں نے خلیفہ پر بڑا ظلم کیا - اگر مجھ سے کچھ مدد ہو سکتی تو میں ضرور
کرتی - لیکن اس جم غفیر کے آگے میری کیا ہستی تھی - مروان ہی کا یہ سارا
فساد تھا شکر ہے کہ وہ اپنے نتیجہ کو پہنچ گیا!

محمد - ابھی کیا معلوم - میں تو جب گھر سے نکلا ہوں وہ بیٹھے اپنی گردن کے
زخموں کو باندھ رہا تھا اور اسوقت ظلم و عدل کا کیا ذکر گذشتہ را صلواۃ -
اسمار - میں خیال کرتی ہوں کہ تم کو خلیفہ کے قتل ہونے کا کچھ بھی افسوس
نہیں بلکہ تمہارے ہی ساتھیوں نے اون کو قتل کیا - اگر مجھکو پہلے سے تمہاری
الفت نہ ہوتی تو میں تمہاری صورت دیکھنا گوارا نہ کرتی -

محمد - یہ تمہارا گمان بالکل غلط ہے میں اگر مفصل حقیقت تمہارے سامنے
بیان کروں گا تو تم بیشک میرے عذر کو قبول کرو گی -

اسمار - کیا عذر ہے ؟

محمد - اسوقت بالکل اضطراب اور عجلت کی حالت ہے اگر پورا واقعہ بیان کرنے لگوں
تو نہایت دیر ہو گی میں کسی فرصت کے وقت بیان کروں گا جس سے تمکو
معلوم ہو گا کہ میں بری ہوں - اب اسوقت ہمیں کسی امن کے مقام میں جانا چاہئے
اسمار - میں کہاں جاؤں گی میرا سامان خاصکر گھوڑا خلیفہ کے مکان میں ہے -

محمدؐ اس کے لانے کا میں ذمہ دار ہوں۔ لیکن تمہارے ٹھہرنے کے لئے میں اسوقت تک کوئی جگہ معین نہیں کر سکتا جبتک کہ مجھ کو تمہارے خیالات سے آگاہی نہو۔ تم نے میرے کہنے کا مطلب سمجھا۔

اسماء نہیں بالکل نہیں سمجھی۔

محمدؐ (ذرا رکتے رکتے) مختصر بات یہ ہے کہ میں تم سے دلی الفت رکھتا ہوں کیا تم کو بھی کچھ میرے ساتھ الفت ہے۔ یہ سُنکر شرم سے اسماء کا چہرہ سرخ ہو گیا اوسنے گھونگھٹ نیچا کر لیا اور کچھ جواب ندیا۔ محمد اس انداز سے صاف سمجھ گیا کہ اسکو بھی مجھ سے کمال الفت ہے اوسنے یہ کہا کہ میری رائے یہ ہیکہ تم حضرت علی کے مکان پر بھی نہ جاؤ۔ کیونکہ بعد قتل عثمان کے غالباً اب وہی خلیفہ ہونگے انہیں کا حق بھی ہے۔ لیکن تاہم بہت کشاکشی واقعہ ہوگی اور وہاں کی حالت بھی اب کسیقدر خطرناک ہے۔ اب تم کو میں ایک اپنے قرابتمند کے ہاں لیچلتا ہوں اوس کے یہاں ٹھہرو اگر ہمارے حسب مراد حضرت علی خلیفہ ہوئے تو ہمیں انشاء اللہ بڑے عیش و عشرت سے کٹیگی یہ کہکر وہ آگے ہوا اسماء اوس کے پیچھے پیچھے چلی۔ بالکل شہر کے کنارے ایک بوڑھیا کا مکان تھا جسمیں یہ دونوں داخل ہوئے جو محمدؐ کو دیکھکر نہایت تپاک سے اوٹھی اور اوس کو بڑی خاطر سے بٹھلایا۔ محمد نے بوڑھیا سے کہا کہ دیکھو میں اس کو تمام دنیا سے عزیز رکھتا ہوں اور تمہارے پاس چھوڑے جاتا ہوں۔ اسماء کیطرف مخاطب ہوکر تم یہاں رہو۔ جب بلوہ اور فساد رفع ہوگا تو اسوقت میں تم کو یہاں سے لیجاؤنگا۔ اگر کسی وجہ سے شاید میں دو ایکدن نہ آسکوں تو تم ہرگز نہ گھبرانا۔

اسماء لیکن ایسا نہو کہ تم یہاں بہت دیر میں آؤ۔

بڑھیا اسماء کیطرف مخاطب ہوکر کہا کیا تم کو یہاں کچھ خوف معلوم ہوتا ہے میں محمد سے بھی زیادہ تمہاری دلدھی اور خاطر کروں گی یہ کہتے ہوئے وہ اسماء کا ہاتھ پکڑ کے اندر لے گئی اور محمد وہاں سے واپس چلا آیا۔ +

حضرت عثمانؓ کا جنازہ

اسماء کو اس گھر میں سخت وحشت ہوئی اوس کی نظروں میں مقتول خلیفہ اور نائلہ کی سوگوار حالت کی تصویر کھنچی ہوئی تھی - بار بار اوس کا جی چاہتا تھا کہ نائلہ کے پاس چلوں اور اس کے رنج و غم میں شریک ہوں دن بہر وہ اسی فکر میں غرق رہی رات ہوئی تو اسکا اضطراب اور بڑھا نہ پلک سے پلک نہ لگی صبح کو اوس نے یہ ارادہ کیا کہ میں نائلہ کے پاس چلوں لیکن یہ خیال آیا کہ ایسا ہو کہ ادھر میں جاؤں اودھر محمد آئے اور مجھکو نہ پائے تمام دن وہ اوسی کے انتظار میں رہی لیکن وہ نہ آیا رات کو بہر اونہیں خیالات نے گھیرا اور صبح ہوتے ذرا سی آنکھ لگ گئی اوس نے خواب میں دیکھا کہ حضرت عثمان مقتول پڑے ہوئے ہیں اور نائلہ اوسی طرح اپنے بال کھولے ہوئے اونپر رو رہی ہے جب بیدار ہوئی تو اسے نہایت ندامت ہوئی کہ افسوس نائلہ نے میرے ساتھ کس قدر ہمدردی کی اور میں بالکل اوس کے غم میں شریک نہیں ہو سکتی ؎

یہ سوچکر اب اوس نے ارادہ کیا کہ نائلہ کے پاس چلوں مگر آفتاب نکل آیا تھا اور محمد گوڑھیا کو منع کر گیا تھا کہ اسے کہیں جانے نہ دینا اس خیال سے وہ دن بہر وہیں رہی جب رات ہوئی اور اچہی طرح تاریکی چہا گئی تو وہ اوسی کی کھڑکی کی راہ سے نکلکر نائلہ کے پاس چلی - لیکن راستہ سے بالکل ناواقف تھی آدہی رات تک وہ بالکل بھٹکتی رہی اور کچھ پتہ نہ لگا کہ میں کہاں جاتی ہوں اوس نے یہ سوچا کہ کسی بلند مکان پر کھڑی ہو کر مسجد کو دیکھوں اوسی کے ذریعہ سے خلیفہ کے مکان کا پتہ لگ جائے گا اس ارادہ سے شہر کے ایک طرف گئی جہاں ایک ٹیلہ تہا وہاں دور سے کچھ لوگ آتے ہوئے اسے معلوم ہوئے یہ ایک کھجور کے تنہ کی آڑ میں کھڑی ہو گئی کہ دیکھئے یہ کون لوگ آتے ہیں ؎

وہ لوگ نہایت تیزی سے آرہے ہیں اون کی تعداد ۲۵-۳۰ سے زیادہ نہ ہوگی

چند لوگ اون میں سے ایک تختہ لئے آتے ہیں جس پر ایک نعش ہے۔ اسمار غور
سے دیکھنے لگی اوس نے پہچانا کہ یہ بنی امیہ کے نوجوان ہیں کیونکہ مروان کو بھی
اوس نے اونہیں میں دیکھا عبداللہ بن زبیر کو بھی اوس نے پہچانا۔ کیونکہ حسن
کے ساتھ باغیوں کو دفع کرتے ہوئے اوسنے اوس کو بھی دیکھا تھا۔ قریب ہی
ایک باغ حش کوکب کے نام سے مشہور تھا وہاں نعش کو اوتار کر جلدی جلدی
ایک گڈھا کھود کر اوس میں دفن کر دیا۔ اسمار نہایت غور سے سوچنے لگی کہ یہ
کس کی نعش ہے۔ اگر خلیفہ کی ہے تو اوسکو تین دن مقتول ہوئے ہو گئے
کیا ابھی تک وہ دفن نہیں ہوئے یہ اسی فکر میں تھی کہ وہ لوگ اودھر سے پلٹے۔
اون کی گفتگو سنکر جو آپس میں وہ کرتے جاتے تھے یہ معلوم ہوا کہ یہ خلیفہ کی نعش
تھی جسکو یہ چوری سے رات کو دفن کر کے جاتے ہیں۔ ان کو کسی وجہ سے یہ پہلے
دفن نہیں کر سکتے تھے اون کے چلے جانے کے بعد اسمار ٹیلہ پر چڑھی مسجد وہاں
سے نظر آتی تھی۔ لیکن بہت دور تھی۔ اب بالکل صبح کی سپیدی ظاہر ہو رہی تھی
وہ تیزی سے چلی مسجد تک آتے آتے دن نکل آیا بنی حزم کے مکان پر جا کر جو
دیکھا تو دروازہ بند تھا۔ آواز دی۔ ایک لڑکی نے جسکو اسمار پہچانتی تھی کھڑکی
سے جھانکا اسمار نے اشارہ کیا اوس نے آکر دروازہ کھولا۔ اسمار اندر چلی گئی
اوسی مکان کے ایک حجرہ میں نائلہ بیٹھی ہوئی تھی اور بھی کئی عورتیں تھیں جو
اس کے پاس بیٹھی ہوئی اسے تسکین دے رہی تھیں۔

حضرت عثمانؓ کا پیراہن و نائلہ کی انگلیاں

جب نائلہ نے اسمار کو دیکھا تو بتقاضائے جوش الفت ہو اوسے پکارا اسمار بھی
دوڑ کے اوس سے لپٹ گئی دونوں ملکر خوب روئیں دیر کے بعد نائلہ نے کہا
کہ اسمار تو نے بڑی کوشش کی۔ لیکن اونہیں لوگوں نے دھوکا دیا سعد تو نہیں
مگر اپنے لڑکوں کو بھیجدیا کہ جاؤ باغیوں کو روکو اور باغیوں ہی کو کہدیا کہ خلیفہ کو

قتل کرو۔ کیا تم نے نہیں دیکھا۔ محمد نے آکر ڈاڑھی پکڑ لی۔ اسمار کے دل میں محمد کے اوپر اس الزام کے لگنے کا نہایت افسوس تھا مگر کیا کرے خود اپنی آنکھوں سے دیکھ چکی تھی خاموش ہو گئی۔ نائلہ سے کہا کہ خیر اب صبر کیجئے آپ مجھہ کو صبر دلاتی تہیں تو آپ کو بدرجہ اولی صبر کرنا چاہیئے۔

نائلہ۔ افسوس میں کیسے صبر کروں۔ اس ستم کا قتل مینے آجتک نہیں سنا تین بھی کے زخم ان کے سینہ پر لگے تہے۔ ایک زخم تلوار کا سر پر لگا تہا جس سے پیشانی بالکل علیحدہ ہو گئی تھی ان زخموں کے لگنے پر بھی ان کی زبان سے قرآن کی تلاوت جاری تہی۔ تم نے تو دیکھا ہی تہا میں ان کے اوپر گر پڑی تہی یہ بھی بنت شیبہ (ایک نوجوان عورت کیطرف اشارہ کر کے) اون کے اوپر گر پڑی تہیں مگر ظالموں نے کچھ بھی نہ پرواہ کی۔ قتل ہی کر ڈالا اور اسپر اور طرفہ یہ کہ سب کو منع کر دیا کہ ان کے اوپر کوئی جنازہ کی نماز نہ پڑہے۔ مسلمانوں کے گورستان میں یہ دفن نہ کیئے جاویں نہ معلوم وہ کافر تہے یا مشرک تہے۔ تین دن تک وہیں پڑے رہے آج رات کو چند لڑکے جا کے اون کو خفیۃً دفن کر آئے اگر یہ نہ ہمت کرتے تو وہ دفن بھی نہ ہوتے۔ خلیفہ کے ساتھہ جو لوگ مقتول ہوئے تہے اون کو چاروں طرف مکان میں یہ بدبخت گھسیٹتے پہرتے رہے۔ نہ معلوم اون کی لاشیں کہاں دفن ہوئیں اونہیں میں تیرے والد کی بھی لاش تہی اوسکا بھی کچھ پتہ نہیں۔

اپنے باپ کا نام سنکے اسمار کا رنگ اوڑ گیا نہایت گہبرا کے بولی اونکا کیا ہوا؟

نائلہ مجھکو شائد نہیں معلوم مینے تو سنا ہے کہ اوسی دن وہ بھی قتل ہو گئے۔

اسمار یہ سنکر رونے لگی اور دیر تک رویا کی۔ نائلہ کو یہ خیال نہ تہا وہ یہ سمجھتی تہی کہ اسکو یزید سے بالکل الفت نہیں ہے اسلیئے کہ وہ قصہ سن چکی تہی کہ یزید اسکا حقیقی باپ نہیں ہے۔ تمام عورتیں اسمار کو سمجہانے لگیں کہ صبر کرو۔ خلیفہ کے ساتہہ دو شخص قتل کیئے گئے ہیں اونہیں میں تمہارا باپ ہے یہ تینوں اللہ سے ساتھہ ہی ملینگے۔

اسماء نے یہ سوچکر کہ یزید کی موت اوس کی آئندہ زندگی کے لئے اچھی ہوئی چپ ہو گئی۔ نائلہ نے کہا انشاء اللہ تعالےٰ ان کشتوں کا خون بیکار نہ جائیگا خلیفہ کے اقارب اور حامی اسکا ضرور انتقام لینگے میں نے اپنی انگلیاں اور خلیفہ کا خون آلودہ پیراہن شام میں معاویہ کے ہاں بھیجدیا ہے۔ بنی ہاشم نے یہہ خیال کرکے خلیفہ کو قتل کیا ہے کہ ان کے بعد بنی اُمیّہ کی عزت کم ہو جائے گی اور اُن کے اندر ضعف آجائے گا۔ لیکن بنی اُمیّہ ہر حال میں چیرہ دست رہینگے ان کے پاس آدمی گھوڑے سامان حرب دولت وغیرہ بنی ہاشم سے بہت زیادہ ہے۔ عنقریب اون کو اس قتل کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔

اسماء نے یہ سنکر خیال کیا کہ اس نے پیراہن اور انگلیاں اسغرض سے بھیجی ہیں کہ معاویہ کو خلیفہ کے انتقام کے لئے برانگیختہ کرے اسکی نیت حضرت علی کیطرف سے خراب معلوم ہوتی ہے اوس نے کہا کہ بنی ہاشم نے تو خلیفہ کی بڑی مدد کی اپنی اولاد اونہوں نے باغیوں کے دفعکرنیکے لئے بھیجدی میرے خیال میں تو وہ خلیفہ کے بالکل طرفدار تھے۔

نائلہ۔ اسماء تو کس خیال میں ہو اگر حضرت علی یا زبیر وغیرہ باغیوں کو دفع کرنا چاہتے تو ایک دم بھی وہ لوگ یہاں نہ ٹہر سکتے تھے۔ کیا یہ لوگ خلیفہ کے معاون ہوتے تو باغی اون کو قتل کرسکتے تھے۔ میں قسم کہا کر کہتی ہوں کہ ان لوگوں کا یہی مطلب تھا اور قصداً اونہوں نے اس معاملہ میں مسامحت اور سہل انگاری سے کام لیا۔

اسماء خیر جانے دیجیے۔ اب آپ کا ارادہ کیا ہے؟

نائلہ۔ اب میں یہاں کسی طرح نہیں رہ سکتی کسی ایسے مقام کو جاؤں گی جہاں کوئی بنی ہاشم نہو۔ لیکن خفیہ خفیہ نکلکر جاؤں گی کیونکہ مجھکو اپنی جان کا اندیشہ ہے اس گفتگو کے بعد اسماء کو خیال آیا کہ وہ بڑھیا کو خبر کرکے نہیں آئی ہے اور کیا عجب ہے کہ وہاں محمد بھی آیا ہو اوس نے نائلہ سے کہا کہ اب مجھکو اجازت ہو

تو میں جاؤں ؟

نائلہ۔ اچھا جاؤ میرے پاس اب کوئی مکان نہیں کہ میں تم کو ٹھہراؤں۔ یہ آل حزم کا سلوک ہے کہ انہوں نے اپنے گھر میں مجھے پناہ دی ہے خیر بہر حال اللہ کا شکر ہے۔ اسمار وہاں سے چلی مگر نائلہ کی مصیبت پر اسے نہائیت افسوس تھا

حضرت علیؑ کا مکان

اسمار نائلہ سے رخصت ہو کر اوسی بڑھیا کے مکان کی تلاش میں چلی جس میں محمد نے اس کو ٹھہرایا تھا۔ لیکن پھر بھی رستہ بھول گئی اوس خاص محلہ کا نام بھی اوسے نہیں معلوم تھا کہ کسی سے دریافت کرتی غرض ہزار خرابی شام تک وہ تلاش کرتی کرتی اُس مکان تک پہنچی وہاں دیکھا تو دروازہ بند کھٹکھٹایا پکارا کوئی جواب نہیں آیا مجبور ہو کر یہ ارادہ کیا کہ حضرت علی کے گھر چلوں وہاں پہنچکر شائد محمد کا پتہ لگ جائے اور اگر نہ بھی لگا تو رات اونہیں کے مکان پر بسر کروں گی الغرض بعد عشار کے مسجد کو پوچھتے پوچھتے حضرت علی کے مکان پر پہنچی۔ وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔ مصر، کوفہ، بصرہ کے لوگ اپنے اپنے قیام گاہوں میں شہر کے باہر چلے گئے تھے ایک شخص اندر سے نکلا اُس سے اسمار نے پوچھا کہ مولا علی اسوقت کہاں ہیں ؟

شخص۔ اسوقت ان کے پاس بہت سے امرا جمع ہیں خلوت میں کچھ اُن سے گفتگو کر رہے ہیں۔

اسمار۔ میں ان کے پاس جا سکتی ہوں ؟

شخص۔ نہیں اسوقت ناممکن ہے تھوڑی دیر انتظار کرو مطلب یہ انتظار میں وہاں کھڑی ہو گئی تھوڑی دیر کے بعد اندر سے محمد نکلا اور یہ اوس کو پہچان کر اوس کے سامنے گئی اوس نے بھی اسکو پہچانا لپک کر اوس کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ کل رات سے تم کہاں غائب تھیں ؟

اسماء۔ میں ایک ضرورت کے لئے نکلی تھی جس کو میں پھر بیان کروں گی یہ بتاؤ کہ وہ بڑھیا کہاں ہے۔

محمد۔ میرے پاس وہ آج صبح کو بڑی سویرے گھبرائی ہوئی آئی تھی کہتی تھی کہ آج رات سے نہ معلوم اسماء کہاں غائب ہے مجھکو تمہارے غائب ہونے سے آج دن بھر جو بکلی رہی ہے میں بیان نہیں کر سکتا اچھا میرے ساتھ آؤ میں تمہیں اپنی والدہ کے پاس لیچلوں۔ آج رات پھر تم یہیں رہو۔

اسماء۔ کیا تمہاری والدہ یہاں حضرت علی کے گھر میں ہیں؟

محمد۔ ہاں میرے والد کے مرنے کے بعد سے وہ انہیں کے نکاح میں ہیں میں اسوقت بالکل چھوٹا تھا مجھکو انہیں نے پرورش کیا میں حضرت علی کو بجائے باپ کے سمجھتا ہوں وہ بھی مجھکو اپنی حقیقی اولاد سے کم نہیں سمجھتے۔

اسماء۔ نہائت خوش ہوکر۔ تو اچھا مجھکو انکے پاس لیچلو۔

محمد۔ لیکن یہ بتادو کہ آج تم کہاں تھیں۔

اسماء۔ میں اوسی بیچاری مصیبت زدہ کے پاس تھی جس کے شوہر کو تم لوگوں نے ظلماً قتل کر ڈالا ہے۔

محمد۔ کیا نائلہ کے پاس۔

اسماء۔ ہاں۔ میں کیا کہوں جو اوس کی پریشانی کی حالت ہے۔ خاصکر تمہاری نسبت جو مینے الفاظ سنے مجھے نہائت ناگوار گذرے لیکن میں کیا کہتی مینے تو اپنی آنکھوں سے تمہیں دیکھا تھا اور غالباً میں اگر اشارتاً منع نہ کرتی تو تم خود اپنے ہاتھوں سے خلیفہ کو قتل کرتے۔

محمد۔ مثلاً خیر فرض کرو کہ مینے اپنے ہاتھ سے قتل کیا لیکن جب پورا واقعہ تم سن لوگی تو پھر نہ کہوگی۔ اچھا آؤ اب اندر چلیں یہ کہکر اوسکو گھر میں لیگیا

عقد کیا۔

حسنؓ ابن علیؑ

گھر میں جب دہلیز پر قدم رکھا کہ یکایک سامنے سے حسن ابن علی آ گئے محمدؐ کو دیکھتے ہی اُنھوں نے سلام کیا۔

محمدؐ وعلیکم السلام۔ اے ابن خلیفہ۔

حسن کہا تم کو یہی خواہش ہے کہ میرے باپ کو خلافت ملے۔؟

محمد بیشک بیشک اونہیں کا حق ہے حسن گو اسوقت محمد سے گفتگو کر رہے تھے لیکن اون کی نظر اسمار پر تھی وہ بار بار دیکھتے تھے کہ یہ اجنبی شخص کون ہے۔ کیونکہ اسمار اسوقت مردانہ لباس میں تھی آخر اونہوں نے محمد سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے۔

محمدؐ یہ بنی اُمیّہ میں سے میرے ایکدوست ہیں آج کی رات دیر ہونے کی وجہ سے تمہارے یہاں بسر کرنا چاہتے ہیں۔ کیا اِن کی میزبانی تم قبول کرتے ہو؟

حسن۔ ہاں۔ ہاں۔ اہلاً وسہلاً چلو میرے ساتھ یہ کہتے ہوئے وہ آگے بڑھے ان کے پیچھے محمد اور اسمار دونوں چلے۔

اندر پہنچکر جب اسمار نے ڈھاٹا کھولا تو حسن نے پہچانا کہ یہ عورت ہے تعجب سے اُس کے قریب چلے آئے اوس کی پیاری صورت اوس کا دلربا نقشہ دیکھکر محو حیرت ہو گئے اسمار اونکو اپنے سامنے کھڑا دیکھکر شرما گئی۔ کیونکہ اون کی وجاہت اون کے جلال کا عالم ایسا تھا کہ ایک اچھی عورت مشکل سے اون کے سامنے نگاہ اوٹھا سکتی تھی۔ سپید اور کسی قدر سرخی مائل چہرہ بڑی بڑی دنبالہ دار آنکھیں پتلے پتلے رخسارے قد متوسط گھنی ڈاڑہی گھونگر والے بال تھے بالکل رسول اللہ

سے ملتی جلتی صورت تھی اس وقت انکا سن تقریباً ۴ سال کا ہوگا
اسمار کی انکی طرف دیکھکر آنکھیں جھپک گئیں وہ حیا سے پیچھے ہٹ
گئی ۔

حسنؑ نے محمد کیطرف آنکھہ اٹھاکر اشارتاً اس بات کو دریافت کرنا چاہا
محمد ہیں آپکو اب ان کی مفصل حالت سے آگاہ کرتا ہوں کہ یہ وہی ہیں
کہ ان کی والدہ تہبار میں مرگئیں یہی مولنا علی کو بلانے آئیں تہیں ۔

حسنؑ ۔ اچہا !! اسمار کیطرف مخاطب ہوکر میرے والد تمہاری والدہ
کی موت سے اور خاصکر اس راز کے نہ معلوم ہونے سے نہائت افسوس
کرتے تہے اور کئی مرتبہ اسکا انہوں نے تذکرہ کیا ۔ اسمار چپ رہی
اور سنے کچہہ جواب نہ دیا اب حسن اس کو امامہ کے پاس لیگئے محمدؑ حجاب کیوجہ سے
باہر ہی کھڑا رہا ۔

امامہ اسوقت اپنے حجرہ میں تنہا بیٹھی ہوئی تہی جاڑے کی وجہ سے ایک بہت
بڑی چادر اوڑہے ہوئے تھی حسن نے لیجا کر اسمار کو ان کے سپرد کر دیا اور
مہمان نوازی کی تاکید کی اسمار سے مخاطب ہوکے کہا کہ یہ امامہ زینب کی بیٹی
اور رسول اللہ کی نواسی ہیں میرے والد کے نکاح میں ہیں میرے نانا رسول اللہ
ان سے بہت الفت کرتے تھے ان کی گردن میں جو ہار ہے وہ رسول اللہ
نے ان کو انکی پیدائیش کے دن دیا تھا ۔ اسمار کے دل میں حسن کی اس کہنے
سے امامہ کی نہائت وقعت بڑھ گئی وہ ان کے پاس بیٹھ گئی اوس وقت
اس حجرہ میں محمدؑ کی ماں اسماء جو حضرت علی کے نکاح میں تہی آگئی وہ اس
کو دیکھکر بہت خوش ہوئی محمد دروازہ پر نہائت رنج وغم میں کھڑا تہا وہ
حسن کی حالت سے پہچان گیا تھا کہ ان کو اسمار کی الفت ہوگئی ہے وہ اسمار
کے یہاں لانے پر سخت نادم تہا خاصکر یہ خیال اس کو بہت تکلیف دیتا تھا
کہ ایسا نہو کہ حسنؑ اپنے والد سے کہکر اس کو اپنے نکاح میں دیں حسنؑ اب

باہر آئے محمدؓ سے پوچھنے لگے کہ تم سے اس سے کب سے تعارف ہے۔
محمدؓ اوسی دن سے جب یہ مولانا علی کے بلانے کے لئے آئی تھی۔
حسنؑ یہ نہائت حسین اور خوبصورت ہے اس کی متانت اور سنجیدگی اور دلربا ہے۔ یہ تم محمدہ تحفے آئے ہیں۔ اس گفتگو سے محمد کو پیدا یقین ہوگیا کہ وہ ضرور اس ارادے میں ہیں کہ اسماء مجھ سے چھین لیں۔ اور کیا عجب ہے کہ یہ اپنے ارادے میں کامیاب ہو جائیں مگر وہ حسن سے کچھ کہہ نہیں سکتا تھا کیونکہ جسقدر احترام حضرت علیؑ کا محمدؓ کے دلمیں تھا اوتنا ہی حضرت حسنؑ کا بھی اکرام کرتا تھا۔

خلافت حضرت علی کرم اللہ وجہہ

بات ٹالنے کے لئے محمد نے پوچھا کہ مولا علی اسوقت کہاں ہیں؟
حسنؑ ابھی اپنے کمرہ میں بیٹھے ہُوئے تھے غالبًا اب بھی وہیں ہوں گے۔ تمام لوگ اصرار کر رہے ہیں کہ ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت کرینگے اور آپ کو خلیفہ بنائیں گے لیکن وہ انکار ہی کرتے جاتے ہیں۔
محمد۔ کیا وہ قبول ہی نہیں کرتے۔؟
حسن۔ نہیں کسی صُورت سے نہیں۔ کہتے ہیں کہ مجھ کو امیرالمومنین بننا منظور نہیں ہے بلکہ وزیر بناؤ تو وزارت میں منظور کر سکتا ہوں لیکن غالبًا وہ لوگ بے بیعت کئے نہ چھوڑیں گے۔
محمدؓ مگر مجھے سخت تعجب ہے کہ وہ خود جانتے ہیں کہ تمام امت میں اُن سے بڑھ کے اب کوئی حقدار نہیں ہے۔ پھر کیوں انکار کرتے ہیں۔
حسنؑ مجھکو تم سے زیادہ تعجب ہے۔
محمدؓ طلحہؓ اور زبیرؓ کا کیا حال ہے جہانتک میں سمجھتا ہوں وہ تو راضی نہ ہونگے کیونکہ وہ دونوں اپنے کو خود حقدار حکومت کا سمجھتے ہیں۔

حسنؑ مسکرا کر۔ ہاں سمجھتے تو ہیں مگر دیکھ لینا اونکو بھی بیعت کرنا ہی پڑیگا
بظاہر تو اسوقت بھی اون کی گفتگو سے یہی معلوم ہوتا تھا کہ بیعت کرنے
پر راضی ہیں + اس گفتگو کے بعد دونوں سونے کے لئے چلے گئے محمد کو
رات بھر بیقراری سے نیند نہیں آئی اوسنے یہہ تدبیر سوچی کہ اسما کو حضرت
علیؑ کے گھر سے جلد نکالکر اوسپر حضرت عثمانؓ کے قتل سے اپنی بریئت ثابت
کرکے فوراً اوس سے نکاح کر لینا چاہیئے تاکہ حسن کو بولنے کا کوئی موقع
نہ ملے ورنہ جسوقت حسنؑ کوئی ارادہ کریں گے تو میں بیچ میں انکو ہرگز نہیں
لوٹک سکتا یہ سوچکر وہ بڑی سویرے حضرت علیؑ کے مکان پر گیا وہاں
جاتے ہی حسنؑ کو دریافت کیا معلوم ہوا کہ وہ اوٹھتے ہی امامہ کے حجرہ میں
چلے گئے۔ محمد کو اور بیکلی ہوئی اوس نے بہت جلد خادم کو بھیجا کہ حسنؑ کو
بلا لاؤ ایک ضرورت ہے اس نے جاکر خبر کی وہ باہر آئے سلام ہونے کے
بعد محمد نے پوچھا کہ رات بھر اسما کی کیا کیفیت رہی ؟

حسنؑ اچھی رہی لیکن کچھ اوداس معلوم ہوتی ہے ؎

محمد اوس کے اوداس ہونے کی خبر سنکر خوش ہوا کیونکہ اوسنے یہ خیال
کیا کہ صرف حسن کو اوس کے ساتھ محبت ہے اوس کو ان کے ساتھ
الفت نہیں ہے ورنہ وہ اوداس نہ رہتی کہنے لگا کہ غالباً اس خیال سے
اوداس ہوگی کہ اوسکا باپ خلیفہ عثمان کے ساتھ قتل کیا گیا میرا خیال یہ
ہے کہ اسوقت اسکو حضرت علی کی مجلس میں لیچلیں وہاں اسکا دل بہل جائیگا

حسنؑ۔ ہاں سینکڑوں مرد ہیں یہ کیونکر اونمیں بیٹھ سکتی ہے ؎

محمد۔ وہ مردانہ لباس پہنکر ہرجگہ شریک ہوسکتی ہے آپنے کل دیکھا نہیں ؟

حسنؑ اچھا تو بہتر ہے ؎ یہ کہکر حسن اوس کے لینے کے لئے اندر گئے اون کو
محمد کے ارادے اور اس کی حالتوں سے بالکل خبر نہیں۔ تھوڑی دیر کے
بعد گھر سے وہ نکلے اسما اون کے پیچھے پیچھے تھی جب اوس کی نگاہ محمد

پر پڑی تو اس کی اودا سی بالکل جاتی رہی محمد اسوقت اس کو عجیب انداز سے دیکھہ رہا تھا جس کو کچھہ وہی لوگ سمجھتے ہوں گے جو محبت اور رقابت کے لطف سے واقف ہیں محمد نے اوس سے کہا کہ میں نے تمہارا گھوڑا اور سامان تمام اسباب میں سے چھانٹ کر نکال لیا ہے اوس نے شکریہ کے ساتھ چھپی ہوئی نگاہوں سے اس انداز سے جواب دیا کہ محمد صاف سمجھہ گیا کہ یہ میری محبت پر قایم ہے اور اوسکو اپنے جدید عاشق حسن کے ساتھ کچھہ بھی محبت نہیں ہوئی اب کچھہ اوسکا سوز رقابت کم ہوا

صحابہ اور علیؓ

حسنؓ نے کہا کہ چلو سب لوگوں کے آنے سے پہلے ہم لوگ والد صاحب کے پاس بیٹھے رہیں یہ کہکے وہ اب وہاں گئے حضرت علیؓ اوسوقت تنہا بیٹھے ہوئے تھے اون کے سر پر ایک اونی عمامہ تھا۔ سپید ڈاڑھی میں انگلیوں سے کنگھا کر رہے تھے۔ اسما نے جاتے ہی سلام کر کے ڈھاٹا کھول دیا وہ اسکو فوراً پہچان گئے بڑی خاطر سے پوچھا کہ تیرا کیا حال ہے۔

اسما الحمد للہ کہ خیر و عافیت سے ہوں۔ آپ کی مہربانیوں کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔

علی مجھے تیری بات بار بار یاد آتی ہے جو تو نے کہا تھا کہ اس خلیفہ کے قتل کرنے سے فتنہ بیدار ہو جائے گا لوگوں نے نہ مانا آخر ویسا ہی ہوا۔

اسما آپ کے ہاتھ میں جب عنان حکومت ہوگی تو انشاء اللہ پھر کسی فتنہ کا خوف نہیں۔

علیؓ اچھا بیٹھ جا یہ لباس تو تیرا مردانہ ہے۔

اسما جی ہاں میں اس امت کے بڑے بڑے لوگوں سے ملنا چاہتی ہوں بدون مردانہ لباس کے یہ کیونکر ممکن ہے یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ باہر سے

خادم آیا اوس نے کہا کہ دروازہ پر بہت سے لوگ کھڑے ہیں اور اندر آنے کی اجازت چاہتے ہیں اجازت ملنے پر وہ لوگ اندر آئے۔ یہ مہاجرین اور انصار تھے۔ طلحہ زبیر آگے آگے تھے تمام لوگ بیٹھ گئے طلحہ و زبیر صدر کیجانب بیٹھے دونوں کی صورتیں اوداس معلوم ہوتی تھیں اور یہ ظاہر ہوتا تھا کہ یہاں یہ لوگ مجبوراً اخلاف منشاء آئے ہیں۔

اُس مجمع میں سے ایک شخص اوٹھکر حضرت علی کے سامنے جا بیٹھا اور کہنے لگا کہ ہم ایک بہت بڑی امید آپ کے پاس لائے ہیں امید ہے کہ آپ ہمکو محروم نہ کرینگے اگر اجازت دیجیے تو بیان کریں۔

مولا علیؑ۔ ہاں۔ کہو۔

لوگ۔ ہم سب آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لئے آئے ہیں

علیؑ میں نے تم لوگوں سے کئی مرتبہ کہا کہ مجھے اس سے معاف رکھو مجھے اسمیں سخت مشکلات معلوم ہوتی ہیں۔

ایک شخص۔ اچھا پھر آپ کس کو بتلا سکتے ہیں کہ وہ رسول اللہ کے ساتھ آپ سے زیادہ قرابت رکھتا ہو یا آپ سے پہلے اسلام لایا ہو رسول اللہ نے آپ ہی کی شان میں فرمایا ہے "علی کا دوست مومن اور دشمن منافق ہے"

علیؑ تمام لوگ اونہیں کے کنبہ کے ہیں جسکو پسند کرو اس کے ہاتھ پر بیعت کرو میں بھی تمہارے ساتھ کروں گا۔

لوگ کوئی آپ سے زیادہ خلافت کا حقدار یا اوس کے لئے موزوں نہیں ہے کیا رسول اللہ نے آپکی شان میں نہیں فرمایا ہے میں علی کو دوست رکھتا ہوں وہ مجھے دوست رکھتا ہے وہ میرے بعد تمام مسلمانوں کا ولی ہے۔

علیؑ بھائی میں بہت ڈرتا ہوں اس خلافت کی لیے ہی ایسی مختلف مہمات پیش آدیں گی کہ عقل حیران ہو جائے گی۔

ان لوگوں نے دیکھا کہ یہ کسیطرح راضی نہیں ہوتے تو کھڑے ہو گئے اور ہر طرح سے قسم کہانے لگے کہ آپ ضرور بیعت لیجئے۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ مسلمانوں کی کیا حالت ہے اسلام کی کیا کیفیت ہے کیا اللہ کا خوف آپکے دلمیں نہیں ہے جو آپ مسلمانوں کی خیر خواہی سے روگردانی کریں۔"

یہ سنکر حضرت علی اللہ کے خوف سے کانپ اُٹھے اور مجبوراً انکو ہاں کرنی پڑی لوگ خوش ہو گئے اور تمام کمرہ خوشی کے نعرہ سے گونج اُٹھا۔ صرف طلحہ و زبیر البتہ اوداس تھے۔ یہ لوگ چپ رہے حضرت علی اون کی صورت سے اون کی حالت کو سمجھہ گئے وہ فوراً کھڑے ہو گئے اور سب کو مخاطب کر کے کہا کہ "دیکھو جب تم لوگ عنان خلافت میرے ہاتھ میں دیتے ہو تو اس کے لئے تم کو بہت سی مہمات کیلئے مستعد ہو جانا چاہیئے جس کو تم لوگ نہیں جانتے ہو۔ لیکن میں جانتا ہوں۔ ورنہ جسکو تم خلافت کے لئے منتخب کرو میں خود بیعت کرنے کے لئے تیار ہوں۔"

سب لوگوں نے جواب دیا کہ آپ سے بڑھکر اس امت میں اب کوئی نہیں آپ رسول اللہ کے چچا زاد بہائی اور اُن کے وصی ہیں آپ ہی کی نسبت اونہوں نے فرمایا ہے جسکا مولا میں ہوں اُسکا مولا علی ہے۔ اللہ تو اس سے خوش وہ جس سے علی خوش رہے اور اس سے ناراض جو علی سے ناراض رہے پہر اونہوں نے آپ سے ایک مرتبہ کہا تھا۔ تم بمنزلہ ہارون کے ہو اور میں بمنزلہ موسےٰ کے۔"

علی "اچھا اگر میرے ہاتھ پر بیعت لا بدی خیال کرتے ہو تو مسجد میں چلو وہیں بیعت کر دو۔"

بیعت خلافت

اب سب لوگ اٹھکر مسجد میں پہنچے حضرت علی قبلہ کیطرف رخ کر کے کھڑے ہو گئے۔ پہلے فاتحہ پڑھی پہر درود اسکے بعد تمام لوگ بیعت کے لئے

اون کی طرف جھکے۔ سب سے پہلے حضرت طلحہ نے بعیت کا سلسلہ شروع کیا انہوں
نے اپنا ہاتھ حضرت علیؓ کے ہاتھ پر رکھا اور کہا کہ آج ہم حضرت علیؓ ابن ابی طالب
کے ہاتھ پر اللہ کی کتاب اور سنت رسول اللہ پر عمل کرنے کے لئے
اور ان کی معاونت کیلئے بعیت کرتے ہیں اون کے احکام اور ان کے
فیصلوں کو بسر وچشم قبول کریں گے اور آج سے اِن کے سوا کوئی دوسرا
خلیفہ نہیں ہے اسمار اون کے پاس ہی کھڑی تھی اون کی آواز اور طرز
سے وہ سمجھتی تھی کہ یہ جبراً بعیت کرتے ہیں ان کے بعد یکے بعد دیگرے
سب لوگوں نے بعیت کی اوس سے فارغ ہو کر حضرت علیؓ منبر پر چڑھ
گئے۔ یوں تو اُن کی جادو اثر تقریر پر ہمیشہ سے لوگ فدا تھے مگر چونکہ
امیرالمومنین ہونے کے بعد یہ پہلا وعظ تھا اسلئے لوگوں کو اس کے
سننے کا شوق تھا سب خاموش ہو کے ہمہ تن متوجہ ہو گئے یہ منبر پر
چڑھنے کے بعد کچھ تھوڑی دیر تک چپ رہے پھر اپنی ڈاڑھی پر
دو ایک مرتبہ ہاتھ پھیرا اور تمام جماعت کی طرف نظر دوڑائی پھر بیان کیا۔
"اللہ جل شانہ نے کتاب پاک تمہارے لئے اُتاری ہے اوسمیں بھلائی
بُرائی سب اچھی طرح بیان کر دی ہے اگر تم بھلائی اختیار کروگے تو وہ
تم سے خوش رہیگا اور اگر بُرائی اختیار کروگے تو وہ کبھی تم سے راضی نہ ہوگا
اور تم گمراہ ہو جاؤ گے۔ فرائض منصبی ادا کرنے میں کبھی کوتاہی نہ کرو
اس کو اگر تم ادا کرتے رہے تو جنت میں جانے سے تم کو کوئی چیز نہیں
روک سکتی۔ اللہ نے حرام اور حلال کو صاف طور پر بیان کر دیا ہے
سب سے بڑھکر مسلمان پر حرام دوسرے مسلمان کی عزت ہو۔ بلا وجہ کسی
مسلمان کو تکلیف دینا سخت گناہ ہے مسلمان وہی شخص ہے کہ لوگ
اوس کے ہاتھ اور زبان سے محفوظ رہیں۔ زندگی جاتی ہے اور موت
آتی ہے ہر کام میں اللہ کا خوف کرتے رہو۔ اس کے رسول کی اطاعت کرو

جب کوئی بھلائی دیکھو تو اوس کے لئے مستعد ہو جاؤ۔ اور برائی دیکھو تو دور رہو"

خطبہ پورا ہوتے ہوتے اون کی پیشانی پر پسینہ آگیا جو اون کی سپید اور کسیقدر لمبی ڈاڑھی پر موتی کی طرح ڈھلکنے لگا۔ منبر سے اُتر کر وہ پھر گھر کیطرف چلے بہت لوگ اون کے ساتھ ہی ساتھ تھے اور بہت سے متفرق اپنے اپنے کاموں پر چلے گئے اور اکثر لوگ خاصکر اہل مدینہ اون کی خلافت سے بہت خوش تھے؎

مدینہ میں جی نہیں لگتا

محمدؐ کو اسوقت خوشی سے پھولا نہیں سماتا تھا مگر اسماء کا معاملہ خیال کرکے اوسے رنج ہو جاتا تھا کہ ایسا نہو کہ حسنؓ اسکو کسی صورت سے ڈالیں اب اسوقت محمد کو ہجوم میں موقعہ ملگیا اوسنے اسماء کو اشارہ کیا کہ میرے ساتھ چلو وہ اوس کے پیچھے ہو گئی اب پھر یہ دونوں اسی بڑھیا کے مکان میں پہنچے۔ محمد نے راستہ میں اس سے جو گفتگو کی وہ سمجھ گئی کہ رشک سے یہ میرا یہاں رہنا پسند نہیں کرتا اسلئے اوسنے اب محمد کے حسب منشا کہا کہ مولا علی اب خلیفہ ہوگئے جو لوگ یہاں آئے ہیں وہ بھی چلے جاویں گے۔ اسلئے اب مدینہ میں جی نہیں لگیگا؎

محمد (اوس کی فراست سے مسکرا کر) ال اب تو یہاں سب کام پورا ہوگیا یہی دیکھنا ہے کہ اب حکام مفصلات کا کیا بندوبست ہوتا ہے میرا خیال یہ ہے کہ اب تم میری بہن ام المومنین حضرت عائشہ کے پاس جاؤ۔

اسماء۔ وہ تو حج کو گئیں ہیں۔

محمد ہاں۔ وہ تو جبھی گئی ہیں جبکہ خلیفہ عثمان محصور تھے اب تک نہیں آئیں اور غالباً اب وہیں چند روز رہیں گی؎

اسماء۔ تو میں ان کے پاس جاؤں۔

محمد۔ ہاں ضرور جاؤ۔ اگر وہ جلد چلی آئیں تو تم بھی جلد اون کے ساتھ چلی آنا ورنہ میں خود لینے کے لئے آؤں گا۔

اسماء۔ اس سے بڑھ کے میری خوش قسمتی کیا ہو گی کہ میں ان کو دیکھوں لیکن کیسے جا سکتی ہوں۔

محمد۔ بڑھیا کی طرف اشارہ کر کے ان خالہ کے ساتھ چلی جاؤ اور کبھی میں ساتھ تلاش کر دوں گا۔ ان کے ساتھ جانے میں مجھے خط لکھنے کی ضرورت نہ پڑے گی لیکن ایسا ہو کہ یہ لوگ یہی سمجھیں کہ یہ سفر تمہاری رغبت اور خواہش سے ہے یہ کہکر وہ اوس کی طرف دیکھکے ہنسنے لگا۔

اسماء دل میں یہ سمجھ گئی کہ اسکا مطلب یہ ہے کہ حسنؓ یا حضرت علیؓ کو یہ نہ معلوم ہو کہ محمد کے کہنے سے اُسنے مدینہ چھوڑ دیا۔ اوس نے کہا نہیں بلکہ میں برغبت خود ام المومنین سے ملنے جا رہی ہوں اور یہی لوگوں پر ظاہر بھی ہو گا۔ مگر مجھے ہمیشہ یہ کھٹک رہتی ہے کہ تم خلیفہ کے قتل کی سازش میں ملزم گنے جاتے ہو۔

محمد۔ کل تم ام المومنین سے ملو گی اونہیں سے پوچھنا کہ کیا عثمان مستوجب قتل تھے یا نہیں اگر وہ کہدیں تو یقین کرو گی۔

اسماء۔ ہاں بیشک۔ اگر وہ کہدیں کہ عثمان قتل کے قابل تھے تو میں بلا عذر تسلیم کروں گی۔

محمد۔ پہلے تو انہوں نے ہی کہا کہ عثمان قابل قتل ہے ان کو قتل کرو۔

اسماء۔ اگر انہوں نے کہا تو بیشک ٹھیک ہے۔ یہ باتیں کر کے محمد چلا گیا۔ صبح کو بڑی سویرے سے ایک اونٹ پر ہودج رکھوا کے لیکے پہنچا اور کہنے لگا کہ چند لوگ مکہ جاتے ہیں ان کے ہمراہ تم بھی چلی جاؤ۔ یہ اونٹ سواری کے لئے لایا ہوں۔

اسماء۔ اور گھوڑا کیا ہوا۔ میں تو اوسی پر جاؤں گی۔

محمد۔ نہیں نہیں گھوڑے کے قابل راستہ نہیں ہے اوسے یہیں چھوڑ جاؤ

اور اِس اونٹ پر جاؤ۔

اسماء وہ جانے والے کون ہیں۔

محمد حضرت عائشہ کے نانیہال کے لوگ عبید ابن سلمہ وغیرہ ہیں۔

اسماء تو کیا وہ تمہارے نانیہال کے نہیں ہوئے۔

محمد حضرت عائشہ دوسری ماں سے ہیں۔ میں دوسری ماں سے ہوں۔

اب سامان سفر کا ہو گیا۔ بڑھیا اور اسماء ہودج میں سوار ہو گئیں۔ اسماء نے چلتے وقت محمد سے کہا کہ امید ہے کہ میں تم کو جلد دیکھوں

محمد ہاں بہت جلد پھر ملاقات ہوگی۔ یا تو میں خود عنقریب مکہ میں آؤں گا یا میں اگر کسی وجہ سے نہ آسکوں تو کسی کو بھیج کے منگوا لوں گا۔ تم بالکل اطمینان رکھو مگر (دلی زبان سے) حسن کی الفت کو اپنے دل میں جگہ ندینا۔ اسماء یہ سنکر اوس کی طرف دیکھکے مسکرائی اور رخصت ہو گئی۔

عائشہ ام المومنین

یہ قافلہ مدینہ سے نکلکر اب قبا میں پہنچا وہاں لوگ اترے اسماء اپنی ماں کی قبر پر گئی اور اوس سے لپٹ کے زار زار رونے لگی اوس کے رنج وغم کی حالت دیکھکر عبید ابن سلمہ نے وہاں ٹھیرنا مصلحت نہیں سمجھا فوراً اونٹ پر اوسکو سوار کرا دیا اور روانہ ہو گئے۔ راستہ میں اوس سے مختلف قسم کی باتیں کرتے رہے مدینہ سے چار میل جا کر احد کا پہاڑ ملا۔ عبید ابن سلمہ نے اوسکا دل بہلانے کے لئے اوس کے واقعات بیان کرنے شروع کئے۔ تیسرے روز ظہر کے وقت وہ موضع سرف میں پہنچے۔ جہاں سے مکہ صرف ۹ میل رہجاتا ہے یہاں پہنچکر عبید ابن سلمہ نے قافلہ ٹھیرا دیا اور یہیں اوترنے کا بندوبست کرنے لگے اسماء نے بڑھیا سے پوچھا کہ اب تو مکہ قریب ہے یہ یہاں کیوں اترتے ہیں۔

بڑھیا۔ یہاں ام المومنین ٹھیری ہوئی ہیں اب اون سے ملاقات کریں گے۔

یہ کہکر اوس نے اشارہ سے تبلایا اسمار نے دیکھا کہ ایک بہت بڑا سُرخ خیمہ ہے۔ اوس کے گرد بہت سے اونٹ اور حشم خدم ہیں یہ اپنے دلمیں بہت خوش ہوئی کہ غالباً اب یہ مدینہ جاتے ہیں اِنہیں کے ہمراہ ہم سب بھی واپس چلینگے۔ اب پھر محمد سے بہت جلد ملاقات نصیب ہوگی اور اسما اُن کے پاس چلنے کے لئے اپنے کپڑوں کو درست کرنے لگی اور بڑھیا سے کہا کہ چلو ام المومنین کے پاس چلیں

بڑھیا۔ ابھی ٹھیر جاؤ عبید ابن سلمہ کے ساتھ چلینگے؛

اِسماء۔ تو کیا ام المومنیں یہان زیادہ ٹھیریں گی؟ یہ سُنکر بڑھیا نے وہاں جاکر ایک ساربان سے دریافت کیا اوس نے کہا کہ تھوڑی دیر سے ٹھیر بجاہیں اب مدینہ کو روانہ ہو۔ لی ہیں۔ اوس نے اسمار سے آکے کہا۔ اسمار نے کہا کہ ہم بھی تو اونہیں کے ہمراہ چلینگے۔

بڑھیا۔ ملاقات کے بعد وہ جو حکم دینگی وہی کرینگے۔

اسماء۔ تو عبید ابن سلمہ کے ساتھ چلنے کی کیا ضرورت ہے آؤ ابھی چلیں۔

بڑھیا۔ اچھا آؤ چلیں نہیں تو خوف ہے کہ وہ مدینہ کو روانہ ہو جائینگی

اسماء۔ تم پہلے بھی اُن کے پاس کبھی گئی ہو

بڑھیا۔ ہاں میں مدتوں اون کے باپ کے گھر رہی ہوں اور یہ جب چھوٹی تھیں تو اِن کو میں نے بہت کھلایا ہے۔ اب یہ دونوں یہاں سے چلیں خیمہ کے پاس پہنچکر اندر جانے کی اجازت مانگی اجازت ملنے پر اندر گئیں۔ سامنے صدر خیمہ میں ایک گدا بچھا ہے جسپر ایک ریشمی غلاف ہے اوسپر ام المومنین بیٹھی ہوئی ہیں۔ اونکا قد متوسط بدن سڈول اور پُر گوشت ہے دونوں آنکھوں کی معمول سے زیادہ روشنی یہ ثابت کرتی ہے کہ اُن کو ایک خاص ذہانت ایزد نے عطا کی ہے۔ بڑی بڑی آنکھیں ہیں۔ دونوں پیوستہ ابرو اون کو ہلال کو اور بڑھا رہے ہیں۔ سر پر ایک خمار (اوڑھنی) ہے۔ ایک حریر کی چادر

اوپر سے اوڑھے ہوئے ہیں جس سے تمام جسم اونکا چھپا ہوا ہے اون کا سن اسوقت (۴۳) سال کا ہے مگر اون کے نورانی چہرے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مشکل اون کی عمر ۳۲ برس کی ہوگی +

اسماء گو نہایت مضبوط دل رکھتی تہی - امام علیؑ اور امراء اسلام کو بھی دیکھے ہوئے تھی مگر یہاں اوس کے دلپر ایسی ہیبت چھاگئی کہ اوس کے حواس بجا نہ رہے چہرے سے بالکل خوف کے آثار معلوم ہوتے تھے - اُنہوں نے نہایت خاطر سے انکو بٹھلایا - بڑھیا نے چاہا کہ میں ہاتھوں کو بوسہ دوں مگر انہوں نے منع کیا اور کہا کہ خالہ بیٹھ جاؤ - اسوقت اون کی صورت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بڑے غور میں ہیں - تہوڑی دیر تک خاموش رہیں پہر بڑھیا کی طرف دیکھہ کو مسکرائیں اور پوچھا کہ یہاں کس کام کو آئی ہو اور محمد کو کس حال میں چھوڑا - ؟

بڑھیا - محمد اچھی طرح ہے اونہی اوسکو (اسماء کیطرف اشارہ کرکے) آپکے پاس بہیجا ہے کہ یہ کچھہ دنوں آپ کے ساتھہ رہے - اونہوں نے اسماء کیطرف دیکھا اور کہا کہ تو میرے بہائی کی امانت ہے اور بجائے میری بہن کے ہے بڑھیا کی طرف مخاطب ہوکر - شائد تم اسی خیال سے آئی ہوگی کہ مکہ میں میرے ساتھ کہو

بڑھیا - جی ہاں -

عائشہ - اچھا اب تو میں مدینہ جارہی ہوں تم مکہ میں جاکر میرے قیام گاہ میں ٹھیرو - میں بہی بہت جلد واپس آتی ہوں یا میرے ساتھہ ہی مدینہ کو پلٹ چلو - اسماء نے سر اوٹھاکے کچھہ کہنا چاہا لیکن اوس کی زبان خوف سے نہ اوبہر سکی اوسپر انہوں نے فرمایا کہ تو عنقریب ہماری قرابت مند ہوا چاہتی ہے - خوف کیوں کرتی ہے -

بڑھیا - آپ شائد نہ واقف ہوں یہ یزید اموی کی بیٹی ہیں ابھی حال میں شام سے آئی ہیں اہل حجاز کی طرز و انداز سے بالکل ناواقف ہیں -

عائشہ - اب عنقریب حجازی ہوجائے گی -

فوری انقلاب

یہ کہکر وہ چپ ہوگئیں۔ تہوڑی دیر کے لعبد پہر بوڑھیا سے سوال کیا کہ تم دونوں تنہا آئی ہو یا کسی کے ساتھہ۔

بڑھیا۔ ہم آپ کے ماموں عبید ابن سلمہ کے ہمراہ آئے ہیں۔

عائشہ۔ گہبرا کے۔ آہا۔ وہ بہی آئے ہیں۔ کہاں ہیں۔

بڑھیا۔ بس اب آپ کی خدمت میں آتے ہی ہوں گے۔

لیکن انکو صبر نہ آیا۔ فوراً ایک غلام کو پکار کر حکم دیا کہ انکو بلا لائے۔ جب وہ خیمے کے اندر آئے تو انہوں نے نقاب لٹکا لیا اور بڑے تپاک سے ادن سے گفتگو شروع کی۔

عائشہ۔ جب تم مدینہ سے چلے وہاں کی کیا حالت تھی۔

عبید ابن سلمہ۔ وہاں کا حال تو یہ ہے کہ خلیفہ عثمان کو لوگوں نے قتل کر ڈالا۔ یہ سنتے ہی ادن کی حالت بالکل بدل گئی آنکھیں غصہ سے ایسی سرخ ہو گئیں کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ ان سے چنگاریاں نکل پڑیں گی نہایت جوش و غضب کی آواز میں پوچھا کہ پہر کیا ہوا۔

عبید ابن سلمہ۔ ان کے قتل پر لوگوں نے حضرت علی کے ہاتہوں پہ بیعت کی اور وہ خلیفہ ہوئے۔

یہ سنکر وہ مضطربانہ کہڑی ہوگئیں آسمان کیطرف ہاتہہ اوٹھا کر اور زمین کیطرف اشارہ کرکے کہا کہ کاش تو اسپر ٹوٹ پڑے یہ غضب کہ خلیفہ عثمان قتل ہوں اور حضرت علی خلیفہ ہوں یہ کہتی ہوئی وہ خیمہ کے باہر چلی گئیں اور حکم دیا کہ مکہ پلٹ چلو۔ اب میں مدینہ نہیں جاؤں گی حضرت عثمان ظلم سے قتل کئے گئے میں ضرور ان کے خون کا بدلہ لوں گی۔

عبید نہایت مستقل مزاج شخص تہے وہ پہلے ہی سے سمجہے ہوئے تہے

کہ یہ حالت سُنکر ام المومنین کی یہ حالت ہوگی۔ اِسلیئے وہ ہر ایک بات جو آپ پیشتر سے ہی سے سوچے ہوئے تھے۔ جب وہ اندر پلٹ کر آئیں تو اُن سے کہا کہ پہلے تو آپ ہی نے یہ کہا تھا کہ عثمان کو قتل کرو وہ مستوجب قتل ہے رسول اللہ کا قمیص اور موئے مبارک آپ نے نکالا اور یہ کہا کہ دیکھو اون کا قمیص اور بال تو پرانا نہیں ہوا لیکن دین پرانا ہو گیا +

عائیشہ میرے کہنے سے کیا ہوا ان لوگوں نے اپنی اغراض سے اون کو قتل کیا ہے میں نے کبھی غصہ میں کہا تھا کیا میں ان کی فضیلتوں سے واقف نہیں ہوں۔

عبید اب آپ جو کچھ کہئے۔ یہ سنکر باہر چلی گئیں اور فوراً تیاری کر کے سوار ہوئیں اسمار اور بڑھیا کو بھی حکم دیا کہ تم دونوں بھی ہمارے ہمراہ چلو اب یہ قافلہ مکہ کو روانہ ہوا۔ تھوڑی دیر میں یہ لوگ مکہ پہنچ گئے اون کی سواریاں مسجد کعبہ کے پاس کھڑی ہوئیں اور سب لوگ وہیں اُتر گئے حضرت عائشہ اوتر کر فوراً ایک حجرہ میں چلی گئیں جو صدر کعبہ کے کنارے پر ہے اور جس کی بابت یہ مشہور ہے کہ یہاں حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کی قبر ہے اُن کے پیچھے اسمار اور بڑھیا بھی اسی حجرہ میں گئیں۔

خون کا دعویٰ

حضرت عائشہ کے وہاں پہنچتے ہی تمام اہل مکہ آ کر جمع ہو گئے۔ سب سے آگے عبد اللہ ابن عامر تھے جو اس وقت حکومت کیطرف سے شریف مکہ تھے۔ سب ہون نے ام المومنین کو سلام کیا یہ نقاب لٹکا کر کھڑی ہو گئیں معلوم ہوتا تھا کہ نہایت جلال میں ہیں۔ سب لوگ ان کی بات سُننے کے لئے خاموش ہو گئے۔ اونہوں نے نہایت بلند آواز سے کہنا شروع کیا۔ مسلمانوں کیا تم نے بصرہ کوفہ مصر کے اور مدینہ کے لوگوں کا حال نہیں سُنا؟ انہوں

متفق ہو کر ظلماً خلیفہ کو قتل کر ڈالا۔ بلیا دصرف اسقدر کہ کیوں وہ قرابت مندوں کو عہدے دیتا ہے حالانکہ یہ پہلے بھی ہوتا رہا۔ اور کیوں دریا کو اور بازار کو اپنی کشتی یا اپنی تجارت کے لئے مخصوص کر دیا ہے اوسنے اس سے توبہ کی اور ان کے حسب منشا کر دینے کا وعدہ کیا جب اُن ظالموں کو کوئی موقع نہ ملا تو انہوں نے بغاوت کی۔ ماہ حرام میں خاص حرم میں انہوں نے اوسکو قتل کیا۔ میں قسم کھا کر کہتی ہوں کہ ایک اونگلی عثمان کی ایسے ایسے دنیا کے آدمیوں سے بہتر ہے۔ اگر بالفرض یہ لوگ جو الزام اوس پر لگاتے ہتے وہ کوئی گناہ بھی تھا تو وہ اُس سے اسطرح بری ہو گئے جسطرح سونا میل سے"

اس کلام کا لوگوں پر بڑا اثر ہوا۔ عبداللہ ابن عامر نے سب کو مخاطب کر کے کہا کہ حضرت عثمان کے خون کا مطالبہ کرنے والا پہلا شخص میں ہوں اور تمام لوگ بھی اس ارادہ پر مستعد ہو گئے۔ اسماء نہایت تعجب میں تھی کہ ہرچند وہ خیال کرتی تھی لیکن حضرت علی سے حضرت عثمان کے خون کے مطالبہ کا کوئی سبب سمجھ میں نہیں آتا تھا۔ بڑھیا اُسوقت اُس کے پاس ہی سر جھکائے ہوئے بیٹھی ہوئی تھی اسماء نے اوس سے کچھ دریافت کرنے کے لئے اوس کی طرف سر اوٹھایا۔ اوس کو متوجہ ہوتے دیکھکر وہ سمجھ گئی کہ یہ اس معاملہ میں کچھ دریافت کرنا چاہتی ہے۔ فوراً اشارہ سے منع کر دیا اسماء اوس کے اس انداز سے سمجھ گئی کہ اس میں کوئی خاص راز ہے جس کو یہ جانتی ہے لیکن کسی وجہ سے بیان نہیں کرتی ہے۔

اوس وقت آفتاب بالکل غروب کے قریب تھا۔ ام المومنین نے سب سے کہا کہ اب جاؤ اور خود اپنے مکان کی طرف روانہ ہوئیں اسماء وغیرہ بھی اون کے ساتھ ہی ساتھ تھیں۔ اسماء نے یہ اپنے دل میں ٹھان لیا تھا کہ جب ام المومنین کو فرصت ہو گی تو اس کا سبب دریافت کروں گی وہاں پہنچکر دہشت سے ان کے پاس بیٹھنے کی اُس کو جرأت نہ ہوئی۔ رات کو وہ دونوں الگ مکان سے ایک جانب ایک حجرہ میں سوئیں صبح کو بڑی سویرے وہ اٹھکر آہستہ سے بڑھیا سے کہا کہ

میرے دل کو نہایت بیتابی ہے۔ تم خدا کے واسطے جلد مجھ سے اس معاملہ کی حقیقت
بیان کرو۔
بڑھیا۔ کس معاملہ کی حقیقت۔
اسماءؓ۔ کل جو ام المومنین نے کعبہ میں بیان کیا اس سے صاف معلوم ہوتا ہے
کہ ظاہری طور پر حضرت علیؓ سے عداوت رکھتی ہیں مجھے یہ امید تھی کہ یہ لوگ
اتفاق سے رہیں گے اور اصلاح امت کیطرف متوجہ ہوں گے نہ کہ باہمی عداوت
کر کے امت کو اور خراب کر دیں گے۔ بوڑھیا یہ سنکر چاروں طرف دیکھنے لگی اوسکی
صورت سے معلوم ہوتا تھا یہ اس راز سے خوب واقف ہے۔ لیکن بیان کرتے
کسی وجہ سے ڈرتی ہے اسماء نے نہایت اصرار کیا۔ تب اس نے کہا کہ اسکی
واقعی وجہ میرے سوائے غالباً بہت کم لوگ جانتے ہوں گے۔ مگر میں اس کے
ظاہر کرنے سے بہت ڈرتی ہوں۔ اسماء اب نہایت مشتاق ہو گئی۔ اخفائے راز
کی قسم کھائی اور بالکل اوس کے قریب بیٹھ گئی۔ بڑھیا نے اس کے کان سے
منہ لگا کے کہنا چاہا کہ جھٹ دروازہ پر کچھ آہٹ معلوم ہوئی وہ فوراً اس سے
الگ ہو کے بیٹھ گئی۔ اسماء نے کواڑ کھولا تو ایک حبشی لونڈی تھی اُسنے کہا کہ
چلو تم دونوں کو ام المومنین بلاتی ہیں۔ اسماء خوش ہوئی کہ اون کے پاس
چلکر کچھ حال معلوم ہو گا۔

امام علیؑ اور شہادت حضرت عثمانؓ

یہ دونوں ام المومنین کے کمرہ میں پہونچیں وہ ایک بیش قیمت سجادہ پر بیٹھی ہوئیں
تھیں اسوقت انہوں نے جلباب کو اتار دیا تھا اون کی پرجلال صورت جسمیں ایک
بزرگانہ رعب بھی معلوم ہوتا تھا نہایت رونق دار تھی اون کی گردن میں حمائل
اور کئی طلے نار پڑے تھے۔ دونوں سلام کر کے بیٹھ گئیں بوڑھیا کی طرف
مخاطب ہو کے انہوں نے پوچھا کہ حضرت عثمانؓ کو لوگوں نے کسطرح قتل کیا۔

بڑھیا اونہیں کے گھر میں عین ان کے فرش پر لوگوں نے انکو قتل کیا دروازہ
وغیرہ بھی جلا دیا +

عائشہ۔ لیکن کس نے قتل کیا۔ اور کسطرح قتل کیا؟ یہ سنکر تھوڑی دیر وہ چپ
رہی پھر کہنے لگی کہ اس کی تفصیلی کیفیت تو میں بیان نہیں کر سکتی۔ ہاں البتہ اسماء
وہاں حاضر تھی یہ سنکر اسماء کیطرف مخاطب ہوئیں۔ اور پوچھا کہ قتل کے وقت خلیفہ
کے گھر میں تو موجود تھی۔

اسماء۔ جی ہاں میری آنکھوں کے سامنے خلیفہ قتل ہوئے اور اس تمام واقعہ
کو اول سے آخر تک میں نے دیکھا۔

عائشہ۔ میرے ہم ماں کا کیا حال تھا" اس سوال کا جواب اسماء کو نہایت مشکل معلوم
ہوا کیونکہ اس واقعہ کے ضمن میں محمد اور اس کے الزام کا بھی ذکر آتا مگر اوس نے
مجبوراً اول سے آخر تک مفصل حال بیان کیا۔

حضرت عائشہ نے اسکے بعد پوچھا کہ اچھا انکو قتل کسنے کیا۔

اسماء دو شخصوں نے میں انکو بالکل نہیں پہچانتی۔ مگر قرینہ سے کہہ سکتی ہوں کہ
وہ معمولی عرب تھے۔ یہ سنکر اونہوں نے ایک سرد آہ کھینچی اور کہا کہ افسوس معمولی
اولباش خلیفہ وقت کو قتل کریں اور صحابہ کبار بیٹھے دیکھا کریں نہ تلوار سے روکیں نہ
زبان سے منع کریں ۔

اسماء۔ ان لوگوں نے خلیفہ کی مدد میں کوئی کمی نہیں کی حضرت علی نے اپنے
دونوں بیٹوں حسن اور حسین کو خلیفہ کے مکان پر باغیوں کے دفع کرنے کے
لئے بھیجدیا اور تمام صحابہ کبار نے اپنے اپنے لڑکوں کو بھیجدیا میں نے اپنی آنکھوں
سے دیکھا ہے کہ حسن باغیوں کو دفع کرتے تھے اور ان کے ہاتھ میں ایک ننگی
تلوار تھی اور ان کے تمام کپڑے خون آلودہ تھے۔ بلکہ خلیفہ مرحوم نے قسم دیدے
دیکر اونکو منع کیا مگر وہ برابر دفع کرتے رہے یہ سنکر وہ ہنسیں گویا ان کے خیال میں
یہ قول بالکل بیکار تھا۔ اونہوں نے کہا کہ کیا تو یہ اعتقاد رکھتی ہے کہ اگر حضرت علی دفع

کرنا چاہتے تو باغی نہ دفع ہوتے۔ ان کی کیا مجال تھی۔ لیکن انہوں نے کیا تو کیا ... ...

اسماء میں اسبات کو کہہ سکتی ہوں کہ حضرت علی اس بغاوت کے بالکل خلاف تھے میں نے پہلے دن جو رسول اللہ کی قبر پر ان کے دلی خیالات سُنے تھے میں اس سے ان کی نیت کو پاک سمجھتی ہوں اور ان کے دل میں نہ خلافت کی خواہش تھی نہ باغیوں کے موافق تھے خلیفہ کے سچے خیرخواہ تھے وہ اپنے قول و فعل میں مخلص ہیں۔ ہاں اگر قاتلین کو آپ مجرم قرار دیں تو البتہ ایک بات بھی ہے عائشہ قاتلین کے مجرم ہونے میں تو کوئی شک نہیں ہے مگر مجھے نہیں معلوم اون کے سرگروہ کون لوگ تھے مجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ محمد بھی باغیوں میں شریک تھا مگر یہ بعید نہیں کیونکہ وہ علی کا ربیب ہے۔ اسماء کو یہ سنکر نہایت غیرت آئی اور سنے محمد کی برأت کی بابت کچھ گفتگو کرنی چاہی مگر یہ خیال آیا کہ ایسا نہو کہ اس ضمن میں کوئی لفظ جھوٹ زبان سے نکلجائے اسلئے خاموش رہی حضرت عائشہ نے پھر کہا کہ اسمیں شک نہیں کہ عثمان سے بعض معاملات میں غلطی ہوئی لیکن وہ ایسی تھی کہ اون کو سمجھایا جاتا نہ کہ وہ مستوجب قتل ہوں یہ سنکر اسماء کو جرأت ہوئی کہ وہ ام المومنین سے حضرت عثمان کی غلطی کا مفصل حال سُنے اسنے کہا کہ محمد کی زبانی بھی میں نے یہی سُنا تھا لیکن اسکا قول تھا کہ وہ مستوجب قتل تھے یہ سنکر طیش سے ان کی آنکھیں لال ہوگئیں اور کہا کہ محمد کیا جانے اگر یہاں ہوتا تو میں دلیل سے ثابت کر دیتی کہ اسکا یہ خیال غلط ہے وہ باغیوں کے باعث دیگر گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوا ہے۔ اسماء کچھ کہنا چاہتی تھی کہ باہر سے ایک لونڈی آئی کہ دروازہ پر بہت سے امراء کھڑے ہیں حضرت عائشہ نے نقاب لٹکا لیا اسماء اور بڑھیا وہاں سے اپنے حجرہ میں چلی آئیں

سخت بخار

حجرہ میں آتے ہی اسماء کو سخت بخار آیا بڑھیا نے فوراً بستر لگا دیا وہ لیٹ رہی بڑھیا نے کہا تکان کی وجہ سے حرارت آ گئی ہے کوئی پرواہ کی بات نہیں اسماء نے اسکا کچھہ جواب نہیں دیا اُسپر بالکل سکوت چھایا ہوا تھا اور صورت سے معلوم ہوتا تھا کہ اسوقت جو بات اس سے کہی جائے گی مشکل سے سمجھیگی آنکھیں شدت بخار سے سرخ ہو گئیں ہیں اور بدن ایسا گرم ہے کہ ہاتھ مشکل سے رکھا جاتا ہے بڑھیا سخت حیران ہوئی ادہر ادہر گئی دو تین سے اُس نے پوچھا کہ ایک لڑکی کی یہ کیفیت ہے میں کیا کروں سبھوں نے یہ صلاح دی کہ شہد پلاؤ وہ اس کے پلانے کے لئے شہد لے گئی مگر وہ بالکل غفلت میں تھی کچھہ جواب نہ دیا یہ مجبور ہو کر اُس کے سرہانے بیٹھ گئی تھوڑی دیر کے بعد کچھہ آثار نیند کے معلوم ہوئے اور ظاہر ہوتا تھا کہ یہ سو گئی ہے بڑھیا خوش ہو کر اسے سوتی ہوئی چھوڑ کر باہر چلی کہ اُس کے علاج کے لئے کچھہ دریافت کرے ابھی وہ گھر سے نکلی ہی نہیں تھی کہ اُس نے اسماء کو بولتے سنا فوراً پلٹی کہ شاید کسی ضرورت سے مجھکو نہ بلاتی ہو۔ لیکن اُسوقت وہ ہذیان میں تھی کروٹیں بدلتے بدلتے اوس کے پیراہن کے تکمے کھل گئے۔ آستین چڑھ گئی تھی بڑھیا نے چاہا کہ اُسکے کپڑوں کو ٹھیک کر دوں مگر یہ خیال آیا کہ ایسا نہو یہ بیدار ہو جائے اسلئے وہ پھر خاموش ہو کر اوس کے سرہانے بیٹھ رہی اسکی کلائی کو صلیبی نشان اور گلے کے مسیحی تعویذ پر جب نظر پڑی تو حیران ہوئی اوسنے یہ خیال کیا کہ یہ یا تو کسی عیسائی کی لڑکی ہے یا عیسائیوں کے گھر اسنے پرورش پائی قرینہ اور فراست سے بھی اُسنے خیال کیا کہ یہ ہرگز یزید اموی کی بیٹی نہیں ہو سکتی وہ اسی لاینحل معمے میں سوچتی رہی۔

تھوڑی دیر کے بعد اسماء نے اور کروٹ لی اور پھر ہذیان کرنے لگی بڑھیا نے

عوزسے کان لگایا وہ کہہ رہی تھی کہ آہ میری ما۔ آہ میری مریم آہ مولا علی۔ آہ ابوالحسن۔ راز کیونکر ضایع ہوگیا میرے دلسوز محمد آہ۔ نہیں افسوس تو نے خلیفہ کو قتل کیا تو ملنے کے قابل نہیں ہے تجھ سے دور رہنا بہتر ہے لیکن نہیں۔ میری امید! میری آرزو۔ میری تمنا محمد آ تیرا نام ایسا پیارا ہے کہ مرتے دم میری ماں کی زبان سے نکلا تھا ہائے میری ماں افسوس تو نے یہ نہ مجھکو بتایا کہ کون میرا باپ تھا اتنا ہی تو نہیں معلوم ہوا کہ وہ مرگیا یا زندہ ہے ہائے افسوس۔ اس کے بعد پھر منہ ہی منہ میں کچھ کہنے لگی جسکو بڑھیا نہ سمجھ سکی وہ آہستہ سے اس کے سرہانے بیٹھی رہی اوس کو سخت تعجب تھا کہ یہ معاملہ کیا ہے۔ اسکو سنکر اسکا پہلا خیال درجہ یقین کو پہنچ گیا کہ یہ یزید اموی کی بیٹی نہیں ہے اور سخت حیران تھی کہ اسکو اپنے باپ کا نام کیوں نہیں معلوم ہے۔

ام الفضل

وہ ابھی حیرت میں تھی کہ ایک لونڈی آئی اوس نے کہا کہ ام الفضل تجھسے ملنے کے لئے آرہی ہیں ان کے آنے سے یہ بہت خوش ہوئی اور فوراً اُس کے لینے کے لئے دروازہ تک آئی ان کی عمر تقریبًا ساٹھ سال کی ہوگی صورت سے نہایت ثقاہت برس رہی ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے نہایت نیک طبیعت پائی ہے یہ نہایت آہستہ آہستہ اپنی عادت کے موافق آئیں مکان کے اندر پہنچکر بیٹھ گئیں۔ بڑھیا بھی اون کے پاس بیٹھ گئی اونہوں نے بوڑھیا سے پوچھا کہ اس حجرہ سے مجھکو بخار کی بو محسوس ہورہی ہے کون بیمار ہے؟۔

بڑھیا اسوقت بڑی موقع سے آپ تشریف لائی ہیں مجھے امید ہے کہ آپ کی وجہ سے میری مشکل حل ہوجائے گی

ام الفضل مجھے ابھی تیرے آنے کا حال معلوم ہوا۔ تو میں دوڑی آئی ہوں

کہ خلیفہ کے قتل ہونے کی کیفیت سنوں مگر اب پہلے یہ بتادو کہ تیرے یہاں بیمار کون ہے۔؟

بڑھیا۔ ایک لڑکی ہے اسکا نام اسماء ہے۔ مدینہ سے اُسکو آپکے بھانجے محمد ابن ابوبکر نے ام المومنین کے پاس بھیجا ہے کہ انکے پاس وہ چند دنوں سے ہے۔

ام الفضل۔ محمد کو اس کے ساتھ کیا تعلق ہے۔

بڑھیا پہلے جھک کے اسماء کی طرف کیطرف دیکھنے کہ ایسا نہو کہ وہ جاگ رہی ہو پھر آہستہ سے اُن کے کان سے منہ ملا کر محمد کا یہ ارادہ ہے کہ اسکے ساتھ نکاح کریں

ام الفضل یہ کہاں کی رہنے والی ہے اور کون ہے۔

بڑھیا۔ یہ یزید اموی کی بیٹی ہے ابھی حال میں شام سے آئی ہے اس کی ماں قبا میں مرگئی اور باپ خلیفہ کے ساتھ مقتول ہوگیا۔ ام الفضل نے اسکے بعد کچھ خبریں پوچھنے کا ارادہ کیا مگر اسماء کی کراہنے کی آواز آئی یہ سنکر وہ فوراً اسکے دیکھنے کے لئے حجرہ میں چلی گئی۔ اسماء اُسوقت پسینہ میں تر تھی اوسکا بخار ابھی کم ہوگیا تھا اور ہوش میں تھی۔ ام الفضل کو آتے ہوئے دیکھکر جلدی جلدی اپنے کپڑوں کو درست کرنے لگی اور لپٹنے کا ارادہ کیا مگر انہوں نے اس کے اوپر ہاتھ رکھ کے منع کیا اور اوس کے قریب ہی وہ بیٹھ گئیں اسماء ادب سے ایک طرف بیٹھی۔ لیکن وہ اُنکو جانتی نہ تھی اس وجہ سے کچھ متحیر تھی بوڑھیا نے اس سے مخاطب ہوکے کہا کہ یہ ام الفضل ہیں۔ انکا نام لبابہ ہے یہ محمد ابن ابوبکر کی خالہ اور اُن کی والدہ اسماء کی بہن ہیں حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے بعد جو عورت اسلام لائی یہی ہیں حضرت عباس رضی رسول اللہ کے چچا کی زوجہ اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی کی ماں ہیں۔ ام المومنین حضرت میمونہ ان کی بہن تھیں یہ حالات سنکر اسماء کے دلمیں انکی ہیبت و وقعت بڑھ گئی اور ان کے تشریف لانے سے بہت خوش ہوئی۔ ام الفضل نے اُن کی طبیعت کا حال پوچھکر پھر محمد کا حال دریافت کیا۔ اسماء کو حیرت ہوئی کہ اُنکو کیونکر یہ حال معلوم ہوگیا

جو انہوں نے مجھ سے آتے ہی محمد کا سوال کیا بوڑھیا نے یہ سنکر کہا کہ یہ سب حال جانتی ہیں تعجب کی کیا بات ہے۔ اسما نے شرم سے گردن جھکا لی۔

ام الفضل اب بوڑھیا کی طرف مخاطب ہوئیں اور پست آواز سے جسکو کوئی غیر نہ سننے پائے اوس سے کہا کہ تم ام المومنین سے ملی تھیں اونکا کیا خیال ہے۔

بڑھیا۔ کچھ نہ پوچھئے قتل کا بدلہ لینے کے لئے مستعد ہیں اور لوگوں کو آمادہ کر رہی ہیں۔

ام الفضل مینے سنا ہے کہ کل جب یہاں وہ آئیں تو انہوں نے لوگوں کو خون کا بدلہ لینے کیلئے آمادہ کیا اور سب سے پہلے حاکم مکہ اُسکے لئے مستعد ہوا ہے۔

بڑھیا۔ ہاں مینے اپنے کانوں سے سُنا آنکھوں سے دیکھا اسما بھی تھی میرا خیال ہے کہ وہ اب ضرور کچھ کرینگی۔

ام الفضل سنتی ہوئی اپنا کان اس کے منہ سے ملا کے تو نہیں جانتی کہ ام المومنین کا علی کی نسبت پہلے سے ہی کیا خیال ہے۔ بڑھیا یہ سنکے زبان دابکے چپ ہو گئی جسکا مطلب تھا کہ وہ اب اس معاملہ میں گفتگو یا غور کرنا نہیں چاہتی

ام المومنین نے کہا کہ اللہ خیر کرے تمام مکہ والے مستعد ہیں۔ بنی امیہ بھی سب مدینے سے یہیں چلے آئے ہیں طلحہ زبیر بھی آنے والے ہیں۔ بصرہ کوفہ یمن و شام میں لوگوں کو برانگیختہ کرنے کے لئے قاصد بھیجے گئے ہیں۔

بڑھیا شام میں کسی کے جانے کی کیا ضرورت ہے وہاں تو حضرت معاویہ حضرت عثمان کے چچازاد بھائی خود موجود ہیں۔ علاوہ بریں خلیفہ مقتول کا خون آلودہ پیراہن بھی وہیں بھیجا گیا ہے وہ لوگ تو یونہیں مستعد ہیں ام الفضل کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور انکو یہ خیال ہوا کہ مسلمانوں میں باہم اب ایک بہت بڑا فتنہ ہوا چاہتا ہے

خلیفہ عثمانؓ پر الزامات

اسما یہ سب گفتگو سن رہی تھی وہ اپنے خیالات کے ظاہر کرنے کا کوئی موقع

نہیں پاتی تھی۔ ام الفضل کی آنکھوں کے آنسو دیکھکر اُس نے کہا کہ اب مجھکو تاب نہیں ہے۔ اس معاملہ میں اب میں بھی کچھ کہنا چاہتی ہوں اجازت ہے؟

ام الفضل کہو کیا کہتی ہو۔

اسماء۔ میں خود خلیفہ کے قتل کے وقت موجود تھی۔ باغیوں کی حالت بھی میںنے دیکھی مجھے یقین ہے کہ لوگوں نے انہیں ظلماً قتل کیا اونکا کوئی جرم نہیں تہا البتہ مروان کا سارا قصور تھا محمد کے قول پر مجھے سخت تعجب آتا ہے وہ کہتے ہیں کہ یہ مستوجب قتل تھے میںنے وجوہات پوچھیں تو کچھہ بھی نہیں بیان کیا۔

ام الفضل۔ اس کی حقیقت مجھ سے پوچھو۔ میں عثمان کو جہالت کے زمانہ سے جانتی ہوں۔ اون کے برتاؤ ان کی طرز سے میں خوب واقف ہوں اونکو مزاج میں کسی قسم کا شر نہیں تھا۔ اگر نیک مزاج وزیر یا مشیر اونکو ملتا تو یہ نوبت کبھی نہ آتی اون کے اوپر جو لوگ الزامات لگاتے ہیں وہ یہ ہیں۔

(۱) تمام دنیا جانتی ہے کہ صحابہ نے اسلام کی مدد کی اور اوس کی حدود حکومت کو وسیع کیا اور تمام ممالک اونہیں لوگوں نے فتح کئے۔ امارت یا عہدوں کے لئے اون سے زیادہ کوئی حقدار نہیں ہے۔ چنانچہ حضرت عمر کے زمانہ تک اونہیں کو عہدے ملتے رہے حضرت عثمان نے ان لوگوں کو معزول کر دیا۔ اون کی بجائے اپنے قرابت مندوں کو مقرر کیا۔ جیسے عمر ابن العاص حاکم مصر تھے یہ وہ شخص ہیں کہ انہوں نے خود مصر کو فتح کیا اسلامی جھنڈا یہاں انہیں کے ہاتھوں سے گاڑا ہوا ہے۔ اون کو تو موقوف کر دیا اور بجائے اون کے عبداللہ کو مصر کا حاکم مقرر کیا جو اُن کا رضاعی بھائی ہے۔ حالانکہ یہ عبداللہ ان لوگوں میں سے ہے جو اسلام لاکر پھر مرتد ہوگئے تھے فتح مکہ میں حضرت عثمان نے خود اس کے لئے امان مانگی تھی۔

(۲) بیت المال میں اونہوں نے فضول خرچی سے کام لیا اپنے اُن قرابت مندوں کو دینے لگے جن کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے محروم کر دیا تھا گو وہ

خود بالکل فقیرانہ خورش وغیرہ رکھتے تھے۔

(۳) عام بازاروں میں خاصکر مدینہ کے بازاروں کی بعض بعض چیزوں پر بہت محصول بڑھا دیا تھا۔ اور یہ حکم تھا کہ کوئی نہ خریدے تا وقتیکہ اونکا کارندہ کل ضروریات کی چیزیں نہ خرید لے۔ دریائے میں کسی کی تجارت کی کشتی سوائے خلیفہ کے نہیں چل سکتی تھی۔

(۴) بڑے بڑے جلیل القدر صحابیوں کے ساتھ اونہوں نے اچھا برتاؤ نہیں رکھا حضرت عبد اللہ ابن مسعودؓ۔ ابو ذر الغفاریؓ کو جلاوطن کر دیا گیا کعب ابن عبدہ ۔ اشتر نخعی کی آبروریزی کی اگر اوسکا قصہ بیان کروں تو بہت طویل ہوگا

(۵) اپنے لوگوں کو انہوں نے خاص اراضیات اور جاگیریں دیں جو کسی طرح انکو نہیں مل سکتی تہیں۔ ان باتوں کو ام الفضل نہایت آہستہ آواز سے کہہ رہی تھی کہ ایسا نہو کہ کوئی سن لے اور ام المومنین کو خبر کردے۔ (ممارہمہ تن انہیں کی باتوں کی طرف متوجہ تھی حضرت عثمان پر یہ الزامات سنکر وہ کسی قدر خوش ہوئی۔ کیونکہ اوس کو محمد کیطرف سے ایک عذر کیصورت دستیاب ہوئی مگر اوس کو نہایت نقاہت تھی اب پھر اسیر غفلت طاری ہوگئی اور اسی بستر پر وہ بیخبر ہوگئی تھوڑی دیر کے بعد جب یہ اچھی طرح معلوم ہوا کہ اسکو نیند لگ گئی ہے تو ام الفضل بڑھیا کو قریب ہی ایک کھجوروں کے باغ میں لیگئیں وہاں واقعہ کی مفصل کیفیت اس سے دریافت کی حضرت عائشہ ابھی تک اپنے کمرہ میں بیٹھی ہوئی امراء سے باتیں کر رہی تہیں۔ ان لوگوں کے چشم قدم اسی باغ میں تہے اسلئے یہ دونوں نہایت خوف کے ساتھ آپس میں گفتگو کر رہی تہیں کہ کوئی سن نہ لے۔ ام الفضل نے کہا کہ میری دعا ہے کہ اللہ عثمان پر رحم کرے اور حضرت علی کی مدد کرے میں کسی مسلمان کو ان سے بہتر نہیں دیکھتی ہوں کہ وہ خلافت کے قابل ہو۔ یہ سابقین اولین سے ہیں۔ شجاع ہیں رسول اللہ کے بہت قریبی رشتہ دار ہیں۔ میرے بیٹے عبداللہ کا

خیال ہے کہ ان کی رائے ضعیف ہوتی ہے۔ مگر وہ موجودہ تمام مسلمانوں پر انکو فضیلت دیتا ہے اور اُن کی خلافت سے نہائت خوش ہے کل ہی اُن کی خلافت کی خبر سنکر مدینہ کو گیا ہے۔ کہ شائد کوئی اہم معاملہ پڑے تو انکو رائے دے اور مدد کرے۔

بڑھیا کیا ابھی تک وہ یہیں تھے جب سے حج کو آئے تھے۔

ام الفضل۔ ہاں خلیفہ نے اُسے امیر الحاج کر کے بھیجا تھا وہ یہاں آیا اور وہ اور ہر مقتول ہو گئے کل جب حضرت علی کی خلافت کی خبر معلوم ہوئی تو وہ نہائت ہی خوش ہوا۔ کیونکہ طلحہ اور زبیر کی موجودگی میں یہ بہت دشوار تھا اسلئے کہ وہ لوگ بھی دعویدار ہیں۔

بڑھیا نے اب سلسلہ گفتگو ختم کرنے کے لیئے پوچھا کہ اسمار کی بیماری کا اب میں کیا کروں۔

ام الفضل۔ کوئی تردد کی بات نہیں ہے۔ کل صبح تک وہ انشاء اللہ تعا اچھی ہو جائے گی اسوقت اُسکو تھوڑا سا شہد پلانا چاہیئے۔

بڑھیا۔ میں تو دو ایک بار شہد لگئی لیکن اوسنے نہیں پیا اب ام المومنین سے کہتی ہوں کہ وہ خود پلا دیں غالباً ان کے کہنے سے ضرور پی لے گی۔

شہد کا شربت

ابھی یہ دونوں گفتگو ہی کر رہی تھیں کہ یکایک سائیسوں نے گھوڑے کسنے شروع کیئے یہ سمجھ گئیں کہ امرا اب وہاں سے برآمد ہوئے ام الفضل بڑھیا سے رخصت ہو کر اپنی خچر پر سوار ہوئیں جسکو اونکا خادم لیئے ہوئے دیر سے کھڑا تھا بڑھیا نے بھی جلدی جلدی وہاں سے واپسی کی تیاری کی اوسنے دیکھا کہ سامنے سے بہی تمام امرا آرہے ہیں گو انکو پہچان نہ سکی لیکن اتنا ضرور سمجھ گئی کہ یہ بنی امیہ کے لوگ ہیں۔ اب وہ مکان کو آئی حجرہ کے دروازہ پر

دیکھا کہ وہ کھلا ہوا ہے اور باہر ایک کفش ہے جسکو اُنہوں نے پہچانا کہ ام المومنین کی ہے۔ جلدی جلدی قدم اٹھاکے اندر گئیں۔ ام المومنین اسماء کے سرہانے کھڑی تھیں اُنہوں نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ آہستہ آہستہ چلو اسماء اسوقت بیخبر پڑی ہے اوس کی پیشانی سے پسینہ بہ رہا ہے۔ حضرت عائشہ نے بوڑھیا سے اوسکا حال پوچھا اوس نے کہا کہ جب سے آپکے پاس سے یہ آئی ہے اوسی وقت سے اس کو سخت بخار آگیا

حضرت عائشہ تو بہتر تھا کچھ دوا وغیرہ پلائی۔

بڑھیا ۔ شہد کا شربت کئی عورتوں نے پلانے کے لئے تیار کیا تھا اسکو دیا مگر اسنے نہیں پیا۔

حضرت عائشہ کہاں ہے لاؤ میں پلاؤں گی۔ اسوقت اسماء کی آنکھ کھل گئی ام المومنین کو سرہانے دیکھکر اُٹھنے لگی مگر انہوں نے منع کیا اور کہا کہ یہ شہد پی لے۔

اسماء مجھکو اسوقت نہ بھوک ہے نہ پیاس ہے کسی چیز کی خواہش نہیں خاص کر میٹھی چیزوں کو تو بالکل جی نہیں چاہتا۔

حضرت عائشہ یہ شہد ایک دوا ہے جو انسان کے لئے نہایت مفید ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ شفا تین چیزوں میں ہے۔ شہد پیا جانا۔ آگ سے داغنا لیکن میں اپنی امت کو آگ سے داغنے کو منع کرتا ہوں۔ علاوہ ازیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مٹھائی اور شہد کو بہت پسند فرماتے تھے یہ کہکے پیالہ اوس کے ہاتھ میں دیدیا وہ پی گئی۔ بعدازاں تھوڑا سا اونٹ کا دودھ منگاکر اس کو پلایا۔ اب اسکے جسم میں کچھ طاقت آئی اور بخار کا اثر اور پریشانی جاتی رہی۔ حضرت عائشہ نے کہا کہ آج دن بھر لوگ مجھے گھیرے رہے اس وجہ سے طبیعت کچھ سست معلوم ہوتی ہے یہاں ایک باغ ہے میں وہاں چلتی ہوں میری ساتھ

تو بہی چل۔ کیونکہ باغ کی خوشگوار ہوا تجکو مفید ہوگی۔ اسمار کو خود ہی یہ تمنا تھی کہ اُن کے ہمراہ رہے ہوذا ان کے پیچھے ہوگئی بڑھیا بھی ساتھ ہی ساتھ تھی حضرت عائشہ آگے آگے جا رہے ہیں اون کی رفتار سے وقار ٹپکتا ہے اور صورت پر ایک جلال چھایا ہوا ہے۔ باغ قریب ہی تھا اسمیں پہنچیں بجائے چہار دیواری کے اس کی چاروں جانب چھوٹے چھوٹے کھجور کے درخت تھے ۔ ایک جانب جہاؤ کا سائبان کہڑا کیا گیا تھا۔ بیٹھنے کو لئے اوسمیں کئی ایک چوکیاں وغیرہ پڑی ہوئی تہیں۔ وہاں جاکر یہ تینوں بیٹھ گئیں حضرت عائشہ خاموش تہیں ان کے سکوت سے ان دونوں کو بہی بولنے کی جرأت نہوتی تھی۔

طلحہ اور زبیر

انکو بیٹھے ہوئے ابھی کچھ دیر نہوئی تہی کہ گہوڑوں کی ٹاپوں کے آہٹ اور آدمیوں کی آوازیں معلوم ہوئیں حضرت عائشہ گردن اٹھاکے پیشانی پر ہاتھ رکھکے دیکھنے لگیں اتنی دیر میں ایک لڑکا باہر سے گہبرایا ہوا دوڑا آیا اوس سے پوچھا کہ کون لوگ آئے ہیں

لڑکا۔ مدینہ سے قافلہ آیا ہے حضرت طلحہ اور زبیر بھی ہیں آپ سے کچھہ بات چیت کرنا چاہتے ہیں حکم دیا کہ بلاؤ اور خود نقاب لٹکا لیا اسمار نے وہاں سے اٹھنے کا ارادہ کیا حضرت عائشہ نے کہا کہ جانے کی کیا ضرورت ہے اگر یہاں نہ بیٹھ سکو تو اس سائبان کے پیچھے بیٹھ رہو یہ سنکر وہاں سے اوٹھکر اسمار اور بڑھیا دونوں سائبان کے پیچھے بیٹھ گئیں۔ اسمار خوش تھی کہ سنونگی یہ لوگ کیا گفتگو کرتے ہیں اور مدینہ کی کیا خبر لائے ہیں طلحہ اور زبیر داخل ہوئے انکے بیٹے بھی اون کے ہمراہ تھے اور انہوں نے ام المومنین کو سلام کیا۔

ام المومنین۔ وعلیکم السلام تم لوگ اسوقت کہاں سے آرہے ہو۔

طلحہ مدینہ سے چلے آتے ہیں۔

ام المومنین وہاں کی کیا حالت ہے اور کیوں تم چھوڑ کے آئے۔

طلحہ لوگوں نے وہاں نہایت غوغا اور فتنہ و فساد مچایا ہے نہ وہ کچھ حق سمجھتے ہیں اور نہ ناحق۔ ہم لوگ اسی وجہ سے بھاگ کر چلے آئے وہ یہ گفتگو نہایت غصہ کے ساتھ کر رہے تھے حضرت زبیر اون کے جواب کو نا کافی سمجھکر خود بولنے کا ارادہ کر رہے تھے

ام المومنین تم لوگ دیکھتے ہی رہے اور خلیفہ عثمانؓ شہید کیئے گئے۔

زبیر اللہ کی ذات واحد کی قسم ہے کہ ہم اپنی اولاد سمیت باغیوں کو دفع کرتے رہے لیکن قضاء کے آگے کس کی پیش جاتی ہے۔

عائشہ پھر اوس شخص کے ہاتھ پر تم لوگوں نے بخوشی بعیت کر لی۔ یہ سنکر نہایت طیش اور غصہ بھری آواز سے دونوں یکزبان ہوکر بولے یہ بعیت ہماری گردنوں پر تلوار رکھکر ہم سے لی گئی ہے ہم ہرگز اسپر راضی نہیں۔

ام المومنین تو اب تم لوگ جاؤ اور حضرت عثمانؓ کے خون کا بدلہ لو وہ سراسر ظلماً قتل کیئے گئے ہیں۔

طلحہ۔ اسی لیئے ہم آئے ہیں۔

ام المومنین۔ ہمارے پاس ابھی عبداللہ ابن عامر خلیفہ عثمانؓ کا ماموں زاد بھائی بصرہ کا عامل آیا تھا جب اوسنے خلیفہ کے قتل کی خبر سُنی تو جو کچھ بیت المال میں تھا سب یہیں لایا۔ اسی طرح یعلے ابن امیہ حاکم یمن بھی آیا ہے وہ یہیں ٹھیرا ہے اوس کے ہمراہ سات سو اونٹ اور سات لاکھ درہم ہیں۔ ابھی یہ گفتگو پوری بھی نہیں ہوئی تھی کہ ایک خادم نے آکے کہا کہ ابن عامر اور یعلے ابن امیہ دونوں دروازہ پر ہیں

ام المومنین نے فرمایا کہ اندر آنے دو پہلے ابن عامر داخل ہوا یہ جوان آدمی ہے تقریباً ۳۰ سال اس کی عمر ہوگی ایک سرخ جبہ پہنے ہوئے ہے

اُسکے پیچھے یعلے ابن امیہ ہے۔ یہ بہت لنگڑاتا ہُوا آرہا ہے۔ یہ دونوں سلام کر کے بیٹھے۔ حضرت طلحہ نے پوچھا کہ ابن منیہ تو لنگڑاتا کیوں ہو؟
ابن منیہ میں نہائت تیزی سے حضرت عثمان کی مدد کو آرہا تھا رستہ میں اونٹ سے گر گیا جس سے میری ٹانگ ٹوٹ گئی۔ میں لشکر اور خزانہ ساتھ لایا ہوں۔ اوہٹے چلیں اور خلیفہ کے خون کا بدلہ لیں۔
زبیر۔ اب سب لوگ ملک شام چلیں وہاں سے جمعیت کر کے پلٹ آئیں۔
ابن عامر۔ شام جانے کی کیا ضرورت ہے وہاں امیر معاویہ خود ہی موجود ہیں وہ تمام بندوبست کریں گے۔ میری رائے یہ ہو کہ بصرہ چلیئے وہاں کے لوگ حضرت طلحہ کے ہاتھ پر بیعت کرنے پر بھی آمادہ ہیں؛
طلحہ نہیں نہیں اسمیں تو سخت فساد ہو گا بیعت میں نہیں لے سکتا۔ لیکن ہاں بصرہ چلنا چاہیئے۔ وہاں جمعیت اور سامان کا کافی بندوبست ہوگا۔ اسماء یہ تمام گفتگو سُن رہی تھی اسکو یقین ہو گیا کہ ضرور اب اسلام میں ایک بہت بڑا ہنگامہ ہوگا اوسکا دل جوش غضب اور صدمہ سے کانپنے لگا۔ پھر بڑبڑایا کہ اُف ان لوگوں نے میرے سامنے حضرت علیؓ کے ہاتھ پر بیعت کی ہے اور اُن کی اطاعت کی اطاعت کی قسم کھائی ہے مگر اب اسکو توڑتے ہیں۔

مطالبہ خون پر اتفاق رائے

اس گفتگو کے بعد اسکے کان میں ایک آواز آئی کہ اُس کے تمام اعضاء کانپ اُٹھے یہ اوس کے دشمن مروان کی آواز تھی جو ابھی داخل ہوا ہے اور قبل اسکے کہ کسی کو سلام کرے آتے ہی اُلٹے پوچھنے لگا کہ کون شخص تم دونوں میں سے خلیفہ ہوا جسکو میں خلافت کا سلام کروں۔ اور اوسکی خلافت کا اعلان کردوں +

عبداللہ ابن زبیر- میرے باپ کو خلافت کا سلام کر دے- اوس کی بات کاٹ کر محمد ابن طلحہ نے کہا نہیں بلکہ میرے باپ کو- مروان ہنسا اوس نے کہا کہ تم دونوں میں سے کوئی نہ خلیفہ ہو- میری رائے یہ ہے کہ حضرت عثمان کے بیٹے کے ہاتھ پر بعیت کریں- طلحہ نے غصہ سے کہا کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ صحابہ کبار کی موجودگی میں لڑکے کے ہاتھ پر بعیت کیجائے- ام المومنین نے کہا کہ کیا مروان تو باہمی تفریق پیدا کرنے آیا ہے خاموش ہو- اسماء مروان کی آواز سنکر اور خاصکر اسوجہ سے کہ ام المومنین نے اُسے ڈانٹا ہے بالکل آگ ہوگئی غصے کی بیتابی اس سے ضبط نہو سکی سائبان کے پیچھے سے اوٹھکر کانپتی ہوئی یہ اوسی بھری مجلس میں بے خوف چلی گئی لوگ اسکو دیکھکر حیران ہوگئے-
حضرت طلحہ و زبیر اوس کو پہچانتے تھے کیونکہ مدینہ میں انہوں نے اُسے کئی بار دیکھا تھا- وہ سب لوگ چپ بیٹھے رہے یہ نہایت بیوحشت ہوکے کھڑی ہوگئی- مروان کی طرف مخاطب ہوکے کہا کہ اب بھی تو فتنہ پردازی سے باز نہیں آتا ہے یہ کہکے وہ ام المومنین کی طرف متوجہ ہوئی کہ وہ کیا کہتی ہیں مگر اس کی یہ باتیں سنکر تمام چپ تھے کیونکہ اُسنے خلاف رنگ مجلس یہ گفتگو کی تھی- مروان ہنسا اور کہا کہ تو کہتی ہے کہ میںنے خلیفہ کو قتل کیا ہے- خلیفہ کو کسی نے سوائے محمد کے نہیں قتل کیا اور عنقریب اوسکو اسکا نتیجہ بھگتنا پڑے گا حضرت علی کے ربیب ہیں نا-
اسماء- ابن ابی بکر ام المومنین کے بھائی کا کیا ذکر اور علی ابن ابیطالب کا کیا تذکرہ- اگر وہ لوگ یہاں ہوتے تو تیری زبان بھی مارے خوف کے نہ کھلتی-
مروان نے اُسکا جواب دینا چاہا لیکن ام المومنین نے اُسے منع کر دیا اور اسماء سے کہا کہ تو اپنے حجرہ میں جا- تیری طبیعت یوں ہی نہیں اچھی ہے خواہ مخواہ کیوں تکلیف اٹھاتی ہے- بوڑھیا نے اسماء کا ہاتھ پکڑکے دبایا

اور دونوں وہاں سے چلی گئیں۔ اسمارا سوقت غصہ سے بالکل تھرتھرا رہی تھی اور خوف معلوم ہوتا تھا کہ کہیں گر نہ جائے۔ وہاں سے نکلکر اس نے بڑھیا سے کہا کہ میں یہاں رہنا نہیں چاہتی مجھکو مدینہ لے چلو۔

بڑھیا کیسے چلیں اگر ام المومنین تلاش کرینگی تو پھر کیا ہوگا۔

اسما۔ جو کچھ بھی ہو میں ہرگز نہیں ٹھیروں گی مجھکو مدینہ پہنچاؤ۔

بڑھیا اسوقت مدینہ پہنچنا تو ممکن نہیں اور نہ ہم جا سکتی ہیں۔

اسما۔ تو کہیں دوسری جگہ چلو۔

بڑھیا۔ ام الفضل کے یہاں آؤ چلیں یہ کہکر وہ دونوں اُسطرف گئیں بڑھیا ان کا مکان جانتی تھی وہاں پہنچکر ام الفضل نے نہایت تپاک سے ان کو بٹھالا۔ اسما کو پھر سخت بخار آگیا اونہوں نے ایک بستر جلدی سے اُن کے لئے بچھایا اُسکے رخسارے بخار کی وجہ سے سرخ ہو گئے تھے اُسنے کہا کہ میں یہاں نہ رہوں گی مجھ کو مدینہ جانے دو میں حضرت علیؓ سے جاکر کہوں کہ ان لوگوں نے یہ مشورہ کیا ہے کہ آپ سے حضرت عثمانؓ کے خون کا بدلہ لینا چاہتے ہیں۔ کاش کہ یہ اُن کے قاتلین ہی سے لیتے مگر نہیں ضرور کچھ حضرت علیؓ سے مخالفت ہی کہ ان کے خلاف اُلٹا یہ لوگ اتفاق کر رہے ہیں۔ حضرت عثمانؓ کو کیا حضرت علیؓ نے قتل کیا ہے یا ان کے قتل میں شریک رہے ہیں کہ ان سے بدلہ لینے کے لئے یہ لوگ مستعد ہیں۔ نہیں نہیں ہرگز نہیں۔ ام الفضل اُسکی یہ باتیں سُنکر سمجھ گئی کہ اسوقت کوئی بات ہوئی ہے بڑھیا سے پوچھا اُسنے مفصّل واقعہ بیان کیا۔ اونہوں نے کہا کہ اچھا میں حضرت علیؓ کو اس واقعہ کی خبر بھیجی ہوں یہ کہکے اونہوں نے ایک شخص کو بلایا جسکا نام ظفر تھا۔ اور قبیلہ جہینہ سے تھا اوس کو خط دیکر حضرت علیؓ کے پاس روانہ کیا اور سخت تاکید کی کہ کوئی غیر اس خط کو نہ دیکھے صرف حضرت علیؓ کے ہاتھ میں دینا اسما کو اس خبر کے جانے کی بہت خوشی تھی اوسکا یہ بھی ارادہ تھا کہ میں کچھ محمد

کہا ہیجوں۔ مگر شرم دامنگیر ہوئی اب ہم اسماء کو اس حال میں چھوڑتے ہیں اور ناظرین کی توجہ یثرب کیطرف منعطف کرتے ہیں کہ دیکھیں وہاں محمدؐ کا کیا حال ہے۔

جدید حکّام کا تقرّر

محمد اسماء کو مکہ کیطرف رخصت کرکے پلٹا۔ اگر اُس کو ایک قسم کی خوشی ہوئی کہ اب یہ حسنؓ کے پنجے سے نکل آئی لیکن صدمہ فراق بھی کم نہ تھا پیچ در پیچ خیالات میں غرق تہا۔ زیادہ تر اسوجہ سے اوسکو پریشانی تھی کہ اس معاملہ میں حسنؓ پڑ گئے تہے اگر کوئی دوسرا شخص ہوتا تو اسکو اسقدر پریشانی نہوتی حسنؓ سے بہی اسوجہہ سے وہ نہیں ڈرتا تھا کہ وہ امیر المومنین حضرت علیؓ کے بیٹے ہیں بلکہ اونکا ذاتی اعزاز اس کے دلمیں بہت تھا جس کی وجہ یہ تھی کہ یہ دونوں ساتہہ ہی پرورش پائے ہوئے تھے۔ اسوقت وہ اس تردد میں ہے کہ اگر امام حسنؓ اسماء کی کیفیت یا اوس کے چلے جانے کی وجہ دریافت کریں گے تو کیا جواب دونگا یہ بہی سوچتا تھا کہ آج دن بہر حضرت علیؓ کے مکان پر نہ جاؤں تاکہ نہ حسنؓ سے ملاقات ہوگی نہ وہ کچھہ اسماء کی بابت پوچھینگے مگر پہر سوچتا تھا کہ دن بہر غائب رہنے میں کیا عذر بیان کرسکتا ہوں غرض اسی طرح حضرت علیؓ کے مکان پر پہنچا اندر اپنی والدہ کے پاس گیا اسوقت وہ تنہا اپنے حجرہ میں بیٹھی ہوئی تہیں اوسکو دیکھکر بہت خوش ہوکے انہیں اوس کے چہرہ پر تردد کا اثر دیکھکر انہوں نے کہا کہ آج تو کیوں متفکر نظر آتا ہے۔

محمد کچھہ یوں ہی معمولی فکر ہیں۔

اسماء کیا معاملہ ہے کیا خلافت کے معاملہ میں کچھہ پیچیدگی ہے جب ہی تو اتنا ...

محمدؐ میں کیا ڈروں گا مگر بات یہ ہے کہ ضرور ایک فساد کہڑا ہوکے رہیگا طلحہ اور زبیر خلافت ہیں۔ وہ لوگ خاموش نہیں بیٹھے رہینگے۔

اسماء۔ بیٹا کوئی پرواہ کی بات نہیں ہے۔ ابوالحسن کے ہاتھ پر مسلمانوں نے بیعت کر لی اور اُس کے ساتھ مدبر اور ذی ہوش صحابہ ہیں انشاء اللہ تم کوئی خرابی نہیں واقع ہو گی۔

محمد۔ اس بات پر بالکل خیال نہ کرو کہ ان کے موافق بہت سے صحابہ ہیں ان میں بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ دل میں کچھ اور زبان پر اور ہے۔ اسوقت مجھے افسوس ہے کہ عبداللہ ابن عباس نہیں ہیں کیونکہ وہ نہائیت مدبر آدمی ہیں۔

اسماء۔ کیا ابھی تک وہ حج کر کے مکہ سے واپس نہیں آئے۔؟

محمد۔ ہاں۔

اسماء۔ مغیرہ ابن شعبہ بھی بہت بڑے ذی رائے ہیں۔

محمد۔ اسمیں شک نہیں کہ تمام صحابہ بھر میں کوئی ایسا مدبر نہیں ہے لیکن یہ اون چار شخصوں میں سے ہیں جو عرب بھر میں چالباز مشہور ہیں۔

اسماء۔ اور تین کون ہیں۔

محمد۔ امیر معاویہ۔ عمر ابن العاص۔ زیاد ابن ابیہ۔

مغیرہ ابن شعبہ

یہ اپنی والدہ سے گفتگو کر ہی رہے تھے کہ باہر سے حسن آئے۔ اوس نے کہا کہ دیکھو وہ حسن ہیں اب چلکے اُن سے پوچھو کہ مغیرہ نے امام علی کو کیا رائے دی۔ امامہ نے کہا کہ انکو بلا لو۔ محمد انکو بلانے کے واسطے نکلا کہ وہ خود مکان کے اندر آ گئے۔ اونسے سلام کے بعد عرض کیا کہ بھائی امام علیؑ اور مغیرہ ابن شعبہ میں کیا بات چیت ہوئی۔ حسن یہ سنکر وہاں ایک گدا پڑا ہوا تھا اُسپر بیٹھ گئے اور عمامہ کو درست کرنے لگے اور سر ہلا کے خاموش ہو گئے۔ محمد کا اضطراب اور بڑھ گیا اُسنے اصرار کے ساتھ پوچھا کہ آپ بتلائیے کہ کیا گفتگو ہوئی مجھے بہت اشتیاق ہے؟

حسنؑ۔ مغیرہ ابن شعبہ کی گفتگو کی حالت پوچھتے ہو۔ وہ تو خوفناک گفتگو ہے۔
محمدؓ۔ کیا۔؟
حسنؑ۔ اسمیں شک نہیں کہ مغیرہ بہت ہی مدبر اور ذی رائے شخص ہے۔ لیکن والد نے اوسکی باتوں کا بالکل نہیں خیال کیا۔ مجھے مغیرہ کی رائے بہت پسند آئی۔ لیکن والد ایک آزاد منش آدمی ہیں اپنی رائے کے سامنے کسی کی رائے نہیں سنتے۔ اِس اُمت میں سب سے بڑھکر یہی شخص چالباز ہے۔
محمدؓ۔ مغیرہ کیا رائے دیتے ہیں۔
حسنؑ۔ تم تو خود ہی جانتے ہو کہ بعض بعض لوگوں نے ناراضمندی کیساتھ بیعت کی ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ ہمکو مکہ یا مدینہ والوں سے خوف نہیں ہے جو کچھ خوف ہے وہ مصر شام کوفہ بصرہ سے ہے اور سب سے زیادہ شام سے ہے کیونکہ امیر شام یعنے معاویہ ہم سے سخت عداوت رکھتے ہیں اوسیطرح ابن عامر عامل بصرہ بھی سخت دشمن ہے۔
محمدؓ۔ ہاں ہاں۔
حسنؑ۔ تو مغیرہ نے یہی صلاح دی کہ ان مقبوضات کے عاملوں کو بحال رہنے دو ابھی ان سے کچھ نہ بولو جب رنگ خلافت کا جم جائیگا تو جس کو آپ چاہینگے معزول کر سکتے ہیں والد صاحب اسکو بالکل نہیں مانتے وہ کہتے ہیں کہ میں سب کو برطرف کردونگا آخر جب مغیرہ نے دیکھا کہ اپنے ارادے پر وہ بالکل ہی مضبوط ہیں تو کہا اچھا آپ اور سب کو معزول کردیجیے مگر امیر معاویہ کو ابھی معزول نہ کیجیے۔ کیونکہ وہ بہت بڑا بہادر آدمی ہے۔ علاوہ بریں اہل شام اوس کے قبضہ میں ہیں۔ ان کے بحال رکھنے سے بروقت موقع آپ سندبھی دیسکتے ہیں اور وہ حضرت عثمان کے زمانہ سے نہیں بلکہ حضرت فاروق اعظم کے زمانہ سے ہیں والد صاحب نے یہ قسم کہائی کہ میں ایکدن بھی انکو نہیں رکھونگا یہ سنکر وہ فوراً اٹھ کے چلے گئے۔

محمد مغیرہ کی رائے کی نسبت آپکا کیا خیال ہے؟
حسنؓ یہ نہایت عمدہ رائے ہے۔ کیونکہ اسوقت اگر عمال کیطرف سے سکوت نہ کریں تو آئیندہ کیلئے بہت بہتر ہوگا اور پھر دیکھیں کہ وہ لوگ کیا کرتے ہیں۔
اسماء اچھا عبداللہ ابن عباس آتے ہیں خلیفہ ان کی بات کو مانتے ہیں کیا عجب ہے کہ وہ کہیں تو تان جائیں۔
حسنؓ مجھکو امید نہیں کہ وہ کسی کی مانیں گے اسواسطے کہ اِسوقت جو میں نے اونکی گفتگو سُنی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اُن کے معزول کرنے کو بالکل ضروری سمجھتے ہیں۔ اِس گفتگو کے بعد دفعتاً اُن کے چہرے پر خوشی کے آثار معلوم ہونے لگے اور مسکرا کے کہنے لگے کہ خلافت کے جھگڑوں نے میرے دلسے ایک بات بھلا دی جسکو میں والدصاحب سے کہنا چاہتا تھا محمد فوراً سمجھ گیا کہ یہ اسماء کی بات کچھ اپنے والد سے کہنے کا ارادہ رکھتے ہوں گے۔ مگر ظاہراً انجان بنکر کہا کہ کیا بات؟
حسنؓ۔ مجھے خیال ہے کہ تم میرے اُس ارادے کو نہ بھولے ہوگے جو میں اُس لڑکی کے ساتھ رکھتا تھا جسکو تم لائے تھے (محمدؐ کی ماں اسماء کیطرف مُنہ پھیر کر) وہ نہایت حسین تھی سے ملنے ایسی عورت کم دیکھی۔ محمد اب سخت حیرت میں تھا کہ کیا جواب دے۔ لیکن بے پروائی کے ساتھ اُسنے کہا کہ آپنے اُسکے چلے جانے کے پہلے کیوں نہ مجھ سے کہا۔
حسنؓ (گھبرا کر) ہیں وہ کہاں چلی گئی؟
محمد۔ آج صبح کو مکہ گئی۔
حسنؓ۔ کیوں۔ اور وہ تو تنہا تھی اوسکے ساتھ کون گیا ہے اور نہ معلوم کہ کیوں چلی گئی۔
محمد۔ میری ایک قرابت دار بڑھیا کے ساتھ وہ مکہ گئی اور کئی آدمی ام المومنین کے ننھیال کے بھی جارہے تھے۔ اُسکو ام المومنین سے ملنے کی بہت خواہش

حضرت حسنؓ دیر تک سر جھکائے رہے اور پھر کہا کہ خیر کوئی حرج نہیں ہے۔ کبھی فرصت میں والد صاحب سے میں اوس کی نسبت کہوں گا۔ اگر اس وقت آگئی تو کسی کو بھیج کے کہ دے اوسے بلوا لینگے۔ یہ کہتے ہوئے وہ باہر چلے گئے۔ محمد بیٹھے بیٹھے اون کی باتیں سُنکر اور متفکر ہو گیا اور اس کو یہ یقین ہو گیا کہ اب اسما مجھ سے ضرور چھوٹ جائیگی اوس کے چہرے کا رنگ بھی بدلگیا۔ اوس کی والدہ نے اوس کی یہ حالت دیکھکر پوچھا کہ حسنؓ کی باتوں سے تو کیوں اس قدر پریشان ہو گیا اوس نے اسکا کچھ جواب نہ دیا اسمار نے پھر پوچھا کہ بات کیا ہے کیوں تو متفکر ہے اب وہ تردد میں پڑا کہ آیا اس سے اس راز کو ظاہر کردوں یا نہ کردوں۔ لیکن اوس کو صبر نہ آیا کہنے لگا کہ وہ جس لڑکی کا حسنؓ نے ذکر کیا وہ تو منسوب ہے۔

اسمار: "کس سے اوس کی نسبت ٹھیری ہے"

محمد: "مجھسے"

اسمار: "پھر حسنؓ کیوں اُس کی خواہش کرتے ہیں"

محمد: "وہ واقف نہیں ہیں"

اسمار: "پھر کیا کروگے"

محمد: "کچھ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کروں خیر دیکھنا چاہیے جو کچھ تقدیر میں ہوگا"

اسمار: "تو اوس کے لئے تم حسنؓ کو ناخوش کروگے"

محمد: "نہیں نہیں ہرگز نہیں یہ کہتا ہوا وہ وہاں سے نکل گیا"

عبداللہ ابن عباسؓ

کئی دن گذر گئے حسنؓ اس فکر میں رہے کہ کبھی فرصت کے وقت وہ اپنے والد سے اسمار کے لئے گفتگو کریں مگر کثرت اشغال سے اُن سے گفتگو کرنے کا موقع اُن کو نہیں ملتا تھا اسلئے کہ جب سے امام علیؓ کے ہاتھ میں عنان حکومت

آئی تھی اون کو ایک گھڑی بھر بھی اطمینان نہیں حاصل ہوتا تھا۔ عمال سلطنت تمام اون کے مخالف تھے کاش اگر یہ مغیرہ کے مشورہ پر عمل کرتے تو اس قدر ان کے خلاف نہوتے۔ لیکن اونہوں نے یہ چاہا کہ بجائے اُن عمال کے میرے اعتباری لوگ مقرر کئے جائیں ان مشکلات اور مہمات کی وجہ سے حسن عنہ کو اسماء کا تذکرہ چھیڑ لینے سے خوف معلوم ہوتا تھا۔ اُنہوں نے یہ سوچا کہ عبداللہ ابن عباس رضی جب مکہ سے آجائیں گے اوس وقت اون کے ذریعہ سے یہ گفتگو ہوگی اسلیئے کہ امام علی رضی عبداللہ ابن عباس رضی کو بہت زیادہ مانتے تھے اونہوں نے اپنے اس ارادہ کا اظہار محمد ابن ابی بکر رضی سے بھی کیا اوسنے کچھ جواب نہ دیا بلکہ اس کے دل کو سخت قلق ہوا۔ جب عبداللہ ابن عباس رضی کے مکہ سے واپسی کی خبر ہوئی تو محمد رضی نے یہ ارادہ کیا کہ عبداللہ رضی سے ملکر اونہیں مہمات خلافت کیطرف متوجہ کردوں تاکہ وہ خلیفہ سے اسما کا تذکرہ نہ کرسکیں یہ سوچکر وہ پہلے ہی اونسے جا ملا۔ حسن رضی کو ان کے آنے کی خبر تک بھی ابھی نہیں تھی اور تمام واقعہ مغیرہ وغیرہ کا بیان کیا یہ بھی کہا کہ ہم آپکا انتظار کررہے تھے۔ کیا عجب ہے کہ آپ اگر امیرالمومنین کو یہ مشورہ دیں کہ وہ عمال مفصلات کو معزول نہ فرمائیں۔

عبداللہ ابن عباس رضی :۔ مغیرہ کی میرے خیال میں بہت ہی عمدہ رائے تھی۔

محمد رضی :۔ ہم سب لوگ بھی اون کی رائے کو پسند کرتے ہیں۔ لیکن کیا کریں۔

ابن عباس رضی :۔ میں ابھی چلتا ہوں اور خلیفہ سے کہتا ہوں۔ یہ کہکر وہ فوراً اوٹھے۔ اونکو یہ معاملہ نہایت اہم معلوم ہوا اسلیئے کہ وہ اسلام کے سچے خیرخواہ تھے اور خلیفہ کے بھی قرابت مند تھے ان کی عمر اس وقت چالیس سال کی ہوگی خوبصورت چہرہ ہے۔ رنگ گورا ہے جسمیں کسیقدر زردی ہے جسیم اور متانت ہیں۔ صورت سے متانت ٹپکتی ہے علم حدیث۔ تفسیر۔ قرآن۔ ادب اور اس زمانہ کے علوم میں تمام لوگوں سے زیادہ ماہر تھے اور مشہور جادو بیان تھے اون کے ساتھ محمد بھی اوٹھا دارالخلافت کے قریب پہنچ تو دیکھا کہ خلیفہ کو پاس سے

مغیرہ ابن شعبہ ابھی اوٹھ کے گئے ہیں محمدؓ نے کہا کہ غالباً یہ دوبارہ کہنے آئے ہونگے

ابن عباسؓ:۔ میرے خیال میں اسوقت اونہوں نے دوسری رائے دی ہوگی اِس میں حسنؓ بھی سامنے سے آگئے ابن عباسؓ کو دیکھکر اونہوں نے سلام کیا اور دیر تک معمولی گفتگو کرتے رہے پھر وہ کسی کام کو چلے گئے اور یہ دونوں آدمی امام علیؓ کے کمرے میں گئے وہ اس وقت کچھ سُست سے بیٹھے ہوئے تھے اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ کسی اہم تردد میں ہیں عبداللہ ابن عباسؓ کو دیکھکر خوش ہوئے اور اُن کو اپنے پہلو میں بٹھلایا۔ محمدؓ ایک طرف بیٹھ گیا۔ پھر حسنؓ بھی اوسی کے پاس آکر بیٹھے۔ کہ تینوں کیا باتیں ہوتی ہیں"

امام علیؓ اور حضرت ابن عباسؓ

تھوڑی دیر تک سب لوگ چُپ بیٹھے رہے پھر حضرت ابن عباسؓ نے امام علیؓ سے مخاطب ہوکر پوچھا کہ ابھی مغیرہ کو مینے دیکھا ہے کہ وہ آپکے پاس سے نکلکر گئے ہیں اِس وقت کوئی اچھی رائے دی ہے؟ میرے خیال میں تو وہ بہت ہی مدبر اور عاقل آدمی ہیں۔

امام علیؓ:۔ میرا بھی اُن کی نسبت یہی خیال ہے۔ کئی دن ہوئے مجھے اونہوں نے یہ رائے دی تھی کہ معاویہ وغیرہ جتنے معتقلات کے عامل ہیں اُن کو بحال رکھا جائے تم کو معلوم ہے کہ اگر یہ لوگ صاحب اختیارات رہے تو ہمارا مقابلہ بہت آسانی سے کریں گے اُن میں کوئی ایسا نہیں جو ہمارا دشمن نہو۔ اِس وجہ سے مینے اُن کی رائے کو نہیں قبول کیا۔ مگر پھر اونہوں نے کہا کہ اچھا سب کو معزول کردیجئے صرف معاویہ کو باقی رکھئے۔ مینے قسم کھائی ہے کہ اُن کو ایکدن بھی میں نہیں رکھونگا اسوقت سے یہ میرے پاس سے اُٹھکے چلے گئے اون کی صورت سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ میرے ارادے کو یہ غلط خیال کرتے تھے۔ پھر وہ ابھی آئے اور کہا کہ آپکو

مینے پہلے رائے دی آپنے اُس کے خلاف ارادہ کیا مینے بہی غور کیا تو مجھے یہ راہ میں معمولی کانٹے کے طور پر معلوم ہوتے ہیں۔ اِسلئے میں بھی آپ کی رائے کے ساتہہ اتفاق کرتا ہوں۔ اللہ پر بہروسہ کرکے اون کو معزول فرمائیے میں اون کی اِن دو مختلف رایوں سے تعجب کرتا ہوں "

عبداللہ ابن عباسؓ: مسکراکر "کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ مغیرہ نے اِس مرتبہ خیرخواہی سے آپکو صلاح دی ہے "

امام علیؓ: "اور نہیں تو کیا!"

عبداللہ ابن عباسؓ: "یہ آپ سمجھ لیں کہ پہلے مرتبہ مغیرہ نے خیرخواہی کیساتھ مشورہ دیا اور اِس مرتبہ دہوکا دہی ہے۔ آپ خود خیال فرمائیں معاویہ وغیرہ دنیا دار ہیں اگر آپ اُنکو اپنی جگہ پر قایم رکہینگے تو اون کو یہ پرواہ نہوگی کہ کون خلیفہ ہوا کون نہیں۔ لیکن جب آپ اونکو معزول کر دینگے وہ کہینگے کہ آپ خلیفہ کیسے ہو گئے آپ کی خلافت کسنے تسلیم کی۔ اور پہر یہ بہی الزام لگائینگے کہ اونہوں نے خلیفہ عثمانؓ کو قتل کروا ڈالا۔ تمام شام لڑنے کے لیے مستعد ہو جائے گا۔ اہل عراق اہل بصرہ لوٹ پڑیں گے۔ علاوہ ازیں طلحہؓ اور زبیرؓ سے بہی میں بالکل مطمئن نہیں ہوں "

حضرت علیؓ اون کی یہ تمام باتیں سر جہکائے ہوئے سُن رہے تہے۔ محمدؓ اور حسنؓ نہایت خوش تہے کہ اللہ کرے خلیفہ صاحب معاویہؓ کو بحال رکہیں ورنہ یکبخت جنگ پیش آئے گی "

بڑی دیر کے بعد اونہوں نے سر اُٹہایا اون کا ہاتھ تلوار کے قبضہ پر تھا۔ اشارہ کرکے کہا میں معاویہ کے لئے سوائے اِس تلوار کے اور کچہہ نہیں رکھتا۔ ابن عباسؓ کو اُن کی یہ گفتگو سنکر اور چہرے کا غصہ دیکہکر زیادہ گفتگو کرنے سے خوف معلوم ہوا۔ لیکن پہر یہ بہی سوچتے تہے کہ خلیفہ کا اس رائے پر قایم رہنا بہی ٹہیک نہیں ہے۔ اسلئے کہ اسکا انجام نہایت خونخوار ہوگا۔ مگر چونکہ وہ اُن کی خاص

معترف تھے اِس وجہ سے انہوں نے کہا کہ آپ شجاع آدمی ہیں ان باتوں کی پرواہ نہیں کرتے ورنہ تدبیر ایک ایسی چیز ہے کہ بلا پریشانی کے بعض وقت یہ مقصد میں کامیاب کرا دیتی ہے۔ کیا آپ نے نہیں سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ: "لڑائی فریب ہے"

امام علیؓ:۔ "ہاں بیشک"

ابن عباسؓ:۔ "میں حلفاً کہتا ہوں کہ اگر آپ اس رائے پر عمل کریں تو چند ہی دلوں کے بعد میں تدبیروں سے ایسا ان کو بیکار کر دوں کہ وہ لغاوت کے قابل ہی نہ رہیں۔ اسمیں نہ آپ پر الزام آئیگا نہ کوئی گناہ ہے وہ لوگ ایکدم میں ہوا ہو جائیں گے"

امام علیؓ:۔ "تمہاری باتوں کی اور معاویہ کی میرے دلمیں یکرتی بھر وقعت نہیں ہے"

ابن عباسؓ:۔ "میں پھر آپ سے کہتا ہوں کہ آپ میری رائے پر عمل فرمائیں ورنہ تمام عرب ایک اکیلے آپ کے لئے مستعد ہو جائیگا۔ اگر آج آپ نے انکو برطرف کیا تو کل ہی عثمانؓ کے خون کا مطالبہ کرنے کے لئے کھڑے ہو جاوینگے آپ فساد کا دروازہ بند کیجئے"

حضرت علیؓ:۔ "مجھ کو تم مشورہ دیتے ہو۔ مگر جب میں تمہارے مشورہ کو نہیں مانتا تو تم میری رائے کو تسلیم کرو"

ابن عباسؓ:۔ "میں تو ہر وقت آپکا تابعدار ہوں۔ جب آپ نہیں مانتے تو جو چاہے کیجئے"

امام علیؓ:۔ "اچھا تم اب شام کو چلے جاؤ میں نے تم کو وہاں کا حاکم کیا"

ابن عباسؓ:۔ "یہ میری رائے نہیں کہ آپ مجھ کو شام بھیجیں اسلئے کہ معاویہ بنی امیہ سے ہے حضرت عثمانؓ کا قریبی رشتہ دار ہے اوس کا تسلط شام پر ہے وہاں جانے سے مجھ کو یہ خوف ہے کہ وہ میری گردن نہ مارے کیونکہ وہ جسطرح آپ سے عداوت رکھتا ہے اوسیطرح میرا بھی دشمن ہوگا کم ازکم اسقدر تو ضرور ہوگا

کہ وہ مجھ کو قید کریگا اور پھر تمام الزامات لگا کر جواب طلب کریگا۔ میرا خیال ہے
کہ اس وقت آپ اس کے ساتھ احسان کریں جس میں وہ فساد کے لئے نہ مستعد ہو۔
امام علیؓ: اوہو یہ کہاں ممکن ہے۔ یہ سنکر حضرت عبداللہؓ ابن عباسؓ
چپ ہو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد اجازت مانگی اور وہاں سے اٹھ کے چلے۔
حسنؓ اور محمدؓ بھی ان کے ساتھ ہی نکلے۔ مگر بالکل خیالات میں غرق تھے۔ ایک
دوسرے سے بات چیت نہیں کرتا تھا۔ حضرت علیؓ بھی باہر نکل آئے اور
اسی وقت حکم دیا کہ بصرہ کوفہ مصر یمن اور شام کے عمال کو ہمنے برطرف کیا
عثمانؓ ابن حنیف کو بصرہ اور عمارہؓ ابن شہاب کو کوفہ اور عبداللہ ابن عباسؓ
کے چھوٹے بھائی عبیداللہ ابن عباسؓ کو یمن اور قیسؓ ابن سعدؓ کو مصر اور سہل
ابن حنیف کو شام پر عامل مقرر کر کے بھیجدیا۔

Checked
1987

حضرت معاویہ کا رویہ

ان کے جانے کو بعد کئی دن گذر گئے۔ حضرت علیؓ کے پاس رات دن امرا جمع
رہتے تھے اور کاروبار خلافت کے لئے لڑنی ہوتی تھی امام حسنؓ کو
اسماء کے تذکرے کی بالکل گنجائش نہیں ملتی تھی۔ علاوہ بریں وہ خود بھی مہمات
خلافت میں مصروف تھے۔ جب امرا چلے گئے اور زیادہ لوگ آنے والے نہیں رہے
تو امام حسنؓ کو خیال آیا کہ اب کہنا چاہیئے۔ وہ چونکہ محمدؓ کی حالت سے بالکل واقف
تھے اسلئے وقتاً فوقتاً اپنے ارادے کا اظہار کرتے رہتے تھے وہ اون کی باتیں
سنکر خاموش رہتا تھا اور اس کے دل میں یہ آتا تھا کہ ان سے اپنے ارادے
کو ظاہر کردوں۔ لیکن اس خیال سے کہ مبادا اون کو کچھ ناگوار گذرے چپ رہتا تھا
اسی حص بیص میں کئی ہفتے گذر گئے ایکدن محمدؓ مسجد کے باہر ایک حجرہ میں بیٹھا ہوا
تھا امام حسنؓ اوس کے پاس آئے اور کہا کہ اب میرے والد بالکل فارغ ہو گئے
اس سے بہتر کوئی اسماء کے تذکرہ کرنے کا وقت نہیں ملیگا میرا یہ ارادہ ہے

کہ تم بھی میرے ساتھ چلو اِس مُعاملہ میں میری مدد کرو اور خود اون سے میری جانب سے کہو۔ یہ سُنکر محمد سخت متحیّر ہُوا۔ کوئی جواب نہیں آتا تھا۔ ایک تو غیرت اور دوسرے امام حسنؑ کی محبّت عجیب مجبوری تھی۔ کیا کہے۔ بات ٹالنے کے لیے سامنے نگاہ اوٹھا کر تامل سے دیکھنے لگا۔ امام حسنؑ نے پھر کہا کہ تمہاری کیا صلاح ہے۔ کچھ کہو۔ جواب کیوں نہیں دیتے؟

محمدؑ اب گردن اودر اوٹھا کر دیکھنے لگا جسکا یہ منشا تھا کہ وہ کوئی چیز بڑے غور سے دیکھ رہا ہے اور اِس بات کی طرف اوس کی توجہ نہیں ہے۔ امام حسنؑ نے پوچھا کہ تم کیا دیکھ رہے ہو؟

محمدؑ:۔ "وہ دیکھئے مدینہ کی فصیل کے باہر ایک سانڈنی بجلی کی طرح آرہی ہے مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ کہیں کا نامہ بر ہے۔" امام حسنؑ بھی دیکھنے لگے۔ سانڈنی نہایت تیزی سے آرہی تھی۔ لیکن کچھ صاف نہیں ظاہر ہوتا تھا اونہوں نے کہا کہ کہاں سے آتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔

محمدؑ:۔ (خوش ہو کر کہ اب اون کی طبیعت اسطرف متوجہ ہو گئی) "میں سچ کہتا ہوں کہ آجکل کسی نامہ بر کو دیکھتا ہوں تو جی ڈرجاتا ہے کہ یہ کوئی خبر نہ لایا ہو۔ میرا خیال ہے کہ امیر المومنین نے جو عمّال مقرر کر کے بھیجے ہیں وہ اُلٹے قدموں واپس آئینگے۔ اللہ انجام بخیر کرے۔"

حسنؑ:۔ "میرے خیال میں یہ کسی کا قاصد ہوگا۔"

محمدؑ:۔ "غالبًا یہ معاویہ کا کوئی خط لا رہا ہے اسلئے کہ شام کے رستہ سے آرہا ہے معاویہ کے خط سے تو خوف اور تشویش ہی معلوم ہوتا ہے۔"

حسنؑ:۔ "چلو تو دیکھیں کہاں سے آرہا ہے۔"

محمدؑ:۔ "چلیے۔ اگر معاویہ کا فرستادہ ہے تو اب قطعی فیصلہ ہوگا کہ یا تو صلح ہے یا لڑائی۔ امیر المومنینؑ نے تین ماہ ہو گئے اُن کے پاس ایک خط بھیجا تھا نہ معلوم اُسکا وہ جواب دیتے ہیں" یہ کہکر وہ چلے نامہ بر شہر کے اندر داخل ہو گیا تھا۔

جب قریب پہنچے تو غور سے اوس کی شناخت کرنے لگا وہ قبیلہ بنی عبس کا ایک شخص تھا اوس کے قیافہ سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ شام کا باشندہ ہے ایک عبا پہنے ہوئے ہے جس سے اوسکا تمام بدن چھپا ہوا ہے۔ گرد و غبار سے بالکل لدا ہوا ہے اوس کی تھکی ہوئی حالت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بڑی سرعت کے ساتھ آیا ہے جب وہ شہر کے اندر پہنچا ہے تو اسوقت وہ جیب میں سے ایک بہت بڑا لفافہ نکال کے ہاتھ میں لئے ہوئے ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی نہایت اہم خبر یہ لایا ہے۔ تمام شہر کے لوگ اس کے پیچھے پیچھے چلے آتے ہیں۔ محمدؐ نے اوس کو ٹھہرایا اور پوچھا کہ تم کہاں سے آتے ہو

نامہ بر:۔ "معاویہ ابن ابی سفیان امیر شام کا فرستادہ ہوں۔

محمدؐ:۔ "کس کے پاس تم کو بھیجا ہے؟"

نامہ بر:۔ "امیر المومنین کے پاس"

حسنؓ:۔ "کیا پیغام لائے ہو"

نامہ بر:۔ "یہ خط (ہاتھ میں خط کیطرف اشارہ کرکے)"

حسنؓ:۔ "اچھا امیر المومنین کے پاس چلو وہ۔ اسوقت گھر میں ہیں" اب وہ دونوں آدمی آگے چلے۔ پیچھے پیچھے نامہ بر تھا۔ دونوں متردد تھے کہ دیکھو خط میں کیا مضمون ہے۔ اگر وہ امیر المومنینؑ کے نہ ہوتا تو فرط شوق سے غالباً وہ خود ہی اوس کو کھول لیتے"

دار الخلافت میں پہنچکر نامہ بر اونٹ سے ابھی وہ اپنے اونٹ کے باندھنے میں مصروف تھا کہ محمدؐ اور حسنؓ لپٹے اندر جاکر حضرت علیؓ کو خبر کی وہ اسوقت اپنے کمرہ میں تکیہ سے لگے ہوئے بیٹھے تھے یہ سنکر سنبھل کر بیٹھ گئے۔

پھر نامہ بر داخل ہوا۔ اوس کے پیچھے بہت سے لوگ گئے حضرت علیؓ میں بیٹھے تھے۔ محمدؐ۔ حسنؓ۔ اور صحابہ وغیرہ سامنے بیٹھ گئے۔ نامہ بر خط دینے کے بجائے پڑھا۔ ایک شخص نے چاہا کہ میں لیکر امیر المومنینؑ کو دوں اوس نے کہا کہ

میں خود اون کے ہاتھ میں دوں گا۔ امیر المومنین نے ہاتھ بڑھا کر اوس کو لے لیا اوس کی پشت پر یہ لکھا تھا کہ "از جانب معاویہ بہ علیؑ"۔ اوس کو کھولا۔ لوگ خاموش بیٹھے تھے کہ سُنیں اسمیں کیا لکھا ہے۔ اوس کے اندر کچھ بھی نہیں لکھا تھا اونکو حیرت ہوئی کہ یہ کیا بات ہے نامہ بر سے پوچھا کہ کیا خبر ہے۔

نامہ بر:۔ "مجھکو امان دیجیے"

امیر المومنین:۔ "پیامبر قتل نہیں کیا جاتا"

نامہ بر:۔ "میں ایک ایسی قوم کو چھوڑ کے آیا ہوں جو بلا خون کا بدلہ لیے ہوئے کبھی باز نہیں رہ سکتی"

امام علیؑ:۔ "کس سے؟"

نامہ بر:۔ "آپ سے۔ جامع دمشق کے ممبر پر خلیفہ مقتول کا قمیص رکھا ہے اور اُس کے اوپر میں ساٹھ ہزار آدمیوں کو روتا ہوا چھوڑ آیا ہوں"

حضرت علی بڑی تعجب کی نگاہ سے اوس کی طرف دیکھنے لگے۔ اور کہا کہ مجھ سے عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ لینگے ؟ یا اللہ تو خوب جانتا ہے کہ میں بری ہوں یہ کہکے اپنا مُنہ نامہ بر کی طرف سے پھیر لیا۔ گویا اُس کی طرف دوبارہ دیکھنا ناگوار سمجھتے تھے اور حکم دیا کہ باہر جاؤ وہ باہر نکلنے لگا کہ ایک شخص نے اوس کے قتل کرنے کے لیے تلوار کھینچی حضرت علی نے اوسے ڈانٹا اسلیے وہ رُک گیا اور نامہ بر باہر نکل گیا اوس کے نکلنے کے ساتھ ہی سب لوگ باہر آئے حضرت علیؑ اور حضرت حسن سلامت گئے۔ عبد اللہ ابن عباس کو بلایا اور کہا کہ معاویہ کی حالت تم لوگ سُن چکے اب بے لڑائی کیے چارہ نہیں ہے۔ مستعد ہو جانا چاہیے سب نے ایک زبان ہو کے کہا کہ بیشک اب تو لشکر کی تیاری ضروری ہے۔ اب لشکر تیار کیا گیا۔ اہل مدینہ نے گو اوّل اوّل سُستی ظاہر کی مگر پھر مستعد ہو گئے۔

محمد ابن حنفیہ حضرت علیؑ کے بہادر بیٹے اون کے سپہ سالار ہوئے میمنہ میں

عبداللہ ابن عباسؓ میسرہ میں عمر ابن سلمہ مقرر کئے گئے۔

جب یہ لشکر درست ہو گیا اور لڑائی کا یقین ہو گیا تو محمدؐ نے اپنے دلمیں سوچا کہ امیرالمؤمنین نے مجھکو کیوں نہ اس لڑائی میں مامور فرمایا۔ خاصکر اوس کو یہ بھی خیال ہوا کہ میں خلیفہ کے قاتلوں کا حامی ہوں۔ مجھے تو ضرور ہی اس لڑائی میں جانا چاہیئے۔ علاوہ بریں یہ بالکل جھوٹا الزام امیرالمؤمنین پر لگایا گیا ہے اون سے اسکا دفع کرنا واجب ہے۔ یہ سب سوچکر وہ حضرت علی کے پاس چلا کہ اون سے کہوں کہ اس لڑائی میں مجھے بھی مامور فرمایا جائے +

دوسری لڑائی

جب یہ گھر پونچا تو حضرت علیؓ اسوقت عجیب متردد حالت میں تھے۔ اپنے کمرہ سے باہر بار باہر آتے تھے اور اندر جاتے تھے۔ ہاتھ میں ایک خط لئے ہوئے تھے جسکو غور سے دیکھتے تھے اور سخت قلق کی حالت میں تھے ان کے پاس جانے سے اسوقت اوس کو خوف معلوم ہوا۔ دروازہ کے پاس کھڑا ہو گیا۔ لیکن حضرت علیؓ نے اوس کو دیکھ لیا اور بلایا یہ اندر جاکر آہستہ سے بیٹھ گیا اسقدر جرأت نہوئی کہ کچھ دریافت کرے منتظر رہا کہ شاید امیرالمؤمنین خود ہی کچھ کہینگے۔ بڑی دیر کے بعد حضرت علیؓ نے اس سے پوچھا کہ حسنؓ کہاں ہیں۔

محمد :۔ "میں نہیں جانتا ہوں۔ شائد مسجد میں ہوں۔ کیا کام ہے اگر مجھ سے ہو سکتا ہے تو میں کر لاؤں"

علیؓ :۔ "اچھا میں کہتا ہوں تم اسوقت کس کام کو آئے ہو"

محمد :۔ "میری یہ خواہش ہو کہ آپ سب لوگوں کے برابر مجھ کو بھی شمار کریں"

علیؓ :۔ "اس سے کیا مطلب"

محمدؓ :- "آپ نے سب لوگوں کو لڑائی کے لئے تیاری کا حکم دیا۔ سپہ سالار میمنہ، میسرہ، سب مقرر کر دیا۔ لیکن میری نسبت کچھ حکم نہیں ہوا۔ حالانکہ اس لڑائی میں میرا جانا بہتر تھا۔"

حضرت علیؓ :- (ایک قلق آمیز مسکراہٹ کیساتھ) "میں تم کو بالکل اپنی اولاد کے برابر سمجھتا ہوں۔ میں نے اس لڑائی کیلئے اپنے بیٹے محمدؓ ابن الحنفیہ تمہارے ہم نام کو مقرر کیا ہے۔ تم کو دوسری لڑائی میں بھیجوں گا۔ تمہاری ہمت میں اللہ برکت دے۔"

محمدؓ :- "میں ہر حال میں آپ کا مطیع ہوں۔ مگر یہ لڑائی میرے لئے بہت موزوں ہوتی۔"

حضرت علیؓ :- "گھبرانے کی کیا ضرورت ہے۔ ایسے وجوہات پیش آئے ہیں کہ جن سے دوسری لڑائی ہوگی۔"

محمدؓ کو یہ سنکر ظن غالب ہوا کہ ضرور اس خط میں بھی کوئی اس قسم کی خبر ہے اس نے حضرت علیؓ سے زیادہ توضیح کے لئے پوچھا کہ کون دوسری لڑائی پیش آنیوالی ہے۔

حضرت علیؓ :- (رقعہ کو محمدؓ کے سامنے پھینک کر) "اس کو دیکھو یہ ابھی میرے پاس آیا ہے۔" محمدؓ اسکو لیکر پڑھنے لگا وہ ام الفضل کا خط تھا جسمیں وہ حضرت علی کو اس بات کی خبر دیتی ہیں کہ مکہ میں ام المومنینؓ اور طلحہؓ اور زبیرؓ وغیرہ نے اتفاق کیا ہے کہ حضرت علی سے خلیفہ مقتول کے خون کا بدلہ لیا جاوے۔ چنانچہ اسی ارادہ سے اب وہ لوگ بصرہ جانے کا قصد رکھتے ہیں۔

(محمدؓ اس خط کو پڑھکر بالکل متحیر ہو گیا۔ دو بارہ سہ بارہ پڑھا اور بالکل سکتہ کی حالت اسپر چھا گئی۔ سر جھکا سوچنے لگا۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ تم نے اپنی بہن کا حال سُنا۔ معلوم تمہاری نسبت انکا کیا گمان ہے۔

محمدؐ: "مجھے خود اُن کے اس ارادے سے تعجب معلوم ہوتا ہے۔ بلکہ اونکی نسبت ابھی ہم کو یقین بھی نہیں آتا ہے کہ انہوں نے ایسا کیا ہوگا۔ جو شخص یہ خط لایا ہے اوس کی زبانی کچھہ اور نہیں معلوم ہُوا"

حضرت علیؓ: "یہ رقعہ کیا کم ہے"

محمدؐ: "مگر نہ معلوم کیوں یہ سب لوگ ایسا کرنے پر آمادہ ہوگئے ہیں؟"

حضرت علیؓ: "تم اس کا سبب پوچھتے ہو میں پہلے ہی تم سے کہا تھا کہ خلیفہ کو قتل نہ کرواؤ ان کے قتل سے بڑے فتنے پیدا ہوں گے۔ کیونکہ بعض لوگ خود اپنے لئے خلافت کے خواہاں بنجائیں گے۔ اگر عثمانؓ زندہ ہوتے تو یہ لڑائی کے وجوہات کیوں پیدا ہوتے۔ میرے ہاتھ پر گو طلحؓہ اور زبیرؓ نے بیعت کر لی مگر میں خوب جانتا تھا کہ ان کی نیت فاسد ہے۔ اسوقت بھی گو ہمارے مقابلہ کے لئے وہ دونوں متفق ہوگئے ہیں مگر جب وہ ہمارے اوپر غالب ہوجائینگے تو آپس میں اون کی لڑائی ہوگی جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اون دونوں میں سے ایک فنا ہوجائے گا اور ہزاروں مسلمان خاک وخون میں ملجائینگے اگر مجھے یہ یقین ہوتا کہ میرے خلافت چھوڑ دینے سے یہ فتنہ فرو ہوجائے گا تو واللہ میں ابھی چھوڑ دیتا۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ پھر بھی لڑائی باہمی اُن میں قائم رہے گی"

یہ بھی تم سمجھہ لو کہ معاویہ کو بھی اس خلافت کی ہوس دن سے طمع ہے عثمانؓ کے خون کے مطالبہ کو اُس نے فقط ایک بہانہ بنایا ہے ورنہ اصل مطلب اُسکا یہ ہے حالانکہ یہ جانتا ہے کہ علیؓ سے زیادہ حقدار کوئی نہیں ہے۔ حمایت اسلام مجھے اسبات پر مجبور کر لی ہے کہ میں اس خلافت پر استقلال کے ساتھہ جمکر اون مدعیان خلافت کا مقابلہ کروں۔ کیا عجب ہے کہ سب لوگ میرے ہاتھہ پر بیعت کرلیں اور فتنہ کی آگ ٹھنڈی ہوجائے" یہ گفتگو کرتے کرتے اون کی پیشانی سے پسینہ ٹپکنے لگا دونوں آنکھیں جوش حمایت

سرخ ہو گئیں اور عجب ہیبت اور جلال برسنے لگا۔ محمدؓ نے اس شرم سے کہ اُسنے ان کے خلاف منشاء خلیفہ کے قتل میں سازش رکھی تھی۔ گردن جھکالی خوف سے کچھ کہنے کی جرأت نہوتی تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد سر اٹھا کر محمدؓ نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ عائشہؓ کو طلحہ اور زبیر نے برانگیختہ کیا ہے اور مجھے امید ہے کہ جس وقت میں ان سے ملوں گا اور سمجھاؤں گا تو وہ اپنے ارادے سے ضرور باز آئینگی۔ لیکن میں نہیں سمجھتا کہ وہ سب لوگ بصرہ کو کس خیال سے جائینگے +

حضرت علیؓ: "مدینہ والوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔ اہل مکہ کو نقض بیعت پر آمادہ کیا۔ اب غالباً کوفہ بصرہ ہر جگہ جاکر یہی کریں گے"

محمدؓ: "آپ نے قاصد سے تفصیلی کیفیت پوچھی تھی"

حضرت علیؓ: "میں نے تو کچھ زیادہ نہیں دریافت کیا"

محمدؓ: "مجھ کو آپ اجازت دیتے ہیں کہ میں اُس سے جاکر تفصیلی حالات دریافت کروں"

حضرت علیؓ: "وہ تو غالباً زیادہ حالات سے واقف ہی نہیں ہے۔ لیکن میری یہ رائے ہے کہ تم خود مکہ جاکر اس امر کی حقیقت دریافت کرو۔ چونکہ وہ تمہاری بہن ہیں اسلئے وہاں تمہارا ہی جانا مناسب ہوگا۔ محمدؓ یہ حکم پاکر نہایت خوش ہوا۔ کیونکہ یہ علاوہ اس کے کہ امیرالمومنین کو حکم کی اطاعت سے اسلام کی ایک بہت بڑی خدمت ہے اور وہاں پہنچکر اسماء سے بھی ملاقات ہوگی۔ بڑی خوشی سے اُسنے جواب دیا کہ بہت بہتر ہے۔ میں ضرور جاؤں گا اگر طلحہؓ اور زبیرؓ نے عائشہ رضی اللہ عنہ کو برانگیختہ کیا ہے تو ضرور میں اس بات کی کوشش کروں گا کہ وہ اس ارادہ سے باز رہیں۔ میرے جانے کی کسی اور کو خبر تو نہیں ہونی چاہیئے +

حضرت علیؓ: "ہاں کوئی نہ جانے۔ جاؤ فی امان اللہ"

محمدؐ:۔ "تو میں کچھ قاصد سے دریافت کر لوں"

حضرت علیؓ:۔ "جاکے پوچھو۔ وہ مہمان خانہ میں ٹھہرا ہے۔ محمدؐ دارالاضیاف میں گیا وہاں قاصد سے ملاقات کرکے حالات پوچھے۔ پھر اوس بڑھیا کا حال پوچھا۔

قاصد:۔ "جسدن میں وہاں سے چلا تھا اوسدن اُسے میںنے دیکھا تھا اوس کے ساتھ ایک نوجوان عورت تھی وہ بیمار تھی۔

محمدؐ:۔ "تم اوس کو پہچانتے تھے"

قاصد:۔ "جی نہیں۔ میںنے کبھی اوسکو دیکھا نہیں تھا وہ اسی بڑھیا کے ہمراہ پہلے ام المومنین کے ہاں ٹھہری تھی۔ پھر ام الفضل کے پاس چلی آئی۔ بخار آتا ہے"

یہ سُنکر محمدؐ کو یقین ہو گیا کہ وہ اسما ہے۔ اوسکو سخت بیکلی ہوئی اور نہایت تیزی سے وہاں سے روانگی کے لئے مستعد ہو گیا۔

خیالات

مدینہ سے اوسیدم وہ روانہ ہو گیا اور رات قبا میں بسر کی۔ وہاں اسماؔ کی ملاقات کی ابتدائی حالت اوس کے دلمیں آئی اور اوسکو اسقدر شوق ہوا کہ کاش اگر پرند ہوتا تو اُسی وقت اوڑکے پہنچتا۔ صبح ہوتے ہی وہاں سے روانہ ہو گیا۔ راہ بھر اہ بڑی سریع مقدار سے جاتا تھا اور بیچ در بیچ خیالات میں غرق تھا جسقدر مکہ کے قریب ہوتا جاتا تھا اوسی قدر یہ خیالات بھی ترقی کرتے جاتے تھے۔ یوں ہی اوسکا تمام راستہ طے ہوا شام کو وہ ایک ایسے مقام پر پہنچا جہاں سے مکہ صرف چند میل تھا اوسوقت آفتاب غروب ہو گیا تھا صحرا کا سناٹا ایک عجیب سماں تھا۔ کوئی آواز کانوں میں نہیں آتی تھی۔ دور سے ایک جھونپڑا نظر آیا۔ محمدؐ نے اپنے خادم مسعود سے کہا کہ چلو وہاں تھوڑی دیر ٹھہریں رات کی اندھیری میں رستہ بالکل نہیں سجھائی

دیا۔ جب وقت چاندنی نکلے گی یہاں سے چلینگے۔ قریب آکر دیکھا کہ اوس
جھونپڑی کے باہر ایک بوڑھا چٹائی بچھائے ہوئے بیٹھا ہے اور دو
ایک لکڑی کے گھڑے اوس کے سامنے رکھے ہیں جنمیں پانی بھرا ہوا ہے۔
تاکہ آنے جانے والے وہاں پانی پی سکیں۔ محمدؐ کو دیکھکر اوس نے فوراً
اپنی لڑکی کو بلایا کہ یہ مہمان ہیں ان کا بندوبست کر وان کے اونٹ کے
لیے چارہ لاؤ۔ مگر محمدؐ نے اوس سے کہا کہ میرے پاس خادم ہے وہ بندوبست
کرے گا۔ محمدؐ اب وہاں اُتر کر اُس فرش پر بیٹھ گیا جو مسعود نے اُس کیلئے
بچھادیا تھا اوس وقت کسی قدر شب کی تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ مشرقی
مطلع کی صفائی اور اُس کی ہلکی ہلکی روشنی عجیب دلچسپ تھی۔ اوس سے
یہ ثابت ہوتا تھا کہ اب ماہتاب نکل رہا ہے۔ محمدؐ یہ دلکش سماں
دیکھ رہا تھا کہ اوسے مکہ کیطرف سے کچھ سواریاں آتی ہوئی نظر آئیں
یہ اونکو ایک ٹیلہ پر کھڑے ہوئے دیکھنے لگا وہ لوگ بہت دور تھے اونکی
خیالی طور پر اس اندھیری رات میں صورتیں نظر آتی تھیں۔ رات کے
سناٹے میں کچھ آواز بھی معلوم ہوئی محمدؐ نے اپنے دل میں یہ سوچا کہ
غالبًا یہ لوگ مدینے جانے والے ہیں۔ اسی راستہ سے ہوکر جائینگے اسلئے
وہ مطمئین رہا اب وہ کسیقدر قریب آگئے۔ محمدؐ نے غور سے دیکھا تو معلوم
ہوا کہ کئی آدمی ہیں اور بہت سے اونٹ ہیں ایک اونٹ پر ہودج بھی ہے
مگر اب وہ مدینہ کا رستہ چھوڑکر بصرہ کی طرف سیدھے چلے اوس نے یہ سوچا
کہ غالبًا یہ اوس لشکر کا طلایہ ہے جو مکہ سے بصرہ کو گیا ہے اون کی تیز رفتاری
اور شب روی سے اوسکو یہ یقین ہوگیا کہ کسی خاص وجہ سے یہ رات کو بھاگے
جارہے ہیں وہ لوگ نظر سے غائب ہوگئے محمدؐ نے بھی مسعود سے کہا کہ
اب چاند نکل آیا ہے۔ سواری درست کرو۔ مکہ کو چلیں۔ چنانچہ فوراً مکہ کو
وہاں سے روانہ ہوگئے۔ رات کسی قدر زیادہ گذر گئی تھی۔ بازار بالکل

خالی تھا راستہ میں کوئی آدمی اونکو نہیں ملا۔ ام المومنینؓ کے مکان پہنچکر پکارا۔ ایک حبشی خادم نے محمدؓ کی آواز پہچان کر فوراً دوڑ کے دروازہ کھولا اور یہہ اندر گیا +

حیرت

گھر بالکل سنسان تھا وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔ غلام سے پوچھا کہ۔ اُمّ المومنینؓ کہاں ہیں +

غلام۔ "وہ کل یہاں سے چلی گئیں"

محمدؓ "کہاں گئی ہیں؟"

غلام۔ "تو کیا آپنے نہیں سُنا کہ یہاں لوگ کس بات پر مجتمع ہوئے ہیں"

محمدؓ۔ "بصرہ گئی ہونگی"

غلام۔ "ہاں"

محمدؓ۔ "اور کون کون اون کے ساتھ گیا ہے؟" یہ سنکر غلام نے تفصیلی حالت بیان کی۔ محمدؓ نے نہایت افسوس سے کہا کہ اتنی مشقت بھی اوٹھائی لیکن نتیجہ کچھ نہیں نکلا۔ مسعود نے یہ چاہا کہ سواری کی زین وغیرہ اوتار کر اوس کو باندھے۔ محمدؓ نے کہا کہ نہیں ابھی ایک ضرورت سے جاؤں گا یہ کہکر سوار ہوا مسعود سے کہہ گیا کہ تم یہیں ٹھیرو میں ابھی آتا ہوں۔ وہ سیدھا ام الفضل کے گھر پہنچا۔ کواڑ بند تھے اوسوقت خیال آیا کہ اِسوقت انکو نہ جگانا چاہیئے مگر پھر اسماء کے دیکھنے کا شوق غالب آگیا۔ زور سے دروازے کی کنڈی ہلائی۔ ایک خادم نے دروازہ کھولا۔ محمد نے کہا کہ ام الفضل کہاں ہیں اوسنے کہا کہ وہ ابھی اپنے بستر پر لیٹی ہیں۔ غالبؔ ابھی اون کو نیند بھی نہ آئی ہوگی۔ محمدؓ نے کہا کہ اون سے جاکر کہو کہ تمہارا بھائی محمدؓ آیا ہے۔ خادم نے نام سنکر فوراً چراغ جلایا اور ام الفضل کو خبر کی۔ وہ اوسکا نام سنکر گھبرائی ہوئی دوڑی آئیں اور پوچھا کہ کیوں ابن محمد کیا کام ہے؟

محمد:۔(اون کی گھبراہٹ پر تعجب کرکے) میں مدینہ سے آتا ہوں اسما کہاں ہے۔"

ام الفضل:۔"اوسکا حال کیا پوچھتے ہو۔ تم نے تو خود اوسے بلوالیا۔"

محمد:۔"میں۔ میںنے کب بلایا۔"

ام الفضل:۔"کیا تم نے خط نہیں بھیجا تھا اور اپنے یہاں اوس کو نہیں بلایا تھا"

محمد:۔"یہ تم سے کسنے کہا۔"

ام الفضل:۔"کہتا کون میںنے خود تمہارے بھیجے ہوئے آدمی کو دیکھا تھا

اُسنے خط لاکر اسمار کو دیا تھا۔ میںنے اوس کو بہت منع بھی کیا کہ تو ضعیف ہے

اور بیمار ہے مگر وہ ایکدم نہ ٹہیری شام ہی کو چلی گئی یہ بھی میںنے کہا کہ آج صبح

تک رہجا مگر نہ مانی۔"

محمد:۔"کسی نے فریب دیکر میرے نام کا خط بنا لیا اور اس کو دہوکے

سے لے گیا۔ لیکن ایسا کون شخص ہے کہ اسقسم کی جرأت اوس کو ہوئی۔ اور اتنی

بڑی خیانت اوسنے کی۔ ام الفضل نے یہ سنکر اپنا سر پیٹ لیا اور کہا کہ محمد یہ

کیا کہتا ہے۔

محمد:۔"کیا کہوں لوگ اوس کو فریب دیکر لے گئے۔ میںنے نہ کوئی خط بھیجا اور

نہ اوس کو بلایا اب یہ بتاؤ کہ وہ کس راستہ سے گئی ہے۔

ام الفضل:۔"اسی راستہ سے گئی ہے مدینہ کیطرف۔ محمد کو اُسوقت وہ لوگ یاد آئے

جو آج شام کو مکہ سے نکلکر مدینہ کے راستہ سے علحدہ ہوکے راستہ پر ہو گئے تھے۔

اوس نے تعین کر لیا کہ وہی لوگ ہونگے۔ جنکو میںنے دیکھا تھا۔ یہ سوچکر اون سے

رخصت ہوکے چلا ادہنوں نے کہا کہ ٹہر جاؤ اوس نے کہا کہ یہ وقت بہت ہی

قیمتی ہے۔ اب میں جاتا ہوں راستہ میں بڑا افسوس کرتا تھا کہ ادن لوگوں کو جاکر

میںنے خود کیوں نہ دیکھا۔

ام المومنین کے گھر میں پہنچکر دیکھا تو مسعود بالکل غافل سورہا ہے بکان سے

چور ہورہا تھا۔ محمد نے جگایا کہ فوراً یہاں سے واپسی کی تیاری کر دو وہ آنکھیں

ملتا ہوا او ٹھا۔ ام المومنینؓ کے خادم انکی واپسی کے ارادے کو سنکر ان کے لئے کہانا وغیرہ لائی اوس سے فارغ ہو کر یہ وہاں سے سوار ہوا۔ جہانتک ہوسکتا تہا وہ تیز رفتار سے جاتا تھا شہر سے باہر نکلکر اوسی راستہ کی طرف چلا جسطرف شام کا قافلہ گیا تھا مسعود کو ابتک یہ گمان تھا کہ یہ مدینہ واپس جارہا ہے۔ مگر جب مدینہ اور بصرہ کا دوراہا آیا تو محمد نے بصرہ کی طرف سواری کی باگ موڑی مسعود نے اپنے خیال کے مطابق محمد سے کہا کہ مدینہ کا یہ راستہ ہے اوس نے کہا کہ میں جانتا ہوں لیکن مجھکو بصرہ کیطرف جانا ہے "

اسوقت ماہتاب بالکل سر پر ہے۔ شروع بہار کا زمانہ ہے۔ آدہی رات کو اس ریگستانی صحرا کا دلفریب سہانا سماں بالکل فطرتی ہے۔ ہلکے ہلکے ہوا کے خوشگوار جہونکے پایاں نظر تک پہیلے ہوئے چاندنی رات کے چلنے والوں کے لئے عجیب محو حیرت کر دینے والا سین ہے۔ اب یہ دور نکلگئے اور ایک دوراہہ پر جسکا ایک راستہ کوفہ کا تہا اور ایک بصرہ کا یہ یکلخت چپ کہڑے ہوگئے۔

نشان قدم

مسعود حیرت میں تھا کہ محمدؐ کہاں جاتا ہے اب محمد کے کہڑے ہونے سے یہ بہی کھڑا ہوگیا۔

مسعود کی عمر تقریباً پچاس سال کی ہوگی۔ یہ دُبلا پتلا۔ طویل القامت اور نہایت جفاکش ہے۔ ہمیشہ اوس کی عمر سفر میں گذری۔ راستوں سے بہی یہ کمال درجہ واقف ہے اور خاصکر قیافتہ الاثر نقش قدم میں اسکو بڑا ملکہ ہے بہت ہی تیز ذہن اور سنجیدہ ہے۔ محمدؐ کو یہاں متردد دیکھکر اوس نے پوچھا کہ یہاں کہڑے ہونے کی وجہ کیا ہے

محمدؐ :- "کیا تم قیافتہ الاثر بہی کچھ جانتے ہو"۔

مسعود :- "ہاں اسمیں تو میں بہت بڑا ماہر ہوں"

محمد:۔ اس ریگستان میں دیکھو تو کتنے آدمی گئے ہیں اور کب گئے ہیں اور کس طرف گئے ہیں؟

یہ سُنکر وہ فوراً اپنی سواری سے اوتر پڑا اور اس صحرا میں نقش قدم کی تفتیش کرنے لگا۔ اب وہ اپنی آنکھیں بالکل زمین سے لائے جاتا ہے اور بعض جگہ دیر دیر تک غور سے دیکھتا ہے۔ محمدؔ انتظار میں کھڑا ہے۔ جسقدر وہ دیر لگاتا ہے اوسی قدر اوس کی نا امیدی بڑہتی جاتی ہے اور یہہ خیال کرتا ہے کہ ایسا نہو کہ رات ہی گذر جائے۔ یکایک مسعودؔ نے سر اٹھایا محمدؔ جلدی سے اوس کی طرف بڑھ کے گیا اور پوچھا کہ کچھ پتہ لگا۔

مسعود:۔ نشانات بالکل بے ترتیب اور مختلط ہوگئے ہیں اس وجہ سے مجھے پہچاننے میں دقت واقع ہوئی ان نشانات پر غور کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک چھوٹا سا قافلہ تھا جسمیں چند اونٹ تھے دو اونٹ اونمیں برابر چلتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن دونوں پر ایک ہودج تھا اور اس قافلہ کیساتھ کئی شخص پیدل چلنے والے بھی معلوم ہوتے ہیں یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ آپس میں اونمیں اختلاف رائے ہوا ہے۔ کیونکہ بعض بعض جگہ نشانات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی نے کسی طرف اور کسی نے کسی طرف رخ کر دیا ہے لیکن آخر میں متفق ہوکر وہ یکسو چلے ہیں۔

محمد:۔ "وہ کس طرف یکسو ہوکر گئے ہیں؟"

مسعود:۔ "بصرہ یا کوفہ کی طرف یہ سنکر محمدؔ چپ ہوگیا اور اُسے قطعی یقین ہوگیا کہ واقعی یہ وہی قافلہ ہے جس کو اُس نے شام کو جاتے ہوئے دیکھا تھا۔ مسعودؔ سے پوچھا کہ یہ بھی معلوم ہوسکتا ہے کہ یہ لوگ کب گئے ہیں؟

مسعودؔ:۔ نشانات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ شروع رات میں گئے ہیں اور بہت تیزی سے گئے ہیں؟

محمدؔ:۔ اچھا اگر اسی نقش قدم کے سراغ سے ہم اونکا پیچھا کریں تو کتنے دن

میں ہم اون کو پا لینگے۔

مسعود:۔ "اگر اسی تیزی سے وہ برابر چلتے جاتے ہونگے تو دو تین دن سے کم میں ہم اونکو نہیں پا سکتے ۔۔۔۔۔۔ لیکن یہ بتلایئے کہ آپکو اُن سے کیا ایسی ضرورت ہے"

محمدؐ:۔ "مجھ کو اون سے ایک نہائت سخت ضرورت ہے تم اس بڑھیا کو پہچانتے ہو جو مدینہ میں ہمارے ہاں رہتی تہی"

مسعود:۔ "ہاں پہچانتا ہوں"

محمدؐ:۔ "میں نے اوس کے ساتھ ایک نوجوان حسینہ بھیجی تھی کہ امّ المومنینؓ کے پاس وہ دونوں رہیں۔ یہاں جو مختلف دیار کے لوگ جمع ہوئے تو کسی نے جعلی خط میری طرف سے اوس کے نام کا بنا کر اوس کو دیا اور اسمیں یہ لکھا تہا کہ محمدؐ نے تم کو بلایا لعد اونٹ بھیجا ہے۔ چنانچہ وہ بلا پس و پیش اوس کے ساتھ چل نکلی یہ جو قافلہ گیا ہے وہی لوگ ہیں زیادہ تردد یہ ہے کہ وہ آجکل بیمار تہی"

مسعود:۔ "اگر مناسب خیال کیجیے تو میں جاؤں اونکا پتہ لگاتا ہوا اون سے ملوں۔ اور اگر ہو سکے تو اوسکو اُن کے ہاتھ سے چھڑا لاؤں۔" محمدؐ نے اس کی جرأت اور ہمت کی بہت تعریف کی اور تاکید کی کہ اچھا تم بہت جلد جسقدر ممکن ہو تیزی کیساتھ جاؤ اور پتہ لگا کے آؤ۔"

حضرت علی رضی اللہ عنہ بصرے جاتے ہیں

محمدؐ کے جانے کے بعد حضرت علیؓ اپنے دل میں سوچنے لگے۔ اون کی یہ رائے ٹھیری کہ ابہی شام میں جانا مناسب نہیں ہے۔ بہتر یہ ہے کہ بصرہ چلو جہاں یہ لوگ گئے ہیں۔ اور صحابہ کو بھی بلا کر اس معاملہ میں رائے لی سب لوگوں نے متفق ہو کر بصرہ ہی کا جانا پسند کیا حضرت علیؓ نے تمام اہل مدینہ کو جمع کر کے کہا کہ تم لوگ مستعد ہو جاؤ۔ جس سے اسلام کی ابتدا درست ہوئی ہے اوسی سے اس کی انتہا بھی درست ہوگی۔

اللہ تعالیٰ نے تمہاری مدد کی ہے تو ان لوگوں کی طرف سے کچھ سستی معلوم ہوئی۔ مگر تمام صحابہ مستعد ہو گئے جو لشکر شام کے لئے تیار کیا گیا تھا وہ بھی سب اوس میں شامل کیا گیا اور مدینہ سے تین میل کے فاصلہ پر یہ لشکر ٹھہرایا گیا اوس کا علم بدستور محمد ابن الحنفیہ کے ہاتھ میں دیا گیا۔ اس درمیان میں محمدؓ نے بھی آکر اہل مکہ اور طلحہ و زبیر اور ام المؤمنینؓ کی کیفیت بیان کی اور اسی دن کوچ ہوا محمدؓ اور حسنؓ بھی اوسی لشکر میں شریک ہوئے۔ حضرت علی کی نسبت لوگ خیال کرتے تھے کہ غالباً یہ نہ جائینگے مگر وہ سب سے آگے سوار ہو کے چلے۔ عبداللہ ابن سلام نے اون کی باگ پکڑ لی کہ آپ مدینہ چھوڑ کے نہ جائیں اونھوں نے کہا کہ میرا جانا ضروری ہے اون کی سواری میں ایک سرخ ناقہ تھی اور اوس کے پیچھے ایک کمیت گھوڑا کوتل تھا۔ لشکر بڑے جوش کیساتھ چلا۔ لیکن امام حسنؓ حضرت علی رضہ کے خود تشریف لے چلنے سے ناخوش تھے اون کی رائے یہ تھی کہ یہ مدینہ نہ چھوڑیں جسوقت لشکر روانہ ہو گیا تو اونھوں نے سوچا کہ ایک مرتبہ خلیفہ سے چلکر اور کہوں چنانچہ وہ قریب آئے اور کہا کہ میں آپکو جو رائے دیتا ہوں اوسکو آپ بالکل بے وقعت خیال کرتے ہیں اور نہیں مانتے میں نے پیشتر آپ سے کہا تھا کہ باغیوں نے عثمان کو گھیرا ہے۔ آپ یہاں سے دوسری جگہ تشریف لے جائیے ورنہ مدعیان خلافت آپ ہی پر اون کے خون کا الزام رکھینگے۔ مگر آپ نہ گئے پھر بیعت خلافت کے وقت میں نے یہ رائے دی کہ آپ صرف اہل مدینہ سے بیعت نہ لیں تاوقتیکہ بصرہ۔ کوفہ۔ مکہ وغیرہ کے سربرآوردہ لوگ نہ آلیں آپ نے اس کو بھی نہ مانا پھر اسوقت میں کہتا ہوں کہ آپ مدینہ میں رہیں ایسا نہو کہ شیر غیر کا تسلط ہو جائے۔ آپ اس کو بھی نہیں مانتے۔

حضرت علیؓ: "جب عثمانؓ لوگوں نے محصور کیا تھا تو اوس وقت ہم بھی محصور تھے ہم کو وہ لوگ کہاں جانے دیتے تھے۔ بیعت لینے کی بابت جو تم کہتے ہو تو بیعت اہل حل اہل مدینہ ہی کی ہے اور جلدی اسوجہ سے کی کہ میرا خیال تھا کہ یہ نااہل لے

ضائع کردینگے اب بیعت لینے پر اگر کوئی شخص بغاوت کرے تو میرا فرض منصبی ہے کہیں اوس سے لڑوں تم جو میرا جانا ناپسند کرتے ہو تو کیا میں بزدلوں کی طرح گھر میں بیٹھے رہتا۔ ابتدائے بغاوت انہی لوگوں کی طرف سے ہے۔ میں اوس کے دور کرنے کے لیے بالکل مستعد ہوں اور مجھ کو اپنے فرائض کی انجام دہی کے لیئے اسی طرح مستعد رہنا چاہیئے +

مسعودؔ اور بڑھیا

محمدؔ بھی اوسی لشکر کے ساتھ ساتھ ہے گو لڑائی اور خلافت کے اہم معاملات کے پیچ در پیچ خیالات اوس کے دل میں بھرے ہوئے ہیں مگر جس وقت ذرا بھی اُن سے فرصت ہوئی فوراً اسماء کا خیال آگیا۔ مسعود کو عرصہ ہوگیا وہ نہیں آیا جس قدر اُس کے آنے میں دیر ہوتی ہے اوسی قدر اُس کی بیتابی دن بدن بڑھتی جاتی ہے بار بار یہ ارادہ کرتا تھا کہ کاش امیر المومنین سے کہکر میں خود ہی اوس طرف کسی بہانہ سے چلتا +

اس وقت رات کا وقت ہے وہ اپنے خیمہ میں لیٹا ہوا انہیں خیالات میں مستغرق ہے ایک چراغ مدہم روشنی سے ٹمٹما رہا ہے یکایک ایک آواز اوس کے کان میں آئی جو بالکل مسعود کی آواز سے ملتی جلتی معلوم ہوئی یہ فوراً اٹھ بیٹھا اور مسعود۔ مسعود پکارا۔ مسعود خیمہ کے اندر داخل ہوگیا یہ معلوم ہو رہا ہے کہ بالکل سفر سے چلا آرہا ہے اوس کے ہمراہ بڑھیا بھی ہے جس کو بادی النظر میں چراغ کی کمزور روشنی میں محمدؔ نے نہیں پہچانا تھا۔ محمدؔ اون کو دیکھکر بہت خوش ہوگیا اوس نے بڑھیا سے پوچھا کہ کیوں کیا بات ہوئی اور اسماء کو کہاں چھوڑا +

بڑھیا: میرا خیال ہے کہ وہ بصرہ میں ہوگی یا شاید کوفہ میں ہو +

محمدؔ: تم اکیلی کیوں چلی آئیں اور اوسکو کیوں چھوڑ دیا +

بڑھیا:۔ "ذرا سستا لوں تو میں شروع سے آخر تک قصہ کہنے کو ہوں یہ سنکر محمدؐ نے مسعود سے گفتگو شروع کی کہ تم سے بڑھیا سے کہاں ملاقات ہوئی اور کتنے عرصہ تک تم کہاں رہے"

مسعود:۔ "میں اوس قافلہ کی تلاش میں اوس کے نشان قدم کے سراغ سے چلا مگر راستہ میں نشانات کچھہ ایسے مختلط تہے کہ بڑی دقت واقع ہوئی اسی وجہ سے دیر لگی وہ ایسے مختلف راستہ سے گئے تہے کہ مجھے سخت شبہ پڑ گیا اور میں بصرہ میں جا نکلا وہاں ام المومنین کے لشکر کو بہی مینے دیکھا جو شہر کے باہر خیمہ زن ہے پہر وہاں سے میں دوسرے راستہ کی طرف پلٹا۔ کچھہ ہی دور آیا ہونگا کہ یہ بوڑھیا اکیلی آتی ہوئی مجھکو ملی میں اس کو دیکھکر بہت خوش ہوا اور اسماء کی حالت پوچھی اس نے کہا کہ وہ لوگ اوس کو لیکر خدا جانے کس طرف گئے اسماء نے آپکے نام ایک خط دیا ہے بڑھیا کے پاس ہے میرا ارادہ تہا کہ میں اوس کا پیچہا کرکے پتہ لگاؤں مگر اس نے منع کیا محمدؐ نے یہ سنکر بڑھیا سے پوچہا کہ بتاؤ کیا واقعہ ہوا شروع سے آخر تک کہو۔

بڑھیا:۔ "ام الفضل کے گہر میں اسماء مریض تہی مگر اوس کو یہاں بالکل چین نہیں تہا اوس کا یہ ارادہ تہا کہ لوگ جو حضرت علی سے خون کا بدلہ لینے جاتے ہیں اس کے خلاف وہ کوشش کرے اور امیر المؤمنین کی حمایت کرے۔ جبدن ام المومنین مکہ سے روانہ ہوکر بصرہ چلی ہیں وہ دن اسپر بہت شاق گذرا اور بار بار یہہ کہتی تہی کہ میں حضرت علی کی مدد کیوں نہیں کرسکتی وہ ان الزامات سے بالکل بری ہیں جو یہ لوگ اونپر لگاتے ہیں وہ اسی دن مدینہ سے امیر المومنین کی حمایت کرنے کے لئے نکلی مگر تم نے اوس سے یہ کہدیا تہا کہ ہم عنقریب کسی کو بہیجینگے اور تم کو بلا لینگے اسی وجہ سے وہ ٹہیری رہی ام المومنین کے سفر کے دوسرے دن شام کو ایک نامہ بر خط لایا جو تمہاری طرف سے لکھا ہوا تہا اسماء اوس کو پڑھکر بہت خوش ہوئی اور مجھ کو بلا کے کہنے لگی کہ دیکھو یہ محمدؐ

کا خط آیا ہے ہمارے لئے سواری بھیجی ہے اور ہم کو مدینہ بُلایا ہے اوسی وقت
اُسنے روانگی کی تیاری کردی گو امُ الفضل نے بہُت کہا اور مینے بہی کہا کہ صبح
کو جانا مگر وہ اُسی وقت مستعد ہو لی اور ایسی خوش تہی کہ گویا وہ قید خانہ سے
نکلتی ہے بخار کی وجہ سے وہ بہُت ہی ضعیف ہوگئی تھی مینے نامہ بر سے کہا
کہ سواری یہیں لاؤ۔ مگر وہ اوس کے ساتہہ ہوگئی۔ بڑی دیر کے بعد ہم ایک
جگہ پہُنچے جہاں دوا ونٹوں پر ایک ہودج رکہا تہا اور کئی آدمی ہتے جن کو
مینے مطلق نہیں پہچانا مجھ کو خوف معلوم ہوا کہ ایسا نہو کہ فریب ہی ہو چنانچہ
اسماء سے بہی اس بات کو کہا مگر وہ اس شوق سے کہ میں محمدؐ کے یہاں جلتی
ہوں بالکل اندہی ہوگئی تہی۔ فوراً ہودج میں بیٹھ گئی اور جب ہم مدینہ اور
بصرہ کے دوراہہ پر آئے تو وہاں چند مسلح لوگ کہڑے ہتے اور ہمارا انتظار
کررہے تہے اون میں ایک نوجوان نہائت حسین تہا اور بہُت قیمتی لباس
پہنے ہوُئے تہا یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہی سردار ہے وہاں پہنچکر اونہوں نے
چاروں طرف سے ہمارے اونٹ کو گہیر لیا اور بیچ میں کر کے لے چلے اوس
وقت ہم کو پورا یقین ہوگیا کہ ہم بیطرح پہنس گئے اور ہماری سواری کو بصرہ
کی طرف لیچلے۔ مینے ان لوگوں سے پوچہا کہ کس طرف ہم کو لئے جاتے ہو۔
اونہوں نے جواب دیا کہ جہاں ہمارا دل چاہے گا لیجائینگے اس سخت جواب سے
میں بالکل مایوس ہوگئی۔ چاندکی روشنی میں مینے اسماء کیطرف دیکھا وہ
نہائت ثابت قلب تہی میں اور اسماء ایک ہی ہودج میں بیٹھے تھے مگر جب
بصرہ کے راستہ پر ہوئے تو مجھ کو اوتار کر دوسرے اونٹ پر سوار کرایا۔ محمدؐ
اوس کی گفتگو بڑی غور سے سن رہا تھا اور اوس کی طرف ٹکٹکی لگائے تہا

اسماء قید ہوگئی

بڑہیانے پہر کہا کہ رات بہر وہ بڑی تیزی سے چلے گئے صبح کو جب مینے

غور سے اون کی صورت دیکھی تو ایک شخص کو میں نے پہچانا کہ بہت عرصہ ہوا وہ
ام المومنین کے غلاموں میں تھا مگر اوس حسین نوجوان کو میں نے نہیں پہچانا اوس
کی صورت اور وضع سے معلوم ہوتا تھا کہ بہت بڑا امیر ہے میں نے سنا تو یہ
سمجھا کہ بصرہ کا رہنے والا ہے اور اوس کو سعید کے نام سے لوگ پکارتے تھے
وہ اسماء کے ہودج کے پاس آیا۔ میں دور سے دیکھتی تھی اور اوس کی کچھ
باتیں بھی سنتی تھی یہ پوچھ رہا تھا کہ تیری طبیعت اس وقت کیسی ہے تمام
خدمت گاروں کو اسماء کی خدمت کے لئے اوس نے حکم دیا اور اسماء کے لئے
کھانا بھجوایا۔

محمد:۔ "اسماء نے کھانا کھایا؟"

بڑھیا:۔ "میں کیا کہوں آجتک میں نے اسماء سے زیادہ کوئی مستقل مزاج عورت
نہ دیکھی باوجودیکہ اجنبی لوگوں میں وہ بیٹھی تھی مگر اوس کی پیشانی پر شکن
بھی نہیں تھا۔ وہ نوجوان بات کرنے میں اسماء سے بہت خوف کھاتا تھا۔ مگر اسما
کے چہرے سے بالکل خوف کے آثار نہیں پائے جاتے تھے حالانکہ میں ڈر سے
کانپ رہی تھی اور میرے حواس بجا نہ تھے"

محمد:۔ "میرے سوال کا جواب تو دو کہ اوس نے کھانا بھی کھایا یا نہیں"

بڑھیا:۔ "اوس وقت تو غالبًا نہیں کھایا تھا مگر بے کھانے کے گذارہ کیسے
کر سکتی ہے"

محمد:۔ "اچھا پھر کیا ہوا"

بڑھیا:۔ "تھوڑی دیر ٹھیر کر ہم پھر چلے ہمارا رخ اوسوقت عراق کی طرف تھا۔
کچھ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ کیا کریں اسماء بھی بالکل چپ بیٹھی تھی کیا کر سکتی تھی
اوس کے ہاتھ میں بھی کچھ نہیں تھا میں اوس کو دیکھتی جاتی تھی وہ خاموش
بیٹھی کچھ سوچ رہی تھی +

سعید جس نے اسماء کے حاصل کرنے کے لئے یہ خیانت کی تھی وہ خود خوفزدہ

معلوم ہوتا تھا۔ اکثر کسی گفتگو کے ارادے سے اسمار کے ہودج کے پاس
جاتا تھا لیکن وہاں نہیں کہہ سکتا تھا ٹلنے کے طور پر کوئی دوسری بات کر دیتا
میں ہرچند چاہتی تھی کہ اسمار کے قریب ہو جاؤں لیکن کچھ بس نہیں چلتا تھا
مینے اخیر پر یہ حیلہ کیا کہ بالکل بیمار بنگئی اور درد شکم کی سخت شکایت ظاہر
کی اور یہ کہا کہ میں اونٹ پر نہیں بیٹھ سکتی مجھے ہودج پر پہنچا دو۔ سعید نے کہا کہ
اس بڑھیا کو اسی میدان میں اتار کے چھوڑ دو اور آگے بڑھو یہ سنکر میں
چلائی کہ میری بیٹی اسمار کو دکھلا دو۔ اسمانے میری فریاد سنکر خود ہی
اپنے ہودج میں مجھکو بلا لیا اور میں اوس کے ہودج میں پہنچائی گئی اسمار
نے مجھ کو بٹھلا کر اوس کے تمام پردے لٹکا دیئے مینے آہستہ سے اوس سے
پوچھا کہ تمہارا کیا ارادہ ہے؟

اسمار نے ایک سرد آہ کھینچکر کہا کہ میں اپنا حال کیا کہوں۔ آج تک
کبھی ایسی آفت میں میں مبتلا نہیں ہوئی اگر اس حالت میں میں اپنے کو
خوف زدہ ظاہر کروں تو کیا فائدہ ہوگا۔ میں جانتی ہوں کہ میں حبس خطرناک
حالت میں ہوں۔ لیکن کیا کروں مجبور ہوں میرے پاس کوئی ہتھیار بھی نہیں
ہے۔ اب مجبوراً جسطرح یہ لیجاتے ہیں ان کے ہمراہ چلی جاتی ہوں اس کی نیت
کا حال بھی میں جانتی ہوں کہ میرے ساتھ طمع خام رکھتا ہے۔ مگر لیکھنے دو۔
جس وقت یہ کچھ کرنے کا ارادہ کریگا اوس وقت مجھسے بھی جو ہو سکے گا کرونگی
صرف میرا ایک پیغام کسی صورت سے تم میرے ..... محمدؐ کو پہنچا دو۔ مگر
اس کی کیا تدبیر ہو سکتی ہے؟

مینے کہا جو کچھ پیغام ہو مجھ سے کہو میں محمدؐ کو پہنچا دوں گی اسلئے کہ قافلہ
والے چاہتے ہیں کہ مجھے چھوڑ دیں اوس نے کہا کہ اچھا میں ایک خط لکھکر تجھ
کو دوں گی۔

تھوڑی ہی دیر ہم اور بڑھے تھے کہ وہ قافلہ ٹھہرایا گیا سعید نے آکر ہودج کا

پردہ اوٹھایا اور مجھے کہا کو اُتر جا یہ ناقہ اسقدر بوجھ نہیں اُٹھا سکتی مینے پہر اوس سے اپنی بیماری کا حیلہ کیا مگر پہر سخت لفظوں میں اُسنے مجھ سے وہی کہا جو پہلے کہا تہا اسماء نے کہا کہ ابہی کیا جلدی ہے آگے چلکر جہاں قافلہ ٹہیریگا وہاں اُتر جائے گی یہ سنکر وہ چلا گیا۔

شام کے وقت ہم ایک ایسے مقام پر پہنچے جہاں بہت سی گہنی جہاڑیاں تہیں۔ وہاں تمام قافلہ اوترا ہے۔ اسماء تنہائی کے حیلہ سے ایک جہاڑی میں بیٹھ گئی مجھ کو اوسکے پاس کھڑا کر دیا کہ کوئی اُسطرف نہ آئے بہت دیر کے بعد وہ ایک خط لکھکر لے آئی اور مجھ کو دیا مینے اوسکو بڑی حفاظت سے چھپا لیا کہ کوئی دیکھنہ پائے پہر اوس نے مجھ کو تاکید کی کہ اس کو جلد محمدؐ کے پاس پہنچا دے اب وہ قافلہ اوسی وقت رخصت ہوا اسما کو رخصت کرتے وقت میں بہت روئی مگر اسپر اوسکا زیادہ اثر نہیں معلوم ہوا اوسنے آخر میں ایک جملہ کہا کہ میری طرف سے تم بالکل اطمینان رکھو مجھے امید ہے کہ میری لیسیری بہی کسی کام آئے گی اور انشاء اللہ تعالے اس حالت میں بہی میں امام علیؑ کی مدد کیلئے کوشش کروں گی۔

مجھے اُس کی جرأت سے سخت حیرت ہوئی۔ اب وہ روانہ ہو گئی اوس سنسان بیابان میں صرف تن تنہا میں رہگئی میری بیکسی اور کس مپرسی کی حالت قابل رحم تہی اور زیادہ تر پریشانی اس وجہ سے تہی کہ بالکل شام ہو گئی تہی حسرت سے چاروں طرف آنکہیں پہاڑکے دیکہتے لگی۔ دور سے میری ہی سمت ایک قافلہ آتا ہوا دکہائی دیا۔ مگر تہوڑی دور آگے بڑہکر وہ دوسری طرف چلنے لگا۔ میں بہی اوس کے پیچہے چلی مگر وہ بہت بڑھ گیا غرض دو دن میں اسی طرح خراب رہی پہر مسعود مجھ کو ملا۔

اسمأ کا خط

اس قصّہ کے بعد محمدؐ نے وہ خط مانگا بڑھیا نے اُس سے ایک پیوند کے طور پر اپنے کرتہ کے نیچے سی لیا تھا ٹانکا اور ٹکڑ نکالا۔ وہ اسماء کے پیراہن کا ٹکڑا تھا جس پر اُس نے خط لکھا تھا۔ حروف بالکل نبطی قطع کے تھے اور سرخ روشنائی سے لکھے گئے تھے۔

محمدؐ نے مسعود سے کہا کہ اچھا بڑھیا کو لیجاؤ ہم دونوں آدمی اب کہیں آرام کرو اور خیمہ کا سرا پردہ لٹکا کر چراغ کے قریب بیٹھکر غور سے پڑھنے لگا۔ اوس میں یہہ لکھا تہا۔

"اسوقت میں ایک ریگستان میں ہوں اور میرے اردگرد بہت سے لوگ ہیں مجھے یہ نہیں معلوم کہ انکا کیا ارادہ ہے مگر میں امید کرتی ہوں کہ یہ اپنے ارادہ میں ناکام رہیں گے یہ لوگ ام المومنین کے لشکر کی طرف جارہے ہیں اور غالبًا اسی جرگہ کے ہیں۔ تم میرے لئے کچھہ تردد نہ کرو میرے دل پر کوئی خوف نہیں ہے یہ خط اس وقت میں تم کو اپنے خون سے لکھہ رہی ہوں اسلئے کہ کسی روشنائی کا میاں حاصل ہونا ممکن نہیں۔

میں یہ خط اپنی حالت سے تم کو مطلع کرنے کے لئے لکھہ رہی ہوں اور میں نے یہ نذر مانی ہے کہ ہمارے اور تمہارے درمیان میں جو عہد و اقرار ہیں اون کا اجرا اوسوقت ہو جب حضرت علیؑ کی ہم لوگ کامل طور پر مدد کرلیں اور یہ تمام فتنے و فساد رفع ہوجائیں۔ میں اور تم دونوں خوب جانتے ہیں کہ وہ بالکل بری ہیں اب میں بصرہ پہنچکر جسطرح ہو سکے گا کوشش کروں گی کہ ام المومنین اس خیال سے باز رہیں۔ حضرت علیؑ بالکل حق پر ہیں کاش ام المومنینؓ بہن ہمارے ساتھہ ہوتیں جسدن حضرت علیؑ رسول اللہ صلی علیہ وسلم کے مزار مبارک پر شکوہ و شکایت کررہے تھے۔ تو ان کو بھی اون کی برأت اور نیک نیتی کا اسی طرح یقین ہوتا جسطرح ہم کو۔ ہم سے جہاں تک ہو سکے خلیفہؑ کی مدد میں کمی نہ کرو میں تم کو مکرر یاد دلاتی ہوں

کہ تم بھی اپنے دل میں یہ عہد کر لو کہ تا وقتیکہ ہم حضرت علیؑ کی کامل طور پر
مدد نہ کرلیں اور یہ بغاوت رفع نہ ہو جائے اوس وقت تک ہمارا آپسمیں
کوئی عہد و پیمان پورا نہ کیا جائے والسلام

تمہاری ۔۔۔۔۔۔ اسماء

اخیر تک پڑہتے پڑہتے اوس کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے محمدؐ اسماءؑ
کی حمیت اسلامی اور سچی محبت پہ فدا ہو گیا بار بار اوس کے خط کو چومتا تہا
لیکن اوس کی مجبوری اور بےبسی کی حالت پر خیال کر کے رونے لگا اور اُسکی
اسیری کے بُرے انجام سے اوس کے دل میں بدگمانی پیدا ہونے لگی؟

اسماء کے قید ہونیکی وجہ

اسماء جس زمانہ میں ام الفضل کے یہاں بیمار تہی اور ام المؤمنین کے پاس
بصرہ و کوفہ کے لوگ آئے تہے اوس وقت سعید نے اوسکو کہیں دیکھ لیا تہا
اور اوس کی حالت دریافت کرنے سے اُسے معلوم ہوا کہ محمدؐ ابن ابوبکر رضؓ
اس سے نکاح کرنا چاہتا ہے اور یہ یہاں اس انتظار میں ہے کہ محمدؐ جب اسکو
مدینہ میں بلائے تو جائے چونکہ اوسکا چھپا ہوا حسن سعید کے دل میں جادو کی
طرح اثر کر گیا تہا اسلئے اوس نے اس کے حاصل کرنے کے لئے یہ مکاری کی
کہ محمدؐ کے نام سے ایک جعلی خط اوس کی طلبی کا بنا کر ایک خادم کے ہاتھ بہیجا
اور جیسا کہ ہمارے ناظرین واقف ہیں اوس کو مع بڑھیا کے لے کر مدینہ سے
روانہ ہو گیا راستہ میں بڑھیا کے اوتار دینے کے بعد اسماء نے اس سے
تاکید کی کہ بصرہ چلو یہہ اوس کے کہنے سے بصرہ کی طرف آیا مگر قریب پہنچکر اُسنے
کوفہ کا راستہ پکڑ لیا کیونکہ وہاں بہی اوس کے مکانات وغیرہ تھے راستہ میں
یہ اسماء کی ہر قسم کی دلجوئی کرتا رہا اور اس کو امید تہی کہ آخر یہ عورت ہے کہاں تک
انکار پر اصرار رہے گا لیکن اسماء کی طرف سے ہمیشہ اوسکو اسی قسم کا جواب ملتا رہا

جس سے اوس کی ناامیدی بڑھتی گئی۔ کوفہ کے جب بالکل ہی قریب پہنچ
گئے تو سعید نے یہ سوچا کہ آج انکار اور اقرار کا قطعی فیصلہ کر لیا جاوے
وہ جسوقت رات کی اندھیری خوب اچھی طرح چھاگئی اسماء کے ہودج کے
قریب آیا اور ہودج کا پردہ اُٹھایا اسماء اوس وقت تکان سے ہودج پر
ایک جانب تکیہ کے سہارے بیٹھی تھی اور روشنی کے لئے ایک طرف اوسمیں
آگ جلا لی گئی تھی اوس کو دیکھکر اسماء بیٹھ گئی اور اللہ سے پناہ مانگنے لگی
سعید نے نہائیت الفت آمیز لہجے سے اوس سے گفتگو شروع کی اور کہا کہ
کیا بصرہ کو تم مدینہ سے اچھا سمجھتی ہو۔؟
یہ سُنکر اوس نے سر جھکا لیا اور کچھہ جواب ندیا۔ سعید اوس کے قریب گیا
اور اس کے گھونگٹ کو ہٹانے کا ارادہ کیا۔ مگر اوس نے اس طرح مضبوط
کس لیا کہ وہ کھینچ نہ سکا اور وہ بالکل چپ رہی ۔
سعید نے پہر کہا کہ میری کچھہ سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ تم مجھ سے اسقدر
کیوں متنفر ہو حالانکہ میں تمہارے اوپر جان نثار کرنے کو تیار ہوں میں
تمہارا اگرچہ محبت اور عاشق صادق ہوں۔ اب عنقریب تم اپنے گھر میں بصرہ
میں یا کوفہ میں۔ جہاں پسند کروگی پہنچوگی۔ میرا جو کچھہ ہے وہ سب تمہارا ہے
میری یہی تمنا ہے کہ مجھے تم ایک نظر مہربانی سے دیکھو +
یہ سنکر اسماء بالکل چپ رہی اوسی آگ پر وہ ٹکٹکی جمائے رہی۔ یہ بہی اوس کے
دل میں آتا تھا کہ اسکو جہڑک دوں۔ مگر سوچتی تھی کہ اس میں خطرہ کا خوف ہے
غرض اسی حیص بیص میں بالکل حیران تھی اپنی بے بسی اور اپنے عاشق صادق کا
خیال کرکے بے ساختہ اوس کے منہ سے آہ نکل گئی +
سعید اس خیال سے خوش ہو گیا کہ غالبًا میری گفتگو نے اس کے دل میں
اثر پیدا کیا۔ اب وہ بالکل اوس کے قریب ہو گیا اوس کے ہاتھ کو پکڑنا
چاہا اسماء نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور اسطرح سے نظر اٹھا کر اوسکی طرف دیکھا کہ

گویا اوس کی آنکھوں سے چنگاریاں نکل رہی ہیں یہ دیکھکر سعید پیچھے ہٹ گیا اور نہایت عاجزانہ اور عاشقانہ انداز سے کہنے لگا کہ تم کو اس دل پر رحم کرنا چاہیئے جو تمہاری زلفوں میں اسیر ہے۔ خدا کیلئے اپنے شیدائی سے راضی ہو جاؤ۔ میں اپنے آپ کو زندگی بھر کیلئے تیری خدمت کے واسطے وقف کرتا ہوں۔ میں تیرا غلام ہوں۔ صرف اسقدر لفظ اپنی زبان سے کہدے کہ میں راضی ہوں۔ محمد تیرے قابل نہیں ہے۔ تو عنقریب دیکھیگی کہ اس معرکہ میں اس کا کیا حال ہوتا ہے اسماء محمد کی نسبت یہ لفظ سنکر بیتاب ہوگئی اور نہایت غصے کے لہجے سے بولی کہ محمد کے سامنے تو سبھی اپنے کو مرد میدان سمجھتا ہے ہے؟ —

سعید اوس کی گفتگو سنکر خوش ہوا۔ گو غصہ سے سہی مگر بولتی تو ہے اور اس کے راضی کرنے کی غرض سے آدمی سلسلہ کلام کو بڑہایا۔ پوچھا کہ کیوں میں مرد میدان نہیں ہوں +

اسماء: کیا ایسے ہی مرد میدان ہوتے ہیں کہ جعلی خط بنا کر کسی کو دھوکہ دیں کیا تمہارے ایسے نامرد او فریبی معرکہ میں ٹہیر سکتے ہیں ؟ -

سعید: یہ تو سچ ہے کہ میں نے فریب دیا لیکن اپنی عمر بہر میں اسی ایک جرم کا مرتکب ہوا ہوں۔ نہایت عذرخواہی کے ساتھ میں اس جرم کی تم سے معافی چاہتا ہوں +

اسماء: مجھ سے کیا معافی مانگتے ہو محمد سے جاکر کہو۔ یا تو وہ معاف ہی کرے گا ورنہ تمہاری مردمی تو عیاں ہو ہی جائے گی ؟

سعید اب بالکل اوس کے قریب بیٹھ گیا ایک ہاتھ سے اوس کی کلائی پکڑلی اور دوسرے سے اوسکا نقاب کہولنا چاہا وہ فوراً کھڑی ہوگئی اور غصے سے اوس کا چہرہ لال تھا اور بدن تھرتھرا رہا تھا کہنے لگی کہ میرے چپ رہنے سے تم کو یہ جرأت ہوگئی کہ تم میرے پاس بیٹھ گئے۔ یہاں سے ہٹ جاؤ۔ ورنہ

اچھا نہ ہوگا۔

سعید:۔ دھنکا ! تم تو غصہ ہوتی ہو۔ واللہ یہ سب باتیں میں تمہاری خوشی کے لیے کر رہا ہوں۔ مجھکو ہرگز تمہارا خفا کرنا منظور نہیں ہے۔ خدا کے لیے تم مجھ سے راضی ہو جاؤ۔

اسماء:۔ میری رضامندی کو تو اگر چاہتا ہی تو ایک امر محال کی کوشش کرنا ہے میں آگ میں جلجانا بہ نسبت تجھ سے راضی ہونیکو آسان سمجھتی ہوں۔

سعید:۔ (حیران ہوکر اور غصہ کو چھپا کر) دیکھو میں تم سے بار بار کہتا ہوں راضی ہوجاؤ میں تمہارا عاشق صادق ہوں۔

اسماء:۔ تو فضول عشق کی باتیں کرتا ہے تو مکار اور فریبی ہے تو اس بات پر پھولا ہوا ہے کہ تیرے ساتھ بہت سے آدمی اور ہتھیار ہیں اور میں تن تنہا بالکل خالی ہاتھ ہوں۔ میں تجھ کو کچھ نہیں سمجھتی تو مجھے ڈرانے آیا ہے۔

اسماء پر سختی

اس سخت جواب سے سعید کو ناامیدی ہوگئی۔ اوس نے یہ خیال کیا کہ اس کے ساتھ سختی کی جانی چاہیئے۔ نہایت غصہ سے جھنجھلا کے بولا کہ تو میرے کہنے کو ٹالتی جاتی ہے اور جسقدر میں نرمی کرتا ہوں اوسیقدر تو گرم ہوتی ہے یہ نہیں جانتی کہ اسوقت میرے سامنے تو بالکل قید ہی۔ یہ کہکر دونوں ہاتھ سے اسکو پکڑ کر اپنی جانب کھینچا۔ اسماء کو بھی اوسوقت کمال غصہ تھا۔ اوس کو اپنے جسم میں ایک غیر معمولی طاقت محسوس ہوتی تھی۔ وہ اپنے ضعف اور مرض کو بالکل بھول گئی اور سعید کے اس زور سے ایک ٹھوکر ماری کہ محمل سے زمین پر چت گرپڑا اور خود منہ پھیر کے بیٹھ گئی۔

گرنے کے ساتھ ہی وہ بڑے زور سے چلایا اور اپنے خادموں کو حکم دیا کہ اسکی مشکیں کسو۔ ان سبھوں نے آکر اسماء کو گھیر لیا۔ کسی نے اوس کا ہاتھ پکڑا

کسی نے پاؤں اور خوب اچھی طرح باندھکر اوسے ہودج میں ڈالدیا۔ سعید پھر اس
کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ کیا اب بھی تم مجھ سے راضی نہ ہو گی؟"

اسماء: "تو مجسم شیطان ہے۔ میں تیری صورت دیکھنا گوارا نہیں کرتی۔"

سعید: "اب تجھکو راضی ہونا چاہیئے اسلیئے کہ تیری جان میرے قبضہ میں ہے۔"

اسماء: "کیا تو مجھکو موت سے ڈراتا ہے واللہ میں تجھ سے موت کو لاکھ درجے
اچھا سمجھتی ہوں۔ تو مجھکو قتل کردے۔ یہ تو میرے لئے راحت ہو۔"

سعید: "میں ہرگز تم کو قتل نہیں کرونگا بلکہ سخت سزائیں دونگا۔ یہ کہکر
وہ اوس کے سر کے قریب بیٹھ گیا اور اپنا ہاتھ اوس کی سمت بڑھایا۔"

اسماء کی مشکیں جلدی جلدی سے کسی گئی تھیں اوسکا ایک ہاتھ کھلا رہ گیا
تھا۔ آہستہ آہستہ مشکل سے وہ ہاتھ نکالا اور سعید کی طرف بڑے جوش غضب سے
جھپکی۔ سعید نے خوف سے فوراً پیچھے ہٹکر اپنی تلوار نکالی۔ اسماء نے بڑھکر نہایت
تیزی کے ساتھ وہ تلوار اوس کے ہاتھ سے چھین لی اور مشکیں کاٹ کر اوسپر حملہ کیا
سعید بھاگا اور اپنے تمام لوگوں کو پھر اوس کے پکڑنے کا حکم دیا وہ اوسکے پکڑنے
کے لئے دوڑے پہلے جو شخص اوس کے سامنے آیا اوسپر اوسنے تلوار کا وار کیا
جس سے اوسکا سر جسم سے بالکل الگ ہو گیا اوروں نے اوس کے ہاتھ میں تلوار
دیکھکر اپنے اپنے ہتھیار نکال لئے اور چاروں طرف سے اوسپر برچھی اور تلوار کے
وار ہونے لگے اوس کی کلائی میں نیزہ کا زخم آیا جس کی وجہ سے تلوار اوس کے
ہاتھ سے چھوٹ گئی اور وہ خود بھی بیہوش ہو کے گری۔

سعید نے آکر پانی کا چھینٹا دیا اب اوس کو ہوش آیا وہ اوٹھکے بیٹھ گئی۔ سعید
بھی اوسی کے پاس آکر بیٹھ گیا اور اس خیال میں تھا کہ اوس کو راضی کرنا چاہیئے۔
لیکن اسماء کو اوس سے اور نفرت بڑھتی جاتی تھی۔

سعید: "(اوس سے بالکل قریب ہو کر) اسوقت تمہارا کیا حال ہے؟"

اسماء: "تیری منحوس صورت میں نہیں دیکھ سکتی۔"

سعید:۔ "کیا اب بھی خلاصی کی تم کو امید ہے"

اسماء:۔ "میں صرف موت کی طالب ہوں وہی میری انتہائی آرزو ہے۔ لیکن ہائے کیا میں اپنی تمنّا اپنی آرزو محمدؐ کو موت سے پہلے نہ دیکھوں گی۔ سعید کو محمدؐ کا نام اوس کی زبان سے سُنکر رقابت کا سخت جوش آیا۔ تلوار کھینچکر اوس کے پاس کھڑا ہُوا۔ اسماء نے تلوار دیکھکر اور یہ سمجھکر کہ اب لامحالہ یہ قتل ہی کریگا بڑے افسوس کے ساتھہ کہا کہ ہائے محمدؐ تو کدہر ہے کیا موت کے پہلے ایک نظر میں تجھ کو نہ دیکھوں گی"

سعید:۔ "کیا تیرا یہ خیال ہے کہ میں تجھہ کو ابہی قتل کردونگا؟ نہیں بلکہ میں سولی دیکر تجھہ کو ماروں گا"

اوسنے اپنے آدمیوں کو یہ حکم دیا۔ وہ اوس کو اُٹھاکر لے گئے اور ایک خاردار درخت سے ملاکر خوب کسکے باندہا۔ اسوقت گو اوس کی بہت ہی خوفناک حالت تہی۔ اوپر زخم۔ ادہر بدن میں کانٹے چُبہ رہے تہے اور جان سے بالکل نا امیدی تہی۔ مگر یہہ محمدؐ کے خیال میں مستغرق تہی اور اس کی کچھہ پرواہ اسکو نہ تہی۔ اس کو باندھکر وہ سب لوگ اپنے خیمہ میں آکر بیٹھے رات کی تیرگی میں اسماء کے آگے تہوڑی سی آگ جل رہی تہی اور وہ ناامیدی کی نظر سے چہار سمت دیکھتی تہی۔ ہر چیز کو یہی خیال کرتی تہی کہ محمدؐ آرہا ہے پہر نا امید ہوکر یہ سوچتی تہی کہ اس وقت جان بچانے کے لئے سعید سے وعدہ وغیرہ کرلوں۔ مگر پہر سوچتی تہی کہ صرف وعدہ سے وہ نہیں راضی ہوگا

خلاصی

اوس کی یاس کی بہری ہوئی نگاہیں اوس وقت ہر چیز پر نہایت حسرت کے ساتھہ پڑرہی تہیں جسقدر خیالی صورتیں اوس کی نگاہ میں آتی تہیں وہ یہی خیال کرتی تہی کہ میرے محبوب مجھے لانے کیلئے آرہا ہے۔

وہ بڑے غور سے چاروں طرف دیکھ رہی تھی سامنے بہت فاصلہ سے اوس کو کچھ سوار آتے ہوئے نظر آئے جس کو بادی النظر میں اوسنے ایک خیالی تصویر سمجھا مگر اون کی حرکت اور رفتار وغیرہ سے اوس کو یقین ہوا کہ یہ واقعی سوار ہیں۔ اوس نے یہ ارادہ کیا کہ اس بیکسی کی حالت میں اون کو اپنی مدد کے لئے پکاروں۔ مگر اوس کی ہمت نے یہ گوارا نہ کیا۔ یہ سوچی کہ اگر زندگی میری باقی ہے تو بیشک یہ لوگ میری نجات کے لئے آویں گے۔ سعید اتبک بیدار تھا اوسکا یہ خیال تھا کہ زیادہ تکلیف کی شدت سے اسمار راضی ہو جائے گی۔ اب اوسنے دیکھا کہ کچھ سوار آرہے ہیں اوس کو خوف معلوم ہوا کہ ایسا نہو کہ اسمار کے پاس جو آگ جل رہی ہے اوس کو دیکھکر وہ لوگ اسی طرف آئیں اسلیئے اُسنے حکم دیا کہ اسے فوراً بجھا دو۔ اسمار نے جب دیکھا کہ یہ لوگ آگ بجھا رہے ہیں تو سمجھہ گئی کہ انکو بھی خوف دامنگیر ہوا بڑی تمنا کیساتھ دل میں کہنے لگی کہ کاش وہ اسی طرف آئیں اور ان ظالموں کو ہلاک کریں سعید نے دیکھا کہ اب وہ سوار قطعی اسی طرف آرہے ہیں اسلیئے وہ اسمار کیطرف ننگی تلوار لیئے ہوئے آخری فیصلہ کیلیئے بڑھا۔ اور جاتے ہی نہایت غصہ کے لہجہ سے کہا۔ فوراً جواب دو کہ تم اب راضی ہوتی ہو یا نہیں۔ اسمار یہ سُنکر چپ رہی۔ کچھہ بھی جواب نہیں دیا اوس نے کہا کہ جلد ہی جواب دو تمہاری زندگی اور موت صرف تمہاری زبان پر ہے۔ اسوقت یا تو تم ایک اقبال مند عورت ہوسکتی ہو یا تمہارا خون یہاں بہتا ہوا نظر آئے گا۔

جلدی کہو۔

اسمار سخت حیرت میں تھی کہ کیا جواب دے۔ اگر صاف انکار کر دیتی ہوں تو یہہ تلوار مارتا ہے میں مفت میں ہوئی ہوں۔ اوسنے یہی بہتر سمجھا کہ خاموش رہکر ہی دفع الوقتی کروں جبتک وہ سوار یہاں آجائیں اسلیئے بالکل چپ رہی۔ سعید نے اوسکا ارادہ سمجھہ لیا۔ اب وہ سوار بالکل قریب آگئے۔ سعید کو خوف

ہوا کہ اگر اب زیادہ انتظار کرتا ہوں تو یہ لوگ آ جائینگے۔ نہایت زور سے چلا کر
کہا کہ جلدی جواب دو " یا میں تمہاری رضامندی کی آواز سنوں۔ یا نہیں تو تم
میری تلوار کی آواز سنوگی کہ وہ تمہاری گردن پر پڑتی ہے "

اسماء: (غصّہ سے بیتاب ہوکر) میں ہرگز تجھ سے راضی نہیں ہوسکتی تو تلوار
سے مجھے قتل کر دے اللہ بدلہ لینے والا ہے "

سعید نے انکار سنتے ہی فوراً تلوار ماری۔ لیکن اضطراب اور کچھ گھبراہٹ
کی وجہ سے اندھیری رات میں وہ بالکل کاری نہ پڑی بلکہ وہ رسیاں
اوس سے کٹ گئیں جس سے وہ درخت سے بندھی ہوئی تھی اب اسماء اوس سے
بالکل چھوٹ گئی جان سے بیزار ہوکر سعید پر اوس نے حملہ کیا۔ سعید نے جب یہ
دیکھا کہ وہ چھوٹ گئی اپنے تمام آدمیوں کو بلایا وہ اپنے ہتھیار نکالے ہوئے
آئے اور چاروں طرف سے اوسکو گھیر لیا وہ جان سے مایوس ہوکر یاس
کے ساتھ کہنے لگی کہ کیا تم میں سے ایک شخص کو بھی خوف خدا نہیں ہے
وہ سوار اب بالکل قریب آ گئے اسماء زور سے کہہ رہی تھی ہائے محمدؐ کیا
میں مجھ کو مرنے کے پہلے ایک نظر نہیں دیکھ سکتی اسی حالت میں اوس کے
کانوں میں ایک جوشیلی آواز آئی اور بجلی کیطرح ایک سوار ادھر آیا۔ یہ محمدؐ
تھا۔ جس نے آتے ہی اسماء سے کہا کہ تو اب خوش ہو۔ کہ تیری مدد کیلئے
میں آ گیا۔

سعید اور اوس کے ساتھیوں نے جب محمد کی آواز سنی اور اوس کے ہمراہ آدمی
دیکھے تو فوراً بھاگے۔ ہودج۔ اونٹ۔ سامان۔ سب ہی چھوڑا اور جس کے جدھر
سینگ سمائے بھاگتا ہوا نظروں سے غائب ہو گیا۔

اسماء کی خوشی کا اوس وقت اندازہ نہیں ہوسکتا تھا۔ اوس کو اپنی جان
بچنے کی نسبت محمد کی ملاقات کی زیادہ خوشی ہوئی اور فوری طور پر اوس کا
اسقدر اثر پڑا کہ اسماء کو یہ گمان ہوا کہ یہ خواب کی حالت ہے اوس نے محمد سے

کہا کہ تم اس وقت کس طرف سے آگئے ۔ میری مدد کیلئے الہامی طور پر اللہ نے تم کو بھیجدیا یا میں خواب دیکھ رہی ہوں ۔؟

محمدؐ :- ”نہیں نہیں خواب نہیں بیداری ہے ہم کو کوئی زخم لگا ہے “

اسماء :- ”کچھ زیادہ نہیں خفیف زخم نیزہ کا میری کلائی میں ہے اگر یہ زخم نہ آتا تو اللہ جانتا کہ میں اون کو زندہ بھی نہ چھوڑتی ۔ یہ گفتگو کرتی ہوئی محمدؐ کے ساتھ اوس نے اور ایک شخص کو دیکھا ۔ الفت اور محبت کے انداز سے محمد سے یہ جو گفتگو کر رہی تھی اونکو دیکھکر شرمندہ ہوئی “

محمدؐ :- (اوس کے انداز سے سمجھ کر) یہ کوئی اجنبی نہیں ہیں ۔ امیرالمومنین کے چچازاد بھائی ہیں ان کا نام محمدؐ ابن جعفر ہے ۔ میں اور یہ تمام خدم کوفہ کو ایک بہت ضروری کام کے لئے جا رہے ہیں اب تم بیٹھو اور اپنا سارا قصہ بیان کرو ۔ ۔ ۔ اسماء بیٹھ گئی ۔ ابن جعفر اور محمدؐ دونوں اوس کی گفتگو غور سے سننے لگے ۔ خاصکر محمدؐ ابن جعفر کو اوس کی مردانہ ہمت دیکھکر نہایت تعجب تھا ۔

عثمان ابن حنیف اور ابی موسے اشعری

اسماء نے اپنی ساری سرگذشت سنانے کے بعد محمد سے پوچھا کہ اس وقت تم یہاں کس طرح پہنچے کیا تم کو میرا خط ملا تھا ۔

محمدؐ :- ”ہاں تمہارا خط رات کو مجھے ملا ۔ میں اوسی وقت سے نہائت بیتاب تھا حضرت علی رضؓ کے ساتھ لشکر میں بصرہ جانے کے لئے تیاری تھی مگر میں یہ چاہتا تھا کہ کسی صورت سے مجھے کوفہ جانے کی اجازت ملجاوے کیونکہ مسعودؔ کی زبانی میں نے سنا تھا کہ لوگ تم کو کوفہ کی طرف لے گئے ہیں ۔ صبح کو میں بڑی بیتابی سے امیرالمومنین کی خدمت میں پہنچا اون کے پاس اس وقت بہت سے لوگ بیٹھے تھے اور مختلف معاملات میں مشورہ

ہو رہا تھا۔ میں بھی اونہیں لوگوں میں جاکر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد
ایک خادم نے اطلاع کی کہ کئی شخص ملاقات کے لیئے اذن چاہتے ہیں
اجازت ملنے پر اندر آئے اون لوگوں میں ایک شخص ڈاٹا باندھے ہوئے
تھے۔ اندر آکر اونہوں نے اوسے کھولدیا حضرت علیؓ نے اونکو بالکل نہیں
پہچانا اونہوں نے کہا کہ میں عثمان ابن حنیف ہوں۔ جسکو آپنے بصرہ کا
حاکم مقرر کرکے بھیجا تھا۔ امیرالمومنین حیرت زدہ ہوگئے۔ اسلئے کہ عثمان
ابن حنیف کی اوس وقت عجیب صورت تھی۔ نہ تو ڈاڑھی میں کوئی بال تھا
نہ موچھیں تھیں۔ پلکیں۔ بھویں۔ بالکل ندارد[۵]۔ امیرالمومنین نے اجنبی خیال
کیا تھا۔ بڑے غور کے بعد پہچانا پھر نہایت افسوس کیا اور کہا کہ کیا ماجرا ہوا
اونہوں نے کہا کہ جس وقت میں بصرہ کا عامل ہوکر آیا تو تمام لوگ مجھسے
ملے۔ آپ کی خلافت سے ہر ایک خوش تھا۔ تھوڑے عرصہ کے بعد مینے یہ
سنا کہ اہل بصرہ اکثر آپ کی خلافت کے برخلاف ہوگئے۔ جس کی وجہ یہ ہوئی
کہ ام المومنین نے وہاں کے سربرآوردہ لوگوں کے پاس خط بھیجکر اون کو
ترغیب دلائی ہے کہ علیؓ سے عثمانؓ کے خون کا بدلہ لینے کے لیئے وہ
مستعد ہوجائیں۔ نیز وہ خود بھی مکہ سے بصرہ کو آئی ہیں اور الحفیر میں بصرہ
سے چند میل کے فاصلہ پر ٹھیری ہیں۔ انتظار کررہی ہیں کہ لوگ کیا جواب دیتے
ہیں۔ مینے اون کے پاس دو آدمی بھیجے۔ دونوں نے آکر مجھے خبر دی۔ کہ
ام المومنینؓ اور طلحہؓ اور زبیرؓ امیرالمومنینؓ سے حضرت عثمانؓ کے خون
کا مطالبہ کرنے کے لیئے مستعد ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ہم سے جبراً بیعت لی گئی
ہم کبھی راضی نہیں تھے۔ مینے اہل بصرہ کو بلاکر دریافت کیا کہ تم لوگوں کی کیا
صلاح ہے۔ کسی نے تو کہا کہ ہم اون کی مدد کے لئے مستعد ہیں اور کوئی
اس کے خلاف تھا۔ مگر زیادہ تر لوگ اونہیں کے موافق تھے۔ مجھے بہت

[۵] ابن الاثیر۔ جلد سوم

خوف ہوا کہ ایسا نہو کہ بغاوت پہیل جاوے ام المومنینؓ بہی اس وقت بصرہ کے
متصل ہی سوق المربد میں آگئی تہیں میں اون کے پاس گیا کہ اون کے
ارادے دریافت کروں۔ میری ساتہ بہت سے بصرہ کے لوگ بہی تہے جو میرے
موافق تہے وہاں پہنچکر جب مینے اونکا ارادہ دریافت کیا تو حضرت طلحہؓ نے کہڑی
ہوکر خلیفہ عثمانؓ کے فضائل بیان کئے اور تمام لوگوں کو اُن کے خون کا
بدلہ لینے کے لئے برانگیختہ کیا۔ پہر حضرت زبیرؓ نے بھی کچھ بیان کیا اسکے بعد
ام المومنینؓ کہڑی ہوئیں اون کا خطبہ بڑا پُر اثر تھا۔ تمام لوگ جوش میں بہر گئے
خاص جو لوگ میری موافق تہے اونہیں کی طرف ہوگئے اور ایک ہنگامہ
برپا ہوگیا۔ پہر بہت سے لوگ مارے گئے۔ آخرکار اس بات پر صلح ٹہیری
کہ اہل مدینہ سے دریافت کیا جائے اگر طلحہؓ او زبیرؓ نے مجبوراً بیعت کی ہے
تو میں ان کے خلاف کوشش نہیں کرونگا اور اگر خوشی سے کی ہے تو وہ
لوگ واپس چلے جائیں گے۔

چنانچہ اہل مدینہ نے یہ جواب دیا کہ ان لوگوں نے خوشی سے بیعت کی ہے
لیکن اون لوگوں نے انکار کردیا۔ اندہیری رات تہی بارش ہورہی تہی عشا
کی نماز پڑہنے کے لیے طلحہؓ اور زبیرؓ وغیرہ مسجد میں آئے تہے مینے اُن کے
پاس چند آدمی بہیجے کہ اب وہ کیا ارادہ رکہتے ہیں اون آدمیوں کو انہوں نے
وہیں قتل کرڈالا۔ پہر آکر میری ڈاڑہی مونچہیں پلکیں بہویں وغیرہ تمام
اوکہاڑ ڈالیں اور نکال دیا۔ اسلیئے میں آپکے پاس آیا ہوں کہ واقعہ بیان
کردوں۔ امیر المومنینؓ کو یہ سنکر نہایت صدمہ ہوا۔ پہر پوچہا کہ اب اہل بصرہ
کا کیا حال ہے اونہوں نے کہا کہ وہ سب لوگ ام المومنین کی حمایت کے لئے
تیار ہیں۔

امیر المومنین سر جہکا کر غور کرنے لگے اور سخت متفکر ہوئے۔ پہر سب وہاں
سے اوٹھکر چلے آئے۔ چند خاص خاص لوگ رہگئے تھے جو انکی مشورہ دینیں

شریک رہتے تھے۔ میں بھی چلا آیا تھا ابھی میں اپنے خیمہ میں پہنچا بھی نہیں تھا
کہ امیر المومنینؓ کا آدمی میرے بلانے کے لیئے آیا میں اولٹے قدموں پھر آیا
محمدؐ سے اونہوں نے کہا کہ تم نے ام المومنینؓ اپنی بہن اور طلحہؓ اور زبیرؓ کی
کی حالت سنی۔ بصرہ کے تمام لوگوں کو ہماری مخالفت کے لیئے آمادہ
کر دیا ہے اسلیئے اب یہ ضرور ہوا کہ ہم اہل کوفہ سے مدد طلب کریں لہذا
تم اور محمدؐ ابن جعفر کوفہ کو چلے جاؤ وہاں ہمارے عامل ابی موسٰی اشعری ہیں
اون سے کہو کہ لوگوں کو نصرۂ حق اور خلیفہ کی مدد کیلیئے آمادہ کریں اوسی
وقت ہم دونوں وہاں سے روانہ ہوگئے اب بہت جلد ہم کوکوفہ پہنچنا چاہیئے
تم ہمارے ساتھہ چلو پھر وہاں سے مدینہ میں جا کر قیام کرنا۔
اسماء: "شائد تم نے میرا خط نہیں پڑھا میں نے تو تہیہ عہد کر لیا ہے کہ بدون
امیر المومنین کی مدد کیئے ہوئے میں چین نہ لونگی"۔
محمدؐ: "تم نے بہت کچھ کر لیا۔ علاوہ بریں مریض بھی ہو"
اسماء: "اسکا مجھ کو کچھ خیال نہیں"
محمدؐ: "اچھا تو کوفہ کو ہمارے ہمراہ چلو پھر وہاں سے دیکھا جاویگا"
اسماء: "وہاں جانے سے کیا فائدہ"
محمدؐ: "تو پھر کہاں جانا چاہتی ہو"
اسماء: "تم کوفہ جاؤ۔ میں بصرہ جاؤں گی کیا عجب ہے کہ ام المومنین سے کہہ
سنکر میں انکو امیر المومنین کی برأت کا یقین دلاؤں اور یہہ عداوت کی
آگ بجھ جاوے"
محمدؐ ابن جعفرؓ اوس کی حمیت اسلام دیکھکر بالکل حیرت زدہ ہوگئے۔
محمدؐ ابن ابوبکرؓ نے کہا میرا گمان ہے کہ تمہاری ساری کوششیں فضول جائینگی
اسماء: "کوشش کرنا میرا کام ہے پورا کرنا اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ اب
بصرہ کا راستہ مجھے بتلاؤ محمدؐ نے جب دیکھا کہ یہ ضرور بصرہ کو جائیگی

توسعود کو اس کے ہمراہ کر دیا۔ وہ دونوں بصرہ کو روانہ ہوئے۔ محمدؐ نے ہر چند اوس کو تاکید کی کہ ہودج میں بیٹھ جاؤ مگر اوس نے کہا کہ یہ آسائش کا وقت نہیں ہے اور دہرے لوگ کوفہ کو روانہ ہوئے۔

پیکان تیر

اسما اور مسعود دن بھر برابر چلے گئے۔ غروب کے وقت اسما نے پوچھا کہ بصرہ اب کتنی دور ہے۔

مسعود: "یہاں سے چند میل کا فاصلہ ہے۔ بہتر ہوگا کہ یہیں ٹھہر جائیں صبح کو نہایت سویرے روانہ ہو جائیں گے۔ دن نکلتے نکلتے بصرہ پہنچ جائینگے

اسما: "اب چلے چلو۔ ٹھیرنا کیا مربد میں چلکر ٹھیریں گے"

مسعود: "لیکن مربد میں تو امیر المومنین کا لشکر پڑا ہے"

اسما: "ہاں۔ وہیں میں بھی جانا چاہتی ہوں"

مسعود آگے آگے رستہ دیکھتا ہوا جا رہا تھا رات کی تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ اور بدلی بھی تھی۔ اندھیری میں رستہ کا مشکل سے پتہ لگتا تھا دور بلندی پر آگ کی روشنی نظر آتی تھی۔ مسعود سیدھا اوسی روشنی کی طرف چلا اوسنے سمجھ لیا کہ وہ فلاں دیر کی روشنی ہے جسکو وہ پہلے دیکھ چکا تھا۔ بیابان بالکل سنسان تھا۔ کوئی آواز اوس میں نہیں سنائی دیتی تھی۔ مسعود اور اسما دونوں خاموش ہیں اون کی توجہ بالکل قطع مسافت کیطرف لگی ہوئی ہے کبھی کبھی مسعود کے دل میں یہ خوف آتا ہے کہ کوئی درندہ سامنے نہ آجائے اسی درمیان میں اوس کی آنکھوں کے سامنے بالکل قریب ہی سے ایک تیر کے گذرنے کی آواز آئی۔ گھبراکر چلایا کہ یہ کون شخص ہے جو ہمارے مارنے کے لئے تیر پھینک رہا ہے یہ لفظ

ابھی پورا نہیں کر چکا تھا کہ اسماء چلائی اف اف مجھکو مار ڈالا +
یہ سنکر مسعود کو یقین ہو گیا کہ اس کو تیر لگا- پوچھا کہ کیوں کیوں
کیا ہوا-

اسماء :- میرے پہلو میں تیر لگا اب غالباً بیخ پہونچیگی- مسعود فوراً
اوترا- اوس کے اونٹ کو بٹھایا- اسماء کے بازو میں تیر لگا ہوا تھا
آہستہ سے اوسکو نکالا وہ بہت زور سے چلائی مسعود کو یہ خوف ہوا کہ ایسا
نہو کہ یہ اسی اوجاڑ اور اندھیرے میدان میں ختم ہو جائے سخت مضطرب ہوا
اسماء سے پوچھا کہ کیا حالت ہے -

اسماء :- اب بچنے کی کوئی صورت معلوم نہیں ہوتی وہی نامراد سعید غالباً
یہاں ہماری گھات میں بیٹھا تھا یہ کہتے کہتے درد کی شدت سے اوس کی زبان بند
ہو گئی - مسعود نے دل میں سوچا کہ اب اس کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے کہ
اس کو کسی صورت سے دیر تک لے چلوں وہاں شاید اس کے معالجہ کی کوئی صورت
نکلے گی اوس نے اوس کا جسم مضبوط باندھا - ایک ہی اونٹ پر آپ آگے بیٹھا
اوسکو پیچھے بٹھالا اور دوسرے اونٹ کو اوس کے ساتھ لگا لیا اور بڑی تیزی
سے چلا +

وہاں پہنچا تو دروازہ بند تھا- اوس کی چار دیواری بھی ایسی بلند تھی جس کو
پھاند نہیں سکتا تھا سخت حیران ہوا پھر اوس کو یاد آیا کہ اکثر ایسے مقامات پر
دائیں جانب ایک جرس لٹکا دیتے ہیں کہ اگر کوئی رات کو آئے تو اوس کے ذریعہ
سے کواڑ کھلوا سکے وہاں دیکھا تو جرس موجود تھا اوس نے ہلانا شروع کیا
بڑی دیر تک ہلانے کے بعد اندر سے ایک آواز آئی کہ تم کون ہو +

مسعود :- "میں تم کو اللہ کی قسم دلاتا ہوں کہ بہت جلد دروازہ کھولو اور
ہمارے حال زار پر ترس کھاؤ"

آواز :- "لیکن یہ بتاؤ کہ تم کون ہو"

مسعود:۔ "غریب الدیار ۔ آفت رسیدہ ۔ خدا کے لئے دروازہ کہولو یہ کہکر تہوڑی دیر ٹھیرا رہا ۔ لیکن پہر کچھہ آواز نہیں سُنی ۔ اسماء چوکہٹ سے لگی ہوئی پڑی تہی اوس کی طرف متوجہ ہُوا وہ نہائیت درد سے آہستہ آہستہ کراہ رہی تہی زخم سے بہُت خون بہاتہا اور ابتک جاری تھا ۔

اوس کا ہاتھہ دیکھا تو بالکل ٹھنڈا تھا اور بدن پر بھی یہی حالت تھی اوسکو اوٹھاکر بٹھانا چاہا کہ شائد اس سے کچھہ ہوش میں آجائے لیکن اوس کے تمام مفاصل سُست ہوگئے اور غفلت اور زیادہ طاری ہوگئی اور مسعود کا اضطراب اور بہی زیادہ بڑھ گیا اوس نے ارادہ کیا کہ زور سے چلا کے اندر سے کسی کو پکارے جبتک اوپر ایک الگ کہڑکی میں ایسی روشنی معلوم ہوئی اور ایک شخص نے سر نکالکر پوچھا کہ سچ کہو تم کون ہو ۔

مسعود:۔ چلاکر میں ایک مسافر ہوں اور میرے ساتھہ ایک مریضہ نزع کی حالت میں ہے ۔ بڑی مہربانی ہوگی اگر آپ اس وقت دروازہ کہولدیں اوس راہب نے آکر دروازہ میں جو لوہے کی کہڑکی لگی ہوئی تہی کہولدی ۔ مسعود نے دیکھا کہ اُس سے میں اسماء کو نہیں لیجا سکتا اسلئے اوس راہب سے کہا کہ آپ پورا دروازہ کہول دیجیے ۔ کیونکہ اِس سے میں مریضہ کو نہیں لا سکتا ۔ دروازہ کہول دینے پر مسعود اوس کو اندر لگیا راہب نے بہی اسماء کے لیجانے میں بڑی مدد کی دروازہ کے قریب ہی ایک حجرہ میں اوس کو رکہا اور روشنی کر کے رئیس دیر کو مطلع کرنے گیا "

رئیس الدیر اور اسماء

تہوڑی ہی دیر میں رئیس خود آگیا اُس کا سن تقریباً ساٹھہ سال کا ہوگا جسم نحیف ہوگیا ہے اور چہرہ پر جہریاں پڑگئی ہیں ۔ ڈاڑہی ۔ مونچہیں پلکیں

تک پیرانہ سالی کی وجہہ سے سپید ہوگئی ہیں۔لیکن آنکھیں نہائت صاف اور
چمکدار ہیں جس سے اوس کی ذہانت اور صحت قلب کا ثبوت ملتا ہے+
اسمار فرش پر بیہوش پڑی تھی اوس کے پاس آکر کھڑا ہوگیا اور اوس کی حالت
دیکھنے لگا۔مسعود سے کیفیت پوچھی اوسنے مختصر واقعہ بیان کردیا۔رہیس نے
اوس کے زخم کو کھولکر دیکھا مسعود سے کہا کہ تم باہر بیٹھو۔خود رہیس اور راہب
دونوں اوس کے دہونے میں مشغول ہوئے۔پانی سے دہونے کے بعد دودہ سے
دہویا۔پھر بار معوویہ کے چھینٹے دیئے اوس کے مُنہ پر بھی مار معوویہ بہایا گیا
اور اس کے بعد اوس چراغ کا روغن زیت اوس کے منہ پر ملا گیا جو حضرت مسیح
کے بُت کے آگے جل رہا تھا اوسکا زخم مضبوط باندہا اور اوسکے اوپر سے ایک بندہ
لگادیا۔کہ ہوا سے محفوظ رہے رہیس ور راہب نے اس کے شفایابی کی دعائیں مانگیں
لیکن رہیس جسوقت اوس کے منہ پر پانی گرا رہا تھا تو نہائت تامّل سے اوس کی
صورت دیکھتا تھا گویا وہ اوس کی پہچانی ہوئی صورت ہے جو اوسکو یاد نہیں
آتی اوسنے مسعود کو پکارا اور پوچھا کہ یہ کون ہے۔

مسعود:۔"یہ ایک جلیل القدر صحابی کی ۔۔۔۔ ہے۔ اور غالباً بنی امیہ
میں سے کوئی شخص اسکا باپ ہے"

رئیس:۔"بڑے تعجب کے ساتھ چراغ اوس کے منہ کے قریب کرکے تامّل
کرتے ہوئے تو کیا یہ مسلمان ہے"

مسعود:۔"جی ہاں"

رئیس نے بڑے غور سے پھر اوس کی کلائی کا نشان صلیب اور اوس کا
مسیحی تعویذ دیکھا اور مسعود سے پوچھا کہ اس کی بعض علامتیں نصرانیت
کی ہیں+؟

مسعود:۔"میں اسی قدر جانتا ہوں کہ یہ مسلمان ہے ان علامتوں کی کوئی
وجہہ ہوگی لیکن میں واقف نہیں"

رئیس نہایت حیرت میں تھا اور زیادہ تر اس وجہ سے کہ اوس کو یقین تھا کہ
میں نے کہیں اسکو دیکھا ہے۔ چراغ لے کے تامل سے اس کے چہرے کو دیکھتا تھا
کبھی سر اوٹھا کر غور سے سوچنے لگتا تھا۔ پھر دفعتًا وہ مسعود کیطرف متوجہ ہوا
اور کہا کہ تم مہمانخانہ میں چلکر کچھ کھانا کھالو۔ پھر سو رہو بہت تھکے ہوئے
ہو یہ لڑکی اب بہت جلد انشاء اللہ اچھی ہو جائے گی "

مسعود :- "مجھ کو اس وقت نہ بھوک ہے نہ پیاس ہے میں اسی کے پاس بیٹھا
رہوں گا۔ دیکھوں اس کی کیا حالت ہوتی ہے۔

رئیس :- "یہاں تمہارے بیٹھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے یہ تو اچھی ہو جائیگی
آجتک جتنے مریضوں یا مجروحوں کو اس معدس پانی کا چھینٹا دیا گیا وہ سب
اچھے ہوئے۔ کوئی فکر کی بات نہیں ہے۔ اگر تم اس حجرہ کے باہر ہی سونا چاہتے ہو
تو کوئی حرج نہیں ہے۔ وہیں سو رہو۔ مسعود نے پھر اصرار نہیں کیا۔ باہر
دروازہ کے قریب ہی ایک چٹائی پڑی تھی ادسپر جاکر بیٹھ گیا۔

اندر اب صرف راہب اور رئیس رہ گئے وہ آپس میں کلدانی زبان میں اسماء کیطرف
اشارہ کرکے کچھ آہستہ آہستہ گفتگو کرنے لگے۔ مسعود اون کے ہر اشارہ اور
انداز کو بڑے غور سے دیکھتا تھا اور اون کی گفتگو سنتا تھا۔ لیکن اون کی گفتگو
اوس کی سمجھ میں نہیں آتی تھی "

پھر راہب وہاں سے نکل گیا اور ایک بہت موٹی کتاب لئے ہوئے آیا اوسکو
کھول کے پڑھا۔ اور دونوں نے رکوع کیا مسعود دیکھ رہا تھا جب وہ نماز سے
فارغ ہو گئے تو رئیس اسماء کے قریب گیا اوس کے چہرے کو بڑے تامل سے
دیکھتا تھا پھر اوس کے پاس بیٹھ کے دیکھنے لگا کہ اون کی کیا حالت ہے۔ اسماء
نے اب حرکت کی اور زور سے چلائی۔ مسعود کو معلوم ہوا کہ اس کا چلانا اس
بات کی دلیل ہے کہ یہ غفلت میں نہیں ہے فورًا اندر آیا اسماء کی آنکھیں
اوس وقت کھلی ہوئی تھیں۔ مسعود دیکھکر بہت خوش ہوا اور اس کو بچنے

کی اوس کو امید ہوگئی۔ پہر اوس کی آنکہیں بند ہوگئیں رئیس نے مسعود سے کہا کہ تم اطمینان رکہو اور سو رہو یہ جلد اچھی ہو جاوے گی رات گذر گئی صبح کو مسعود اوٹھکر اوس کے حجرہ میں گیا وہاں راہبہ اور رئیس اوسکے زخم کو دہو کر پٹی بدل رہے تہے اسماء کو اسوقت افاقہ تہا۔ مسعود کو دیکھکر اوسنے کہا کہ اس نامرد سعید نے چہپکے تیر مارا اگر مرد ہوتا تو ہمارے سامنے آتا یہ کہتی ہوئی وہ غصہ سے لال ہوگئی۔

مسعود:۔ اب اللہ نے چاہا تو تم اچہی ہو جاؤگی اس نامراد سعید کا ذکر چہوڑو اور پہر کیا معلوم کہ اسی نے مارا ہے۔

اسماء:۔ سوائے اوس کے اور کون تھا۔ یہاں ہم کو پہچانتا ہی کون تہا جو ہماری گہات میں مدعی بنکر بیٹہتا وہی تہا وہی تہا۔ بیشک وہی تہا۔

مسعود:۔ "خیر وہی ہوگا اب یہ بتاؤ کہ تمہاری کیا رائے ہے کیا میں محمد سے جاکر یہ حالت بیان کروں وہ آکر ہمارے تمہارے لئے کوئی صورت نکالیں"

اسماء:۔ "نہیں نہیں ہرگز نہیں مجہے یہ خوف ہے کہ محمد میرا حال سنکر یہیں چلے آوینگے مصالح امت اور امیر المومنینؓ کے کام چہوڑ دینگے میں ہرگز نہیں گوارا کرتی۔ علاوہ بریں اب میری حالت اطمینان بخش ہے چند دنوں میں مجہ کو بہی تم دیکہوگے کہ میں ایک گہوڑے پر سوار ہوکر ام المومنینؓ کے لشکر کیطرف جا رہی ہوں یہ کہتی ہوئی اوس کی ٹکٹکی چہت کی طرف بندہ گئی اور اوسکی آنکہیں حسرت کی تصویر بنگئیں گویا زبان حال کا مقولہ یہ تہا کہ افسوس میں کس ارادہ سے آئی تہی اور کیا ہوا اور اوس کی آنکہوں سے آنسو جاری ہوگئے۔

مسعود اوسکی یہ کیفیت دیکہکر اور گفتگو سنکر نہائیت متاثر ہوا اوسنے کہا کہ محمدؐ نے مجہسے یہ تاکید کر دی تہی کہ میں تمہاری غور و پرداخت اچہی طرح کروں یہ کیسی ہو سکتا ہے کہ تمہاری یہ حالت ہوگئی ہے اور پہر میں انکو خبر نہ دوں"

اسماء ۔ اسکی خبر محمدؐ تک پہنچانی کیا ضرور ہے ۔ لیکن میں تم کو یہ رائے دیتی ہوں کہ تم اون کے پاس جاؤ ۔ اُن کو تمہاری اکثر ضرورت رہتی ہے میری طرف سے تم مطمئن رہو ۔ الحمد للہ کہ میری حالت اچھی ہے ۔ خاصکر اس دیر کے لوگوں سے مجھے ہر طرح کے آرام کی اُمید ہے میں اب عنقریب شفایاب ہو جاؤں گی یہاں سے لشکر المومنین کا لشکر بہی قریب ہی ہے میں وہاں تک خود ہی چلی جاؤں گی ۔ ۔ ۔ ۔ مسعود یہ سُنکر باہر گیا رئیس دیر سے صلاح لی اوسنے بہی یہ مشورہ دیا کہ تم چلے جاؤ اوسکا زخم خفیف ہے جلد اچھا ہو جاویگا ۔ مسعود کو اب کسیقدر اطمینان ہُوا وہ ایک دن اور اسی دیر میں رہا دوسرے روز اسماء کی حالت اور زیادہ اچھی دیکھی اوسکو اب زیادہ تردد نہیں رہا ۔ اسماء سے رخصت ہو کر کوفہ کو روانہ ہُوا ۔

قسیس مرقش

دو دن دیر میں آئے ہوئے اسماء کو گذر گئے ۔ رئیس دیر اسماء کو دیکھکر سوچتا ہے کہ یہ صورت میری پہچانی ہوئی ہے لیکن یہ یاد نہیں آتا کہ کہاں اس کو دیکھا تھا وہ بار بار اسکو تامل کی نگاہ سے دیکھتا ہے کہ شاید پہچان لے مگر اوس کا حافظہ مدد نہیں کرتا ۔ دوسرے مسعود کو رخصت کر کے یہ اسماء کے پاس آکر بیٹھا ۔ اسماء اوس وقت بیٹھے بیٹھے تھک گئی تھی تکیہ کے سہارے سے بیٹھی ہوئی تھی رئیس دیر کو دیکھکر اوس کے دل میں بھی خیال آیا کہ مینے اسکو کہیں دیکھا ہے غور کرنے کے بعد اوسنے سمجھا کہ سال گذشتہ میں جب میں اپنی والدہ کے ہمراہ مدینہ کو روانہ ہوئی تو شوقت دمشق میں اس کو دیکھا تھا جب رئیس اوس کے پاس آکر بیٹھا تو اُسنے پوچھا کہ میرے بزرگوار باپ کہا آپ یاد کر سکتے ہیں کہ کہیں آپنے مجھکو

دیکھا ہے؟

رئیس:۔ میں دو دن سے اسی فکر میں ہوں کہ کہیں میں نے تجھ کو دیکھا ہی لیکن یاد نہیں آتا۔

اسماء:۔ میں خیال کرتی ہوں کہ سال گذشتہ میں دمشق میں مجھ کو آپنے دیکھا ہوگا۔

رئیس (اوس کے چہرہ کو اچھی طرح غور کر کے) ہاں ہاں بیشک سال گذشتہ میں میں نے تجھ کو تیری والدہ کیساتھ دیکھا تھا۔ جبکہ تم دونوں کنیسہ ماری یوحنا میں قیس مرقس کی زیارت کو آئی تہیں اب خوب مجھ کو یاد آگیا تیری ماں کہاں ہے؟

اسماء کے سامنے اسوقت اوس کی ماں کی صورت آگئی اور اوسکی آنکھیں آنسو سے ڈبڈبا گئیں آستین سے آنکھیں پوچھنے لگی اور چپ رہی رئیس اوس کے اس انداز سے سمجھ گیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ اسکی والدہ کی وفات ہوگئی اُسنے کہا کہ کیا تمہاری ماں گذر گئی؟

اسماء:۔ (روتی ہوئی) جی ہاں۔ نہایت افسوس ہے کاش وہ نہ مرتی۔ رئیس نے اوسکو تسکین دلائی اور اوس کے ساتھ بہت ہمدردی کی جب وہ چپ ہوگئی تو پوچھا کہ تجھے اپنے باپ کا نام بہی معلوم ہوا۔ اسماء یہ سُنکر نہایت متحیر ہوگئی کہ اِس کو میرے والد کے نہ معلوم ہونے کی خبر کہاں سے ہوئی۔ ابتک اوسکا یہ خیال تہا کہ میرا یہ راز میری ماں کیساتھہ دفن ہوگیا۔ مگر رئیس کے اس جملہ سے اوسکو امید ہوئی کہ شاید اس سے مجھہ میرے باپ کا پتہ لگجائے نہایت مسرت اور امید کیساتھہ اسکی طرف متوجہ ہوکے کہا کہ نہیں ابھی تک میرے باپ کا نام مجھے نہیں معلوم ہوا کیا آپ اُس سے واقف ہیں۔

رئیس:۔ (تہوڑی دیر سوچکے) میں واقف نہیں ہوں۔ مگر۔۔۔۔۔

اسماء :- کیا فرمایئے۔ میں اوس کے دریافت کرنیکا لیے انتہا شوق ہی نہیں رکھتی ہوں بلکہ اس کو ایک اہم کام سمجھتی ہوں۔ بیشتر میرا خیال تہا کہ غالباً سوائے میری والدہ کے اور کوئی اس راز سے واقف نہیں ہے اور میں سمجھتی تہی کہ اب اس کا پتہ لگنا محال ہوگا۔ لیکن آپ کی گفتگو سے مجھے امید ہوتی ہے کہ کیا عجب ہے کہ آپ کے ذریعہ سے میرے نامعلوم باپ کا مجھے علم ہو جائے۔ فرمایئے جلد فرمایئے" یہ کہکر وہ ہمہ تن رئیس کیطرف متوجہ ہوگئی اور گویا وہ اپنے زخم اور تکلیف کو بالکل بھولی ہوئی تہی .... رئیس یہ سُنکر تہوڑی دیر ساکت رہا اوس کے انداز سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ کوئی بات چھپانا چاہتا ہے اور گفتگو چھیڑنے پر کسی قدر نادم ہے مگر اسماء کی مستعدی کی وجہ سے اوسکو جواب دینا پڑا اُسنے کہا کہ میں سچ کہتا ہوں کہ میں تمہارے باپ سے واقف نہیں ہوں لیکن اس شخص کو میں جانتا ہوں جو کینہ داری یوحنا میں تمہاری والدہ کیساتہہ آیا تہا کیا وہ تمہارا باپ نہیں ہے ۔؟

اسماء :- یہ آپنے کیسے پہچانا۔ آپ کے نزدیک تو یہ ایک ہلکی سی بات ہے لیکن میں اسکو نہایت اہم سمجھتی ہوں کیونکہ اُسدن جو ہم لوگوں کے ساتہہ تہا وہ یزید تھا گو لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ میرا باپ ہے۔ لیکن مینے والدہ مرحومہ کی زبانی سنا تھا کہ وہ میرا باپ نہیں ہے بلکہ میرا باپ کوئی دوسرا شخص ہے جسکے بتلانے کا میری ماں نے وعدہ کیا تھا لیکن افسوس کہ وہ ...... اب میں بالکل مجہول النسب ہوں اور میرا گمان ہے کہ غالباً آپ کے ذریعہ سے میں ضرور اپنے باپ کا نام معلوم کرلوں گی یہ کہتی ہوئی رئیس کے ہاتہہ چومنے کے لئے وہ جُھکی اور اصرار کیا کہ آپ جو کچھہ اس معاملہ میں جانتے ہوں ضرور اُس سے مجھے مطلع فرمایئے"

رسئیس :۔ میں نے تو کہا کہ میں تمہارے حقیقی والد کو نہیں جانتا ہوں لیکن اس کی وجہ کہ کیونکر یہ بات مجھکو معلوم ہوئی میں بیان کرتا ہوں غالباً اس سے تمہارا کچھہ فایدہ ہو۔

تم کو یاد ہوگا کہ جب تمہاری ماں کنیہ ماری یوحنا کے دروازہ پر تم کو تمہارے والد کے ساتھہ چھوڑکر قسیس مرقس کو رخصت کرنے آئی تھی پھر اوس کے بعد قسیس نے تم لوگوں کو وہاں سے روانہ کیا۔"

اسماء :۔ ہاں ہاں خوب یاد ہے قسیس کی صورت بہی مجھ کو یاد ہے بوڑہا آدمی ہے چہرہ پر جہریاں پڑ گئیں ہیں۔

رسئیس :۔ تو جس وقت تم کو روانہ کرکے واپس آیا اس کے چہرہ پر تردد کے آثار تھے میں نے پوچہا کہ کیا حالت ہے تو تمہاری ماں کا نام لیکر کہا کہ اوسکا ایک راز ہے جس کو میں نے اپنے دل میں بیس پچیس سال سے پوشیدہ رکہا ہے یہ اب مدینہ جارہی ہے کہ اس راز کو ظاہر کرے۔ مگر اوس کی بیماری سے مجھے کو خوف ہے کہ غالباً یہ مدینہ تک پہنچ نہ سکے گی۔ میں بہی اب بوڑھا ہوگیا اور سوائے میرے اِس راز سے کوئی واقف نہیں ہے میں خیال کرتا ہوں کہ میرے بعد یہ راز بالکل ہی ضایع ہوجاویگا اور تیرا نام لیکر کہا کہ اوس کے لئے یہ راز نہایت ہی اہم ہے۔ میں نے کہا کہ تو آپ اس راز کو مجھ سے بیان کردیجے میں اسکو ظاہر نکروں گا۔ مگر پہلے اوس کی مفصل کیفیت بیان کیجے پھر اونہوں نے تمہاری سب کیفیت بیان کی اور یہ کہا کہ یہ شخص اسکا باپ نہیں ہے جو اسکے ساتھہ ہے بلکہ اسکا باپ کوئی اور ہے۔ میں نے پوچہا کہ مجھے اس کے باپ کا نام بتا دیجئے مگر انہوں نے کہا کہ اب وہ خود عنقریب جاکر مدینہ میں ظاہر کرے گی کہ اسکا باپ ایک جلیل القدر صحابی ہے ہاں اگر دوسری صورت ہوئی تو البتہ میں تم کو اسکے باپ کا نام

بتا دوں گا۔

اسماء ہمہ تن متوجہ ہو کر سن رہی تھی جب اُسنے یہ کلام ختم کیا تو فوراً کہا اوسکا نام کیا ہے؟

رئیس :- پھر مینے قنیس مرقس سے نام پوچھنے پر اصرار نہیں کیا کیونکہ میں جانتا تھا کہ وہ راز کو کبھی ظاہر نکریں گے اون کی گفتگو سے جو کچھ میری سمجھ میں آیا وہ یہی تھا کہ تیرا باپ مدینہ میں ایک بہت ہی عظیم الشان مسلمان اور جلیل القدر صحابی ہے۔

اسماء :- لیکن یہ کیونکر ہو سکتا ہے مینے اپنی ماں کی زبانی مدینہ کا یا اسبات کا کہ میرا باپ ایک عظیم الشان مسلمان ہے ذکر بھی نہیں سنا تھا۔

رئیس :- تیری والدہ اِس راز کو بہت چھپاتی تھی اور اسکی وجہ یہ تھی وہ دراصل رومانی نسل سے تھی جس وقت مسلمانوں نے شام فتح کیا تو یہ قیدیوں میں آئی تھی۔ سالار فوج نے اوسکو تیرے حقیقی باپ کے پاس ہدیہ کے طور پر بھیجدیا وہاں یہ صرف چند راتیں رہی کہ اسکا بھائی یعنے تیرا ماموں جا کر اوسکو بھگا لایا دمشق میں آکر کئی دنوں یہ رہی مگر وہاں بھی اسے خوف لگا ہوا تھا اِسلئے مصر میں بھاگ کر گئی قنیس مرقس اُس وقت مصر کے کینسہ میں تھے اونہیں کے یہاں جا کر رہی اور وہیں تو پیدا ہوئی قنیس مرقس سے اُسنے تیرے حقیقی باپ کا نام اور سارا قصّہ بیان کر دیا پھر جب مسلمانوں نے مصر فتح کیا اسوقت دوبارہ وہ قید ہوئی تیری عمر اوسوقت دو سال کی تھی چنانچہ یزید نے اُس سے شادی کی وہ اِس راز کو اسی وجہ سے نہیں کہتی تھی کہ وہ مجرم تھی اور اُس کے ظاہر کرنے میں اُسکے لئے بہت خرابی ہوتی۔

اسماء یہ سُنکر چپ ہو گئی اوس کے چہرہ پر اُداسی چھائی ہوئی تھی اوسکو ابھی یہ کامل یقین نہ تھا کہ رئیس میرے باپ کا نام نہیں جانتا ہے

دوبارہ اماکیا پوچھا مگر پھر بھی رئیس نے وہی جواب دیا اور کہا کہ تو اگر قیس مرقس سے دمشق میں جا کر ملے تو البتہ تیرے باپ کے نام کا پتہ لگ سکتا ہے۔ لیکن اگر تو اُن کے پاس جانا چاہتی ہے تو بہت جلد جا کیونکہ میری حالت دیکھ ہی بالکل بوڑھا ہو گیا ہوں - اندازاً میں کہہ سکتا ہوں کہ اوسکا بیٹا ہوتا تو میں اس سے چھوٹا ہوتا۔

اسماء بیٹھے بیٹھے تھک گئی تھی اب بالکل مایوس ہو گئی۔ اپنے بستر پر لیٹ گئی اور مختلف خیالات میں غرق ہو گئی۔ رئیس نے یہ خیال کیا کہ اب یہ شاید سوئے اسلئے وہ باہر اوٹھکر چلا گیا اسماء اونہی خیالات میں سو گئی اور عجائب وغرائب خواب دیکھے۔

حضرت علیؑ کا لشکر

اسماء کو اس دیر میں کئی دن اسی حالت میں گذر گئے ابھی تک اوسکے زخم کا اندمال نہیں ہوا تھا۔ بستر پر پڑے پڑے اوس کی طبیعت گھبراتی تھی خاصکر ایسے بیش قیمت وقت میں جبکہ وہ یہہ خیال کرتی تھی کہ اس وقت میں ام المومنینؓ کے لشکر میں جا کر نہ معلوم کیا کیا کرتی اپنی اس بے موقع مجبوری سے نہایت افسوس کرتی تھی شفا کی اُمید پر اوس کے دل میں بہت کچھ خیال آتے تھے جنمیں سب سے زیادہ اہم خیال یہ تھا کہ آیا مجھکو یہاں سے قیس مرقس کے یہاں یا ام المومنینؓ کے لشکر میں جانا چاہیئے۔ شام وصبح وہ رئیس سے اجازت لیکر اکثر دیر کے ارد گرد ٹہلنے کیلئے نکلتی تھی ایک دن شام کو وہ دیر کی چھت پر چڑھ گئی۔ ریگستان کے لق ودق میدان میں تقریباً ۳ میل کے فاصلہ پر بصرہ کی آبادی نظر آتی تھی سامنے شمالی سمت میں کچھ خیمے وغیرہ

بھی نصب نظر آئے جو امیر المومنینؓ کے لشکر کا قیام گاہ ہے اسماء بڑی غور سے اوس کو دیکھ رہی ہے اوس کے دل میں اسوقت وہ خیال جوش زن ہیں جنکو امیر المومنینؓ سے ظاہر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اوس کے ہر پہلو پر نظر ڈالتی ہے اور جو جو سوال معقولیت کے ساتھ اسپر پیدا ہو سکتے ہیں اون کے جواب سوچ رہی ہے انہیں پیچ در پیچ خیالات میں وہ مستغرق تھی کہ دفعتہ اوس کی نگاہ سورج پر پڑی جو اب ڈوب رہا ہے اسکا جرم اس وقت بالکل آتشیں رنگ کا نظر آتا ہے اور تمام اوقات سے بڑا معلوم ہوتا ہے اوس کی کرنیں اسوقت بالکل دہیمی ہیں۔ صاف آسمان میں کہیں کہیں چھٹکے ہوئے ابر کے سپید ٹکڑے اوس وقت کی ہلکی دہوپ کی وجہ سے سرخی مائل نظر آرہے ہیں سورج کے ڈوبنے پر اسما اوتر آئی اور یہ ارادہ کیا کہ صبح کو میں امیر المومنین کے لشکر میں چلوں۔ صبح جب بستر سے اوٹھی تو گو اوس کی حالت اچھی تھی مگر تاہم اسقدر ضعف تھا کہ وہ چل نہیں سکتی تھی مجبوراً اوس نے چند روز اور اوسی دیر میں رہنے کا ارادہ کیا رئیس سے اجازت لیکر ٹہلنے کے لئے دیر سے باہر نکلی۔ اس کے پائیں باغ سے نکلکر صحرا کی طرف چلی اوسوقت صبح کا عجیب منظر اوس کے پیش نظر تھا آفتاب ایک نیزہ کی بلندی پر آگیا تھا سردی کے موسم میں دہوپ بڑی پیاری معلوم ہوتی تھی ایک اونچے ٹیلے پر کھڑی ہو کر یہ ادہر اودہر دیکھنے لگی سامنے سے ایک لشکر آتا ہوا نظر آیا غور اور تامل سے دیکھکر اوس نے پہچانا کہ یہ لشکر امیر المومنینؓ کا ہے اوس لشکر کی کیفیت معلوم کرنیکا اُسکے دلمیں بیحد شوق ہوا اور نیز یہ بھی خیال ہوا کہ کیا عجب ہے کہ انہیں محمدؐ بھی ہوں وہ اسی لشکر کیطرف بڑہی اوس کے دل میں یہ خوف بھی معلوم ہوا کہ اب ضرور لڑائی ہوگی اس لشکر کا آنا خالی از علت نہیں ہے ...... اب یہ بالکل لشکر کے قریب پہنچ گئی۔ سوار اور پیادے کثرت سے تھے بڑے بڑے علم

اڑتے ہوئے پھریرے یہ ثابت کر رہے تھے کہ بڑی تیاری کے ساتھ جنگ کے لئے یہ لشکر جا رہا ہے اوسی حال میں ایک اونٹ اوس کی طرف بھاگتا ہوا نظر آیا اور اوس کے پیچھے ایک شخص اوس کو پکڑنے کے لئے بڑی تیزی سے دوڑا ہوا آ رہا ہے اور لوگوں کو بھی اس میں مدد کرنے کے لئے پکارتا ہے اسماء گو بالکل ضعیف تھی اور اوسکا زخم بھی ابھی پر نہیں ہوا تھا مگر اس سے رہا نہ گیا دوڑ کے اوسکو روکا اور جب وہ رکتا ہوا نہیں معلوم ہوا تو لسک کر اوس کی گردن سے لپٹ گئی اوسکو گھسیٹتا ہوا وہ تھوڑی دور لے گیا مگر فوراً ہی اس شخص نے آ کر پکڑ لیا اسماء کے زخم میں سے جا بجا جھٹکا لگنے سے خون جاری ہو گیا ہاتھ سے زخم کو دبا کر یہ بیٹھ گئی اونٹ والے نے اس کی یہ کیفیت دیکھکر نہایت معذرت کی اور شکریہ ادا کیا اسماء نے اوس سے پوچھا کہ تم کون ہو؟

شخص :۔ میں قبیلہ عبد القیس کا ہوں۔

اسماء :۔ اور یہ لشکر میں تمام کون لوگ ہیں۔ اور کہاں جاتے ہیں۔

شخص :۔ کیا تم کو نہیں معلوم کہ ام المومنین اور امیر المومنین میں آجکل لڑائی ہونیوالی ہے۔

اسماء :۔ ہاں اس سے تو میں واقف ہوں کیا یہ امیر المومنین کا لشکر ہے

شخص :۔ ہاں ہم سب لوگ اونہی کی مدد کے لئے جا رہے ہیں کیونکہ ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ وہ حق پر ہیں۔

اسماء :۔ اس لشکر کی تعداد کسقدر ہے ؟

شخص :۔ تقریباً ۲۰ ہزار ہے۔

اسماء :۔ تم ام المومنین کے لشکر کی تعداد سے بھی واقف ہو۔

شخص :۔ غالباً ۳۰ ہزار ہے۔

اسماء :۔ اوسکو بہت بڑا لشکر ہے۔ لیکن یہ بتاؤ کہ تقریباً کون غالب ہوگا

شخص:۔ (مسکرا کر) اب اس سے کوئی مطلب نہیں وہ تو کل ہو چکا جو کچھ ہونا تھا۔

اسماء:۔ "کیا ہو چکا؟"

شخص:۔ "دونوں میں صلح ہو گئی اور اب غالباً لڑائی نہ ہو گی۔"

اسماء:۔ "ہیں یہ کیا بات ہے یہ پوچھتی ہوئی وہ اس خبر سے کسیقدر خوش ہو کر ایک پتھر پر بیٹھ گئی اوس شخص نے یہ سمجھا کہ غالباً یہ تمام حوال سے بیخبر ہو گی اسلئے ابتداء سے بیان کرنا شروع کیا اسماء نے کہا کہ ان تمام حالات سے میں واقف ہوں تم صرف یہ بتاؤ کہ صلح کیونکر ہوئی۔

شخص:۔ (اوس کی واقفیت سے متعجب ہو کر) کل جب ہمارا لشکر یہاں پہنچا اور دورویہ صف بندیاں ہوئیں تو اُم المومنین کے لشکر سے طلحہؓ اور زبیرؓ گھوڑوں پر سوار ہو کر میدان میں نکلے اور مبارز طلب ہوئے اوسطرف سے خود امیر المومنین علیہ السلام اون کے مقابلہ میں گئے۔ ہم لوگ سب منتظر کھڑے تھے کہ دیکھئے کیا ہوتا ہے ہر ایک کی نظریں اونہیں پر لگی ہوئی تہیں مگر ان میں کوئی لڑائی پیش نہیں آئی دیر تک باہم گفتگو ہوتی رہی۔ حضرت علیؓ نے طلحہؓ اور زبیرؓ سے مخاطب ہو کے کہا کہ تم کو قبل اس کے کہ میرے مقابلہ کیلئے تیر و خنجر تیار کرو خداوند عالم کے ہاں عذر بیان کرنے کیلئے کوئی گنجائش تلاش کرنا چاہئیے۔ اللہ سے ڈرو ایسا نہ ہو کہ تمہارا سب کیا کرایا دہول ہو جاوے کیا از روئے دین کے میں تمہارا بھائی نہیں ہوں اور کیا تمہارا خون مجھ پر اور میرا خون تم پر حرام نہیں ہے"؟

طلحہؓ: "کیا عثمانؓ کے قتل کے باعث تم نہیں ہو۔"

علیؓ: "اللہ قیامت کے دن عثمان کے قاتلوں سے سمجھے۔ تم مجھ سے اون کے خون کا بدلہ چاہتے ہو۔ عثمان کے قاتلوں پر خدا کی لعنت۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی کو لیکر تم میدان جنگ میں آئے ہو

اور اپنی بی بی کو گھر میں چھوڑ رکھا۔ تم کو شرم کرنی چاہیئے کیا تم نے میرے ہاتھ پر بیعت نہیں کی تھی؟"

طلحہؓ:۔ بیعت کی تھی مگر گردن پر تلوار رکھکے بیعت لیگئی"۔

علیؓ:۔ (زبیر سے مخاطب ہوکر) تم کس ارادہ سے آئے ہو۔

زبیرؓ:۔ میں تم کو اپنے سے زیادہ خلافت کا حقدار اور اس کے لئے موزوں نہیں سمجھتا"

علیؓ:۔ "کیا عثمانؓ کے بعد خلافت کا میں حقدار نہیں تھا؟ - ہم پیشتر تم کو بنی عبدالمطلب میں شمار کرتے تھے مگر تمہارے بیٹے نے ہم میں تم میں باہمی تفرقہ ڈالدیا۔ بہت سی باتیں انکو یاد دلاکے کہا۔ کیا تم وہ بھول گئے کہ قبیلہ بنی غنم میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ چلے جارہے تھے آپ میری طرف دیکھکے ہنسے اور میں بھی آپ کی طرف دیکھکے ہنسا۔ تم نے کہا کہ ابن ابی طالب اپنے تمسخر سے باز نہیں آتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ تمسخر نہیں کرتا ہے تم اس سے لڑائی کروگے اور تم سراسر ناحق پر ہوگے"

زبیرؓ:۔ بیشک بیشک۔ مجھکو یاد آگیا اگر مجھے پہلے سے اسکا خیال ہوتا تو میں کبھی لڑنے نہ آتا اور اب میں قسمیہ کہتا ہوں کہ تم سے کبھی نہیں لڑوں گا"

یہ گفتگو کرکے زبیرؓ وہاں سے پلٹے۔ طلحہؓ بھی شرما کے چلے گئے"

امیرالمؤمنینؓ نے آکر واقعہ کی تمام کیفیت بیان کی"

اسماء اس واقعہ کی کیفیت سنکر نہایت درجہ خوش ہوگئی اور زخم کی تکلیف کو بالکل بھول گئی اور خدا کا شکر کرنے لگی کہ بہت اچھا ہوا۔ ورنہ ہزاروں مسلمانوں کی جانیں مفت میں جاتیں۔ لیکن اُس کو ابتک محمد کی کچھ کیفیت نہ معلوم ہوئی اور اس نے پوچھا کہ کوفہ کو لوگ

بھی امام علیؑ کی مدد کیلئے آئے"

شخص:۔ "ہاں آئے تو مگر بڑے پس و پیش کے بعد"

اسماء:۔ "امیرالمومنینؑ کی مدد کیلئے کیا پس و پیش تھا؟"

شخص:۔ "پیشتر امیرالمومنینؑ نے محمدؓ ابن ابو بکر اور محمدؓ ابن جعفر کو وہاں بھیجا تھا ان لوگوں نے وہاں کے عامل ابی موسیٰ اشعری سے جاکر کہا کہ یہاں کے لوگوں کو امیرالمومنین کی مدد کیلئے برانگیختہ کرو مگر انھوں نے کہا کہ ایک طرف علیؑ ہیں دوسری طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ صدیقہ ہیں میں کس کی مدد کروں کس کی نہ کروں مسلمانوں میں باہمی لڑائی کیلئے میں کچھ نہیں کرسکتا اونھوں نے وہاں کے لوگوں کو یہ سمجھایا کہ کسی کی طرف نہ شریک ہوں چنانچہ محمدؓ ابن ابی بکر اور محمدؓ ابن جعفر بالکل ناکامیاب واپس آئے پھر امیرالمومنینؑ نے الشتر اور عبداللہ ابن عباس کو بھیجا لیکن وہ لوگ بھی پھر کے چلے آئے اور کوفہ سے مدد نہ ملی بعد ازاں امیرالمومنینؑ نے خود حضرت حسنؑ اور عمار ابن یاسر کو بھیجا اور پہلے سے ام المومنین کے لوگ بھی وہاں پہنچ گئے تھے جو انکو ام المومنینؓ کی مدد کیلئے برانگیختہ کر رہے تھے ابی موسےٰ یہ فہمائش کرتے تھے کہ کسی کی مدد کیلئے نہ جاؤ مگر حضرت حسنؑ نے لوگوں کو سمجھایا اور خوب اون کے ذہن نشین کرادیا کہ امیرالمومنینؑ کی نصرت انپر واجب ہے۔ پھر تو ہزارہا آدمی اون کی ہمراہ خلیفہ کی مدد کو آئے۔

ان تمام حالات سے اسماء کو معلوم ہوا کہ محمدؓ بھی اوسی لشکر میں ہیں اب وہ بیٹھی بیٹھی تھک گئی تھی وہاں سے اوٹھی اودھر کیطرف چلی وہ شخص اوس کے پہنچانے کے لئے دیر تک آیا پھر واپس چلا گیا اندر پہنچکر رئیس نے اوس کی کیفیت پوچھی اوسے اونٹ کا قصہ اور اپنے

زخم کی حالت بیان کی اوسنے دوسرا ضماد لگایا اور کہا کہ کوئی حرج نہیں ہے
معمولی مواد خارج ہوگیا۔ اس صلح کی خبر سے اُسنے خوشی میں اپنا وہ دن
گذارا۔ لیکن اس درمیان میں کبھی کبھی یہ تکلیف دہ خیال بھی پیدا ہوجاتا
تھا کہ ایسا نہو کہ قیس مرقش کے یہاں پہنچنے میں دیر ہو اور وہ رحلت
کرجائے پھر میرے باپ کا پتہ کسی سے نہیں معلوم ہوسکیگا اوسنے دلمیں یہ
ٹھان لی کہ جسوقت میں اس قابل ہوں گی کہ گھوڑے پر سوار ہوسکوں تو
پہلے قیس مرقش کے پاس جاوں گی اپنے باپ کا پتہ دریافت کرکے پھر
کسی دوسرے کام کی طرف متوجہ ہونگی۔

لڑائی

کئی دن اوس کے یونہی دیر میں گذر گئے ہمیشہ اوس کو یہ امید رہتی تھی کہ
محمدؓ شاید اس دیر میں مجھ کو دیکھنے آئے کیونکہ مسعود نے ضرور اُس
سے میرا حال کہا ہوگا اور یہ ناممکن ہے کہ وہ مجھ سے اسقدر قریب ہے اور
پھر دیکھنے نہ آئے۔ لیکن اب اس کو اس جانب سے بالکل مایوسی ہوگئی
اوسنے یہ ارادہ کیا کہ میں خود ہی لشکر میں چلکر محمدؓ سے ملوں کیونکہ اب
اُسکا زخم بالکل مندمل ہوگیا تھا۔ پھر اس خیال سے نہیں گئی کہ وہاں
امام حسنؓ ہونگے۔ شاید محمدؓ کو میرا آنا ناگوار ہو اسنے اپنی تمام کیفیت
ایک خط میں لکھی۔ رئیس دیر سے اجازت لیکر وہاں کے خدام میں سے
ایک کو خط دیکر لشکر کیطرف روانہ کیا اور اوسکو اچھی طرح سمجھادیا کہ
امیرالمومنینؓ کے لشکر میں جاکر محمدؓ کو یہ خط دینا وہ شخص خط لے کے
روانہ ہوگیا اور یہ انتظار میں بیٹھی رہی نہ صرف جواب کے انتظار میں بلکہ
یہ کہ اسکے ہمراہ محمدؓ خود بھی آئیگا ابھی مدت انتظار کی ختم بھی نہونے

پائی تھی کہ وہ قاصد ہانپتا ہوا واپس آیا اسماء نے گھبرا کر اس سے پوچھا کہ تم بھاگے ہوئے کیوں آ رہے ہو کیا بات ہوئی ۔

قاصد:۔ میں حظ لئے ہوئے جب لشکر کے قریب پہنچا تو وہاں دیکھا کہ سخت لڑائی ہو رہی ہے چاروں طرف سے تیر برس رہے ہیں ۔

اسماء:۔ (متحیر ہو کر) کس کس کے درمیان لڑائی ہو رہی ہے ۔

قاصد:۔ وہاں لوگوں سے دریافت کرنے سے یہ معلوم ہوا کہ امام علیؑ اور حضرت عائشہؓ کی فوجیں ہیں ۔ کل تک صلح تھی ۔ لیکن آج پھر لڑائی ہونے لگی ۔

اسماء:۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ صلح کیوں ٹوٹ گئی اور کس کی طرف سے ٹوٹی ۔

قاصد:۔ مجھے زیادہ حالات نہیں معلوم ہوئے میں نے تو صرف اونھیں لوگوں سے تھوڑی دیر گفتگو کی جو لشکر کے کنارے پڑے ہوئے تیروں کو چن رہے تھے اون کی زبانی یہ معلوم ہوا کہ ام المومنینؓ کی فوج نے صبح کو لڑائی شروع کر دی ۔

اسماء:۔ پھر تو محمدؐ سے تم نہ مل سکے ہو گے ۔

قاصد:۔ کیسطرح ملتا عین معرکہ میں میں کس طرح جاتا کیونکہ اگر احیاناً اوس میں چلا جاتا اور کوئی تیر مجھ کو لگتا تو پھر یہ خبر تم تک کون پہنچاتا ۔

یہ سُنکر اسماء کو حمیت کا جوش آیا اور سنے فوراً دمشق جانے کا خیال چھوڑ دیا اور اس لشکر میں جانے کے لئے مستعد ہو گئی کہ جسطرح ہو سکے ام المومنینؓ کے سامنے حضرت علی کی برأت ثابت کرے اور صلح کرا دے اوُسنے رئیس سے ایک سواری کی درخواست کی جس کے جواب میں اسنے کہا کہ تمہارا خادم مسعود یہاں ایک اونٹ تمہاری سواری کا چھوڑ گیا ہے اسماء نے اوسکو کسوایا اور خود مردانہ لباس پہنکر کمر میں ایک تلوار لٹکا کر جولانی کو محمد

مسعود کیساتھ چلتے وقت دی تھی اوسپر سوار ہوکے روانہ ہوئی۔ جلدی میں رئیس کو وداع کرنا بھی بھول گئی۔ جب دور نکل گئی اور خیال آیا تو دونوں ہاتھوں سے اشارے سے سلام کرنے لگی...... تھوڑی دور آگے بڑھی تھی کہ میدان جنگ سامنے نظر آیا چاروں طرف سے تیروں کی بوچھاڑ ہو رہی تھی لڑائی کا ہنگامہ خوب گرم تھا۔ ہر سمت دھوم مچی ہوئی تھی۔ چونکہ ایک دن پیشتر خوب اچھی طرح بارش ہو چکی ہے۔ اسلئے گرد و غبار کا نام تک نہیں ہے معرکہ کی تمام کیفیت دور سے صاف نظر آتی ہے میدان جنگ میں ہر ایک سوار کو بغور دیکھتی ہے اور اکثروں کو پہچانتی ہے۔ فریقًا یہ معلوم ہوا کہ حضرت علیؓ کی فوج اسوقت غالب ہے کیونکہ اونکا لشکر آگے بڑھتا ہوا نظر آتا ہے اور ام المؤمنینؓ کا لشکر پیچھے ہٹتا جاتا ہے زخمیوں اور مقتولوں کی لاش سے میدان پٹا ہوا ہے مروان کو اُسنے وہاں پہچانا اُس کے سامنے ایک سوار تھا جسکو اُسنے ایک تیر مارا وہ سخت زخمی ہو گیا اور فوراً تکلیف کی وجہ سے بصرہ کو روانہ ہوا۔ اسماء اوس زخمی سوار کو غور سے دیکھنے لگی وہ طلحہؓ تھے اُن کی ران میں مروان کا تیر لگا تھا وہ بیتاب ہوکر بھاگے جا رہے تھے اسکو سخت تعجب ہوا کہ وہ دونوں ایک ہی لشکر کے ہیں پھر مروان نے کیوں اُن کے تیر مارا۔ مگر اوسنے سوچا کہ مروان کا یہ خیال ہوگا کہ حضرت علیؓ کے بعد خلافت کے حقدار طلحہؓ اور زبیرؓ کو لوگ سمجھتے ہیں اسلئے اگر یہ لوگ نہ رہینگے تو خلافت پھر بنی امیہ میں آجائے گی اسی طمع سے اُسنے انکو تیر مارا۔

قتل الجمل

یہ بلا خوف فوج میں گھستی ہوئی چلی جا رہی ہے اس کی آنکھوں کے

سامنے سے تیر برابر گذر رہے ہیں مگر یہ کچھ پرواہ نہیں کرتی اور ام المومنینؓ
کے لشکر کی طرف بڑھتی چلی جارہی ہے دور سے اسکو ام المومنینؓ کا
خیمہ نظر آیا لیکن وہاں بالکل سنسان تھا جس سے اسنے سمجھا کہ ام المومنینؓ
اس خیمہ میں نہیں ہیں عین میدان جنگ میں ایک اونٹ نظر آیا جسکے
گرد بہت ہجوم تھا ہودج کے طرز و انداز سے اسنے پہچانا کہ یہ ام المومنین
کا ہے یہ اوسی رخ کو چلی اوس کے آگے سے ام المومنینؓ کی فوج میں سے
ایک سوار نکلا جو بڑی تیزی کیساتھ میدان جنگ سے منہ موڑکے بھاگا
جارہا ہے اسکے انداز سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس معرکہ میں ایک منٹ
بھی ٹھہرنا گوارا نہیں کرتا اوسنے غور کرکے دیکھا کہ وہ زبیرؓ ہیں اور
اس وجہ سے اس فوج سے نکلے جارہے ہیں کہ انھوں نے امیر المومنین
کیساتھ لڑنے کی قسم کھائی ہے اسنے یہ سوچا کہ اب دونوں سرغنہ
فوج سے نکلگئے ہیں کیا عجب ہے کہ ام المومنینؓ یہ سنکر صلح پر راضی
ہوجائیں۔ وہ بجلی کی طرح اون کی اونٹنی کے قریب گئی ام المومنینؓ
ملبند آواز سے کعب کو پکار کے کہہ رہی تہیں کہ اس قرآن کی حرمت کی
قسم دلاکر مسلمانوں کو اس کی حمایت کے لئے مستعد کرو یہ کہتے ہی
ہودج سے ہاتھ نکالا جس میں قرآن شریف تھا کعبؓ اوس کے
لینے کے لئے ہاتھ بڑھایا مگر فوراً ایک تیر اون کے سینے پر پڑا وہ شہید
ہوگئے ہودج کے گرد ایک جم غفیر تھا ام المومنینؓ یہ کہہ کر لوگوں کو
جوش دلا رہی ہیں کہ خدا کے واسطے عثمانؓ کے قاتلوں سے بدلا لو۔
اسماء اپنے اونٹ سے اتر کر ام المومنینؓ کے اونٹ کے قریب گئی۔
باران تیر سے ہودج میں اسقدر تیر گرے ہوئے تھے کہ جیسے کسی خاردار
درخت میں کانٹے اسنے اوپر ہودج پر چڑھنے کا قصد کیا مگر ایک شخص
نے منع کیا اسنے فوراً اپنا ڈھاٹا کھولکر ام المومنینؓ کو پکارا اونھوں نے

اوسکی آواز پہچان کر اسکو ہودج پر آنے کی اجازت دی یہ رسول کو پکڑ کر
چڑھ گئی اس قیامت خیز میدان میں ام المومنین اُسکو دیکھکر حیرت زدہ
ہو گئیں یہ جاتے ہی ان کے قدموں پر گر پڑی اور روکے کہنے لگی کہ ماں اب آپ
خدا کے لئے مسلمانوں پر رحم فرمائیں وہ بجائے آپ کی اولاد کے ہیں آپ
ام المومنینؓ اور رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ ہیں خدا کے لئے
اب مسلمانوں پر رحم کیجئے جو صرف اللہ کے پوچھنے والے ہیں اس میدان میں
اون کی ہزار ہا لاشیں بے سر پڑی ہیں اس مقدس قوم کا خون پانی کی طرح بہ رہا ہے
کیا مسلمانوں کا ایک رواں اللہ کے نزدیک دنیا بھر سے وقعت دار نہیں ہے
طلحہؓ اور زبیرؓ دونوں نے اپنی اپنی راہ لی خدا کے لئے اب آپ لڑائی کو بند فرمائیں
اور مسلمانوں کی جانیں مُفت میں نہ ضائع ہوں ؛

اس گفتگو کا حضرت عائشہ رضہ کے دل پر بہت اثر ہوا گو اُن کی توجہ بالکل
لڑائی کی طرف مصروف تھی کیونکہ اسوقت معرکہ خوب گرم تھا اون کے اوپر
تیر کی بوچھار ہو رہی تھی چالیس پچاس آدمی خاص شتر کی مہار کے
قریب ہی مارے گئے تھے اونکا تمام لشکر شکست کھاتا ہوا ہٹتا چلا آرہا تھا
مگر اوس کی باتوں کو وہ سنتی جاتی تھیں۔ جواب میں یہ کہا کہ کل علی رضہ نے
تو ہم سے صلح کر لی تھی مگر نہ معلوم پھر کس وجہ سے لڑائی پر آمادہ ہو گئے۔

اسماءؓ" لیکن ان لوگوں کا خیال ہے کہ آپ ہی کی جانب سے صلح
توڑی گئی۔

عائشہؓ" وہ نہیں رات کو تو بالکل معاملہ طے ہو چکا تھا مگر صبح کو پھر وہ
لوگ لڑائی پر آمادہ ہو گئے ؛

اسماءؓ" بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں نے ادہر اودہر لگا کر یہ فساد برپا
کیا ہے اور یہ ضرور منافقوں کی کارروائی ہے بہر حال صلح بہتر ہے صرف
آپ کے کہنے کی دیر ہے۔ ابھی صلح ہوتی ہے خدا کے لئے اب لڑائی

بند فرمائیے۔
حضرت عائشہؓ:۔ اب کیا ہوسکتا ہے اب تو جو کچھ ہونا تھا ہو چکا۔
تمہاری خواہش بھی اب عبث ہے یہ انہوں نے اس انداز سے کہا کہ وہ اسماؓ
کو زیادہ گفتگو کرنے سے منع کرتی تھیں کیونکہ اسوقت خوفناک حالت
تھی اسماء چپ ہوگئیں دفعتاً ہودج کے قریب شور و غوغا مچ گیا جو لوگ
وہاں تھے وہ شمشیر بکف لڑنے لگے اسما نے اب یہ سمجھا کہ امیر المومنینؓ
کی فوج اب ہودج کے قریب آگئی اسی لئے یہ لوگ مقابلہ کیلئے مستعد
ہوگئے اسنے اوسی وقت اترنے کی خواہش کی مگر ام المومنینؓ کے
خوف سے اُسی جگہ بیٹھی رہی۔ تھوڑی دیر میں اُسنے حضرت علیؓ کی آواز
سُنی کہ یہ فرماتے ہیں کہ اونٹ کی کوچیں کاٹ ڈالو کیونکہ اس کے بعد
یہ مجمع منتشر ہو جاویگا ابھی یہ جملہ پورا بھی نہوا تھا کہ اونٹ گرتا ہوا معلوم
ہوا اس نے اسوقت سر نکال کے دیکھا کہ اگر موقع ہو اس میں سے نکل
جاؤں سب لوگ وہاں سے ہٹ گئے تھے۔ سامنے حضرت علیؓ کھڑے
ہوئے تھے اپنی فوج سے پکار کے کہہ رہے کہ سب میں منادی کرا دو
کہ کسی بھاگنے والے کا کوئی پیچھا نہ کرے نہ کسی مجروح کو ہلاک کرے
نہ کسی کے گھر میں گھسے پھر حکم دیا کہ اس ہودج کو یہاں سے اٹھا کر الگ
لیچلو چنانچہ وہ فوراً مع ام المومنینؓ کے وہاں سے اٹھایا گیا ام المومنینؓ
اسوقت بدحواس تھیں اسماء کو ان کی شان جلالی سے نہایت خوف
معلوم ہو رہا تھا امیر المومنینؓ نے محمدؓ کو حکم دیا کہ یہاں چاروں طرف سے
پھرہ کرو اور اپنی بہن کو دیکھو کہیں چوٹ تو نہیں آئی اسماء محمدؓ کا
نام سنتے ہی چونک اُٹھی اور آہستہ سے سر اوٹھا کر باہر دیکھنا چاہا
جبتک محمدؓ نے ہودج کے اندر سر ڈالا اسماء کو یہاں دیکھکر حیرت زدہ
ہوگیا لیکن ابھی کوئی بات نہیں شروع ہوئی تھی کہ ام المومنینؓ نے

پوچھا کہ تو کون ہے ؟"

محمدؓ: "آپکا بھائی محمدؓ ہوں۔"

ام المومنین: "اللہ کا شکر ہے کہ سلامت رہا۔ محمدؓ نے اسماء سے اشارہ کیا وہ ہودج سے باہر آئی میدان خون سے بالکل لالہ زار ہو رہا تھا، وسوقت وہاں کوئی نہتا یا تو مقتولوں کی لاشیں ایک حسرتناک حالت میں پڑی ہوئی تہیں یا بعض بعض زخمی تہے جو نزع کی حالت میں کبھی کبھی ہاتھ یا پیر ہلا دیتے تہے بہت گھوڑے اونٹ زخمی پڑے تہے جنکے سینوں پر بالشت بہر اتنک تیر جنیسے گڑے ہوئے تہے غرض ایک عجیب ہیبت ناک منظر تھا جس سے نہ صرف انسان متاثر ہوتا تھا بلکہ ایک بہت عبرت خیز سبق حاصل کر سکتا تھا اتنے میں اسنے دیکھا کہ امیر المومنینؓ ہودج کے پاس گئے وہ بہی اسی طرف متوجہ ہو گئی میر المومنینؓ نے قریب جا کر کہا کہ

ام المومنینؓ کیا حالت ہے "

عائشہؓ: "اچہی ہے "

علیؓ: "اللہ آپ کی مغفرت کرے"

عائشہؓ: "اور تمہاری بہی"

پہر محمدؓ کو حکم دیا کہ ام المومنین کو بصرہ لیجاؤ۔ کچھہ دنوں یہاں آرام لیں۔ اثنائے گفتگو میں انہوں نے اسماء کو اپنے پاس کہڑی دیکھکر اتفاقیہ اسی کو پہچانا اسکی طرف مخاطب ہوئے اسماء نے بہی جلدی سے ہاتھوں کو بوسہ دیا۔ امیر المومنین نے نہایت مہربانی سے فرمایا کہ تو کہاں تہی ؟ حضرت عائشہؓ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ یہ لڑکی بہت قابل قدر ہے ایسی حق اپنے اور اسلام کی خیر خواہ آجتک کوئی لڑکی نہیں دیکھی عین میدان معرکہ میں جبکہ خوب تیر برس رہے تہے یہ بلا خوف میرے پاس آئی اور بڑی منت سے خواہش کی کہ لڑائی بند کر دیجائے اسماء نے اسکو سنکر شرمندہ ہو کر

گردن جھکا لی۔ حضرت علیؑ نے کہا ہاں بیشک یہ ایسی ہی ہے
پھر اسماءؓ کیطرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ اللہ تیری کوششوں کو مقبول کرے
تو ہمیشہ سے حمیت اور ہمدردی کرتی چلی آتی ہے میرے ہمراہ آؤ
یہ کہتے ہوئے وہ میدان کیطرف گئے یہ بھی پیچھے پیچھے ہولی۔ پھر فرداً
فرداً زخمیوں کو اٹھوایا اون کے علاج کا بندوبست کیا مقتولوں کے
دفن کا حکم دیا اوسی ضمن میں یہ بھی معلوم ہوا کہ طلحہؓ اور زبیر بھی
شہید ہو گئے اسماءؓ نے مروان اور طلحہؓ کا واقعہ بیان کیا امیرالمومنینؑ
نے کہا کہ کیا تعجب ہے کہ مروان ہی بناء فساد ہے اوس سے اس کام کا
ہونا بالکل قرین قیاس ہے۔ یہ سب انتظام کر کے بصرہ کیطرف گئے۔
وہاں مسجد کے قریب دار العامل میں ٹھہرے تمام لوگوں نے آکر بیعت
کی۔ اسماءؓ زنانخانہ میں ٹھہری جہاں حضرت علیؑ کے گھر کی تمام عورتیں
تھیں جو لشکر کے ہمراہ آئی تھیں اسماءؓ مدینہ سے ہی سب کو پہچانتی تھی
یہاں ان سب سے مل کے اوس کی بڑی دلبستگی ہوئی کئی دنوں تک وہ
محمدؓ کا انتظار کیا کی لیکن محمدؓ نہیں آیا۔ اسلئے کہ حضرت علیؑ کے حکم سے
وہ حضرت ام المومنینؓ ہی کی خدمت میں رہتا تھا آخر اسنے خود ہی وہاں
جانیکا قصد کیا اور ام المومنین کی ملاقات کے بہانہ سے وہاں پہنچی۔
محمدؓ سے ملاقات کر کے کہا کہ مجھے نہایت افسوس ہے کہ میں عرصہ تک دیر
میں زخمی پڑی رہی اور تم یہیں تھے مگر مجھ کو دیکھنے نہ گئے محمدؓ اس
واقعہ کو سنکر نہایت متحیر ہو گیا اسنے کہا کہ مجھے بالکل خبر نہیں۔
اسماءؓ لیکن مسعود تو تمہارے پاس گیا تھا اسنے کچھ بھی ذکر نہیں کیا؟
محمدؓ۔ "مسعود کب آیا۔ سبحان اللہ وہ تمہارے ساتھ آیا تھا
پھر میں نے اوسے نہیں دیکھا؟
اسماءؓ "او ہو تو شائد کہیں قتل ہو گیا؟"

محمدؓ:۔ "ہاں بیشک ہو گیا ہوگا آجکل ہلچل تو مچ ہی رہی تھی کیا عجب ہے کہ وہ کوفہ میں مجھ سے ملنے کے لئے گیا ہو وہیں قتل ہو گیا ہو اسپر وہ دونوں دیر تک افسوس کرتے رہے پھر محمدؓ نے کہا کہ اب لڑائی ہو چکی فتنہ اور فساد رفع ہو گیا ہم لوگوں سے جو کچھ ہو سکا کیا اب تمہارا کیا ارادہ ہے ؟"

اسماء:۔ اسکے مطلب کو سمجھ گئی مگر اُسنے بات ٹالنے کی غرض سے کہا کہ لیکن میں تو اب شام کو جانا چاہتی ہوں دمشق میں مجھ کو ایک ضروری کام ہے۔"

محمدؓ:۔ "کیا کام ہے۔"

اسماء:۔ "مجھ کو یہ دریافت ہوا ہے کہ وہاں ایک شخص میرے والد کے نام سے واقف ہے یہ کہکر اُسنے دیر کی تمام کیفیت بیان کی۔"

محمدؓ:۔ "تو کیا عجب ہے کہ اس جدید قرابت کے جو مجھ میں اور تم میں ہونیوالی ہے علاوہ کوئی پہلی کی بھی قرابت ہم میں نکلے۔"

اسماء:۔ "شرمسار ہو کر بات ٹالنے کے لئے۔ ام المومنینؓ کی اس وقت کیا کیفیت ہے ؟"

محمدؓ:۔ "اچھی حالت ہے۔ امیر المومنینؓ کے حکم سے مینے ان کے سفر کا پورا سامان مہیا کر دیا ہے اب وہ مکہ روانہ ہوں گی۔ بصرہ کی ساٹھ عورتیں بھی ان کے ہمراہ اس سفر میں رہیں گی اتنے میں شور ہوا کہ وہ امیر المومنینؓ بھی آگئے۔ تمام بصرہ کے لوگ بھی ان کے ساتھ ہیں حضرت عائشہؓ مکہ روانہ ہونے کو تیار ہیں امیر المومنینؓ ان کو رخصت کرنے کے لئے آرہے ہیں۔"

حضرت عائشہؓ نے سب لوگوں کو مخاطب کرکے وداع کے وقت یہ فرمایا کہ:۔ "تم سب لوگ بحیثیت اسلام کے بھائی بھائی ہو۔ ایک کو دوسرے سے عداوت رکھنا بالکل ناروا ہے مجھے اور علیؓ سے کوئی ذاتی عداوت نہیں تھی

میں ان کو اسوقت تمام مسلمانوں سے بہتر اور اچھا سمجھتی ہوں۔"
امیر المومنینؑ نے بھی سب کو مخاطب کر کے کہا کہ "ام المومنینؓ نے بہت
سچ فرمایا۔ واقعی جو بیت ان میں مخالفت سخن چینوں اور منافقوں کے
باعث سے ہو گئی تھی وہ بیشک ہم سب کی ماں ہیں اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا میں بی بی تھیں۔ اور آخرت میں بھی ہیں۔"
اب وہ قافلہ رخصت ہوا امیر المومنینؑ نے محمدؓ کو حکم دیا کہ تم بھی ام المومنین
کے ہمراہ جاؤ اسما کو رنج ہوا کہ افسوس پھر وہی فراق کی گھڑی آئی۔
محمدؓ بھی روانہ ہوا اور رخصت کے وقت اسمار نے اسکو عجیب یاس بھری
نگاہوں سے دیکھا اور دور تک دیکھتی رہی۔"

پیغام نکاح

حضرت حسنؓ بھی امیر المومنینؑ کے ہمراہ ام المومنینؓ کو وداع کرنے
کے لیئے آئے تب یہاں اونہوں نے اسما کو دیکھا اور اس کی اسلامی حمیت
کی کیفیت سُنی اون کی محبت اور بڑھ گئی اونہوں نے دل میں ٹھان لیا کہ
کہ اب امیر المومنینؑ سے اس کی نسبت عرض کروں گا کیونکہ اس سے عمدہ
اب کوئی موقع حاصل نہیں ہوسکتا انکو ابھی تک اسماء اور محمدؓ کی باہمی
الفت کی مطلق خبر نہ تھی اسی درمیان میں حضرت علیؓ نے کوفہ کا ارادہ کیا
کہ وہاں کے لوگوں سے بیعت لیں اسما نے بھی محمدؓ کو رخصت کر کے دمشق
کا ارادہ کیا اُسنے کئی بار خواہش کی کہ امیر المومنینؑ سے رخصت کی اجازت
حاصل کرے مگر امیر المومنینؑ کو کثرت کار سے ایک دم بھی فرصت نہیں
ملی تھی جہیں اسکو کچھ پوچھنے کا موقعہ ملتا جب امیر المومنینؑ کوفہ کو روانہ
ہوئے یہ بھی اُن کے ہمراہ کوفہ گئی کئی دن وہاں رہی لیکن اسکا جی نہ لگتا تھا

بار بار یہ خیال ہوتا تھا کہ ایسا نہو کہ دمشق پونچنے میں دیر ہو اور قتیس مرتش
سے ملاقات نہو ایکدن اُسنے وہان چلنے کا قطعی یہ ارادہ کر لیا حضرت علیؑ
سے اجازت لینے کے لیے آئی وہ اُسوقت اپنے کمرہ میں تنہا بیٹھے ہوئے
تھے اوس کو بڑی الفت کے ساتھہ بلاکر بٹھالا اُٹے ہاتھوں کو بوسہ
دیا اور کہا کہ اللہ کا شکر ہے کہ اُسنے حق اور اہل حق کو غالب کیا اور فتنہ
و فساد کو مٹا یا۔

امیرالمومنینؑ :- ہاں بیٹے تو بہت کوشش کی کہ صلح ہو جائے اور
خونریزیاں نہوں لیکن یہ فتنہ اسوقت تک بیدار رہا تا وقتیکہ اسکے لئے
مسلمانوں کے خون سے خوابگاہ نہ تیار کیگئی۔ .... ذرا ٹھیر کر
اور ہاں میں تو تجھے بلانے والا تھا کہ تو نے اس معاملہ میں جو کوششیں
کی ہیں اسکا شکریہ ادا کروں اسمار نے شرم سے گردن جھکالی اور کچھہ جواب
نہ دیا۔

امیرالمومنینؑ :- علاوہ بریں مجھ کو تجھ سے ایک کام بھی ہے کیا
عجب ہے کہ اُسکو تو منظور کرے اور اسمیں تیری بہتری ہو۔

اسماء :- میں کنیز ہوں جو حکم ہو بجالانے کے لئے حاضر ہوں۔

امیرالمومنینؑ :- میں چاہتا ہوں کہ تو میرے ہان بجائے میری
اولاد کے رہے۔

اسمار کے دل میں فوراً کھٹک گیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ امام حسنؑ نے کچھ
ان سے کہا ہے مگر اُسکو جواب دینا بھی ضرور تھا اسلئے کہا کہ میں تو
بالکل ناچیز ہوں اور یہ آپ کی مہربانی ہے جو مجھ کو بجائے اولاد کے
یہ کہنا اپنے فخر تاتے میں

امیرالمومنینؑ :- نہیں بلکہ تو بہت کچھ قدر کے قابل ہے۔ اصل مطلب
یہ ہے کہ تیری اسلامی حمیت اور ہمدردی سے میرے بیٹے حسنؑ کی یہ خواہش ہے

کہ تو اسکے حرم میں داخل ہو گیا تو اسکو منظور کرتی ہے۔؟

اسماء "خجلت زدہ ہو کر۔ حضور میں تو بالکل ناچیز ہوں اس قابل کب ہوں کہ اسقدر اعزاز مجھے نصیب ہو...... مگر میں اسوقت ایک سخت ضرورت سے خدمت عالی میں آئی ہوں"

امیر المومنین ؓ :۔ "وہ کیا"

اسماء :۔ "میں عنقریب دمشق جانا چاہتی ہوں اسلئے اجازت حاصل کرنیکیلئے خدمت میں حاضر ہوئی ہوں"

امیر المومنین ؓ :۔ "کیوں دمشق جانے کی کیا ضرورت ہے" ؟

اسماء "غالباً میری والدہ کی وفات آپ کو یاد ہوگی"

امیر المومنین ؓ "ہاں ہاں یاد ہے"

اسماء :۔ "اور یہ بھی یاد ہوگا کہ اسدن ہمارے ساتھ یزید تھا گو وہ مشہور تھا کہ میرا باپ ہے مگر در اصل باپ نہیں تھا"

امیر المومنین ؓ :۔ "میرا تو اُس کے دیکھنے کے ساتھ ہی یہ گمان تھا کہ یہ تیرا باپ نہیں ہے اور پھر سننے بھی سنا بھی"

اسماء :۔ "میں خود بھی جانتی تھی کہ یہ میرا باپ نہیں ہے کیونکہ میری والدہ نے مجھ سے کہا تھا کہ تیرے حقیقی باپ کو چلکر میں مدینہ میں بتلاؤنگی لیکن افسوس کہ وہ پہنچنے نہ پائی اسکے بعد مجھے کامل مایوسی ہوگئی تھی کہ میں اپنے باپ کا نام معلوم نہ کرسکوں گی مگر اس درمیان میں جب بصرہ کیطرف آرہی تھی تو راستہ میں مجھے زخم آگیا تھا ایک ورہ میں کئی دنوں پڑی رہی وہاں کا رئیس مجھے پہچانتا تھا اس کی زبانی معلوم ہوا کہ دمشق میں مارئی یوحنا کنیسہ کا قسیس میرے باپ کی حالت سے واقف ہے اسلئے میں وہاں جانا چاہتی ہوں"

امیر المومنین ؓ :۔ "اس رئیس سے کچھ کیفیت نہیں معلوم ہوئی"

اسماء :۔ "اوس کی زبانی تو صرف یہی معلوم ہوا کہ میرا باپ مدینہ میں ہے اور بڑا جلیل القدر مسلمان ہے نام اُسکو نہیں معلوم ہوا۔"

امیر المومنین رضؓ :۔ "جلیل القدر مسلمان کا لفظ سُنکر تعجب ہے۔ لیکن اور زیادہ کیفیت نہ معلوم ہو سکی۔"

اسماء :۔ "جی نہیں یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ حضرت حسنؓ بھی آ گئے امیر المومنینؓ کے سامنے مودب بیٹھ گئے۔ امیر المومنین نے کہا کہ اسماء تو راضی ہے اور خوش ہے۔ لیکن بالفعل وہ دمشق جانا چاہتی ہے وہاں کا قسیس اسکے باپ کے نام سے واقف ہے چونکہ ابتک یہ مجہول النسب ہے اسلئے میرے خیال میں مناسب یہ ہے کہ یہ جب وہاں سے واپس آئے اسوقت تک نکاح ملتوی رہے"

حسن رضؓ :۔ "ہاں نسل کا دریافت کرنا تو ایک ضروری بات ہے لیکن ایسی جلدی اسکے لئے کیا ہے وہ بعد نکاح کے بھی ہو سکتا ہے۔"

امیر المومنین رضؓ :۔ "لیکن اسکے بیان سے معلوم ہوا کہ اس کا باپ ایک جلیل القدر مسلمان ہے اور وہ مدینہ میں رہتا ہے اسلئے یہ لا محال ہو کہ شاید رحم یا عصبیت رضاعت وغیرہ کی وجہ سے یہ حرام ہو اسلئے جتبک باپ کا نام نہ معلوم ہو نکاح ہونا ٹھیک نہیں ہے یہ سنکر حسنؓ چپ ہو گئے اسماء بھی خلاصی پاکر خوش ہو گئی حضرت علیؓ نے اسکو ایک گھوڑا اور ایک خادم دیکر رخصت کیا۔"

امیر معاویہ اور عمرو ابن العاص

ناظرین کو معلوم ہو گا کہ امیر معاویہ شام میں حضرت علیؓ کے خلاف تیاریاں کر رہے ہیں تمام اہل شام حضرت عثمانؓ کے خون کا مطالبہ کیلئے

لئے مستعد ہو رہے ہیں۔ نائلہ کی انگلیاں اور خلیفہ مقتول کا خون آلودہ پیراہن جامع دمشق کے ممبر پر رکھا ہوا ہے تاکہ لوگ اسکو دیکھکر اس خون ناحق کے مطالبہ پر اور جوش کے ساتھہ آمادہ ہو جائیں +

امیر معاویہ نے گو حضرت علی کے پاس خط بھی بھیجدیا اور لڑائی کی ٹھان لی مگر اون کے دل میں یہ تردد ہے کہ بجز کے علاوہ دو اور حریف طلحہؓ اور زبیرؓ بھی طالب خلافت ہیں اسلیئے وہ جنگ ملتوی کرتے جاتے ہیں۔ جب انہوں نے امیر المومنینؓ اور طلحہؓ اور زبیرؓ کی کیفیت سُنی کہ وہ مکہ سے بصرہ آئے ہیں اور انکا ارادہ ہے کہ خلیفہ مقتول کے خون کا حضرت علیؑ سے مطالبہ کریں۔ تو یہ خاموش ہو کر بیٹھ رہے کہ ان لوگوں کا حشر دیکھ لیں تو پھر کوئی کارروائی کریں آخر میں جب انکو یہ معلوم ہوا کہ طلحہؓ اور زبیرؓ دونوں وقعۃ الجمل میں مارے گئے تو فوراً جنگ کی تیاری کی کیونکہ اب کوئی حریف کھٹکتا ہوا ان کی آنکھوں میں نہ تھا عمرو ابن العاص مشہور جنگ آور سپہ سالار تھے اونہوں نے مصر کو حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں سنہ ۲۰ ہجری میں روم کے مقبوضات سے خارج کر کے حکومت اسلامیہ میں شامل کیا تھا اور اسی وقت سے مصر کی ولائیت ان کے سپرد تھی حضرت عثمان نے انکو برطرف کر کے اپنے رضاعی بھائی عبداللہ ابن سعد کو انکے قایم مقام مقرر کیا یہ اوسی وقت سے ان کے خلاف ہو گئے جس زمانہ میں وہ مدینہ میں محصور تھے تو یہ بھی باغیوں کے ساتھہ آئے تھے۔ لیکن فوراً ہی مدینہ سے فلسطین چلے گئے وہاں اس انتظار میں رہے کہ دیکھیں کیا ہوتا ہے چند دنوں کے بعد خلیفہ کے قتل کی خبر سُنی پھر اس فکر میں ہوئے کہ اب خلیفہ کون ہوگا اگر طلحہؓ ہوئے تو خیر کوئی نقصان نہیں ہے لیکن زبیرؓ کا ہونا تو بالکل ناموزوں ہے اور حضرت علی کو اگر خلافت ملی تو بڑی خرابی ہوگی مگر بہت ہی جلد انکو انہیں موخرالذکر کی خلافت کی

خبر ملی اور سخت تشویش میں پڑ گئے پھر طلحہؓ اور زبیرؓ کی بغاوت کی خبر بھی سُنی اور انتظار میں رہے کہ دیکھیں کیا ہوتا ہے جسکا نتیجہ اونہوں نے یہ سُنا کہ اس لڑائی میں طلحہ اور زبیر کی قسمت کا آخری فیصلہ ہوگیا اور وہ دونوں مقتول ہوگئے پھر انکو وہیں یہ خبر بھی ملی کہ معاویہ نے ابتک حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر بیعت نہیں کی یہ فوراً اپنے دونوں بیٹے محمدؒ اور عبداللہ کو ساتھ لے کر شام میں گئے اور معاویہ کے ساتھ شریک ہوگئے کیونکہ ان کو مصر کی خواہش تھی اور حضرت علیؓ سے انکو یہ امید نہیں تھی کہ مجھ کو یہ مصر کا حاکم بنا دینگے اسلئے معاویہ سے ملگئے کہ اس کے ساتھ رہکر کسی نہ کسی طرح مصر کو حاصل کرلونگا اور تمام اہل شام کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی لڑائی کیلئے برانگیختہ کرنے لگے۔

اسماء اور دمشق

اسماء کوفہ سے روانہ ہوکر کئی دنوں میں دیر غوطہ (دیر خالد) میں پہنچی یہاں سے دمشق صرف پانچ میل رہجاتا ہے اور اس جگہ سے اوسکی دلچسپ سیر دیکھی جاسکتی ہے اس جنت نشان شہر کے چاروں طرف لاتعداد باغات میں دور سے دیکھنے والوں کو یہ خیال پیدا ہوسکتا ہے کہ یہ بالکل چمنستان ہی میں آباد ہے سبزپوش بڑے بڑے درختوں میں کہیں کہیں مسجد کے مینارے یا اونچے اونچے مکانات نظر آتے ہیں۔ چونکہ شام ہوگئی تھی اسلئے اوسی دیر میں ٹہیر گئی صبح کو بڑے سویرے گھوڑے پر سوار ہوکر روانہ ہوئی اُسکے ہمراہ اوسکا خادم بھی گھوڑے پر سوار تھا۔ اسوقت نسیم صبح بڑی مستی کے ساتھ چل رہی ہے شرک کے کنارے دور یہ باغ ہے سہانا سہانا وقت ہے مگر چونکہ اسماء کو قیس مرعش کی ملاقات کی بہت ہی جلدی ہے اسلئے وہ اس خوشگوار مستقلم

کو بڑی تیزی سے قطع کر رہی ہے باب جابیہ پر پہنچکر یہ اتر گئی خادم نے
اپنے اور اُسکے دونوں گھوڑوں کو پکڑ لیا یہ آگے چلی پیچھے سے وہ دونوں
گھوڑوں کو لئے چلا اسمار یہاں ایک عرصہ تک رہچکی ہے وہ یہاں کے
لوگوں سے اور یہاں کے حالات سے خوب واقف ہے۔ اسوقت وہ اپنے
منہ کو بھی چھپائے ہوئے ہے کہ ایسا نہو کہ کوئی پڑوسی یا ملاقاتی مجھ
کو دیکھے اور خواہ مخواہ میرے کام میں ہرج واقعہ ہو راستہ میں ایک
کاروان سرائے تھی خادم سے کہا کہ تو یہاں دونوں گھوڑوں کو لیکے ٹھیر جا
میں قسیس کے پاس کنیسہ میں جاتی ہوں۔ خادم وہاں ٹھیر گیا کنیسہ وہاں
سے قریب ہی تھا اس کی طرف بڑھی پہلے مسجد سامنے آئی یہ وہ مسجد
تھی کہ مسلمانوں نے جب دمشق کو فتح کیا تھا تو کنیسہ ماری یوحنا کے دو
ٹکڑے کر دیئے مشرقی حصہ میں مسجد بنائی اور نصف مغربی حصہ نصاریٰ کے
کے لیے چھوڑ دیا یہ مغربی جانب گئی جہاں کنیسہ کا دروازہ تھا اس کو دیکھکر
وہاں کا مجاور آگیا اور اُس سے رومی زبان میں پوچھا کہ تم یہاں کس غرض
سے آئی ہو اسمار کی چونکہ مادری زبان رومی تھی اسلئے وہ خوب سمجھتی تھی
اور بولنا بھی جانتی تھی۔ اُسنے کہا کہ میں قسیس کی ملاقات کرنا چاہتی ہوں
خادم:۔ "اچھا تو یہاں (ایک سنگین مونڈھے کیطرف اشارہ کرکے)
بیٹھ جاؤ میں اندر خبر کئے دیتا ہوں اسمار صحن میں مونڈھے پر بیٹھ کے
اوس بلند عمارت کو آنکھ اوٹھا کر دیکھنے لگی نہ یہ کہ اُسنے اسکو کبھی نہیں
دیکھا تھا بلکہ اس کی قدیم وضع کی سنگیں مرتفع دیواریں پتھروں کے
[illegible] کام اور ان کی ساخت خود ایسی دلچسپ واقع ہوئی ہے کہ یہاں
[illegible] سے آدمی کا خواہ مخواہ بھی اون کے دیکھنے کو دل چاہتا ہے
تھوڑی دیر میں خادم آیا اُسنے کہا کہ تم اندر جاؤ اسمار وہاں سے اٹھکر
اندر آئی یہاں شماس قسیس کا بڑا لڑکا بیٹھا تھا وہ نہائت خندہ پیشانی سے

پیش آیا اور کہا کہ افسوس ہے کہ قسیس مرقس کو کئی دن ہوئے بیت المقدس کو چلے گئے۔

اسماء: "(مایوس ہوکر اور اپنی کوششوں کے بیکار جانے پر افسوس کرکے) پھر کبتک واپس آئینگے"

شماس: "یہ معلوم نہیں کیونکہ وہ بیت المقدس کسی خاص کام کے لئے نہیں گئے ہیں بلکہ چونکہ یہاں مسجد میں پنج وقتہ رونے کی صدا بلند ہوتی ہے اسلئے ان کے آرام میں بہت کچھ خلل واقعہ تھا سونا دشوار ہوگیا تھا اسلئے وہ دمشق کو چھوڑکر وہاں چلے گئے"

اسماء: "رونے کی کیسی آواز"

شماس: "غالباً تم کو معلوم ہوگا کہ حضرت عثمان خلیفہ اسلام قتل کئے گئے ہیں ان کا پیراہن اس مسجد کے جو کنیسہ کے صحن میں ہے ممبر پر کہا گیا ہے لوگ پنجوقتہ جب نماز کو آتے ہیں تو اسکو دیکھکر باآواز بلند روتے ہیں۔ اور نوحہ کرتے ہیں"

اسماء: "تو اب یہ نہیں معلوم ہوسکتا کہ وہ کب آئینگے"

شماس: "بالکل نہیں۔ لیکن اگر تم کو کوئی ضروری کام ہو تو بجائے اُن کے ہم لوگ موجود ہیں۔ جہانتک ہوسکیگا کریں گے"

اسماء: "نہیں مجھ کو تو صرف اونہیں سے کام تھا"

شماس: "تو تم ہمارے یہاں ٹھیرو جب وہ آئینگے اسوقت جو کام ہو اُنسے کہنا یہ کہکر خادم کو پکارا۔ خادم اسماء کو ایک کوٹھی پر لے گیا وہاں ایک مسن عورت تھی جسکے جسم پر بالکل کالا لباس تھا اوس کی صورت سے ایک وقار اور بزرگی ظاہر ہوتی تھی اسماء نے قرینًا یہ سمجھا کہ یہ قسیسہ ہے وہ نہایت مہربانی سے اسماء کے ساتھ پیش آئی اور دیر تک اُس کے حالات دریافت کیا کی اسماء ایک کھڑکی میں بیٹھ گئی جہاں سے دمشق کی خوب

اچھی طرح سیر ہو چکی تھی وہ چاروں طرف شہر کو دیکھتی تھی ۔ ساتھ ہی گنبد کے صحن میں مسجد تھی ۔ موذن نے ظہر کی اذان دی ۔ اسماء نے دیکھا کہ خلاف معمول اس مسجد میں لڑکے لڑکیاں بوڑھے جوان تمام آ کر بھر گئے قتیبہ بھی اُسوقت اپنی نماز ادا کرنے چلی گئی وہاں صرف اسماء تنہا رہگئی وہ اس مسجد کی حالت اور مسلمانوں کی کیفیت بڑے غور سے دیکھ رہی ہے جب تمام مسجد بھر گئی تو ایک شخص آیا جسکے جلو میں بہت سے آدمی آئے اس کی صورت سے رعب برستا تھا اور نہایت ہی جاہ و جلال کا آدمی ہے رنگ گورا ہے اور نہایت ہی خوبصورت ہے ۔ اسماء سمجھ گئی کہ یہ معاویہ ابن ابو سفیان ہے اوس کی بائیں جانب ایک دوسرا شخص ہے جسکا قد گو اُس سے چھوٹا ہے اور وہ ایسا حسین بھی نہیں ہے لیکن اسکا رعب داب ان سے کم نہیں ہے ۔ اوسکی آنکھیں بہت ہی روشن ہیں اور رنگ گندم گون سا ہے سڈول چھریرا جسم ہے ۔ سر بحیثیت جسم کے بڑا ہے اسکو اسماء نے نہیں پہچانا لیکن ایک شخص نے اسکو عمرو ابن العاص کے نام سے پکارا جس سے اسماء کو معلوم ہوا کہ یہ اسلام کے مشہور سپہ سالار عمرو ابن العاص ہیں نماز ادا کرنے کے بعد معاویہ ممبر پر چڑھ گئے پہلے احکام شریعت بیان کئے پھر خلیفہ مقتول کا سپید قمیص جس پر جا بجا خون کے کالے دھبے پڑے ہوئے ہیں اوٹھایا اور سب کو متوجہ کرکے کہا کہ کیا تم لوگ جانتے ہو ۔ کہ کسکا پیراہن ہے ؟ یہ خلیفہ مقتول حضرت عثمان رضہ کا ہے جو بلا وجہ قتل کئے گئے پھر نائلہ کی انگلیاں جو ممبر پر رکھی ہوئی تھیں اوٹھایا اور کہا کہ دیکھو یہ خلیفہ مقتول کی زوجہ کی انگلیاں ہیں جو خلیفہ کو بچانے کیلئے انکے اوپر گر پڑی تھیں اسماء نے ان انگلیوں کو غور سے دیکھا دو انگلیاں ہیں جنمیں کچھ حصہ ہتھیلی کا بھی ہے اور دو انگلیاں جڑ سے کٹی ہوئی ہیں انگوٹھا آدھا ہے ۔

یہ سنکر تمام حاضرین نے شور مچایا کہ بیشک عثمان ظلماً قتل کئے گئے اور ہم سب جان و دل سے ان کے خون کا بدلہ لینے کو آمادہ ہیں اور بلند آواز سے رونا شروع کیا۔ مسجد میں ایک دھوم سی مچ گئی امیر معاویہ نے انکو اشارہ سے ساکت کیا اور جب وہ لوگ چپ ہوگئے تو پھر وہی بیان کیا جس کو معمولاً اون کے برانگیختہ کرنے کے لئے وہ روزانہ بیان کیا کرتے تھے۔

امیر المؤمنین ؑ کے خلاف بیان سنکر اسماء کو نہائت ہی جوش آتا تھا اور بار بار یہ خیال آتا تھا کہ میں خود چلکر مسجد میں عام مسلمانوں کو سمجھا دوں کہ حضرت علیؓ اس الزام سے بالکل بری ہیں جو انپر لگایا جارہا ہے مگر اوس کی جرأت نہیں پڑتی تھی آخر میں امیر معاویہؓ نے یہ کہا کہ حضرت علیؓ نے عثمانؓ کو قتل کرایا اور ان کے قاتلین کو پناہ دی۔ یہ سنتے ہی پھر انکو تاب نرہی وہاں سے اوٹھکر فوراً نیچے آئی اور سب کو مخاطب کرکے کہا کہ مسلمانو! تم لوگ انکی کوئی بات جو یہ حضرت علیؓ کی بابت کہہ رہے ہیں قابل اعتبار نہ سمجھو۔ یہ خود واقعہ میں نہیں شریک ہے اور نہ انکو حضرت علیؓ کی نیت سے واقفیت ہے حضرت علیؓ پر خلیفہ مقتول کے خون کا الزام بیجا اور سراسر جھوٹ ہے اونہوں نے ہر طرح سے باغیوں کو دفع کیا خود اپنے بیٹوں کو خلیفہ کی مدد کیلئے بھیجا میں نے اپنی آنکھوں سے اسدن دیکھا تھا کہ امام حسن ؑ کا کرتہ خون میں بالکل شرابور تھا اگر خلیفہ مقتول انکو منع نکرتے تو غالبًا وہ بھی اپنی جان دیدیتے تاہم جو کچھ انسے ہوسکا اونہوں نے کیا۔ باغیوں کے دفع کرنے میں بالکل کوتاہی نہیں کی۔ پھر بھی اگر کوئی شخص کہے کہ حضرت علیؓ نے قتل کرایا تو کیونکر اعتبار ہوسکتا ہے آپ لوگوں کا یہ گمان غالبًا صحیح ہوگا کہ خلیفہ ظلماً مقتول ہوئے ہیں لیکن یہ کہ اُن کے قتل میں حضرت علیؓ کی سازش تھی غلط اور بالکل غلط ہے۔"

اسکا بیان سنکر سب انگشت بدندان رہگئے۔ امیر معاویہؓ نے نہائت غصہ سے لہجے میں پوچھا کہ یہ کون شخص فضول بک رہا ہے۔

اسماء۔" میں ایک عورت ہوں امیر معاویہ کو بھی حیرت ہو گئی کہ یہ کس قسم کی عورت ہے کہ اس مجمع غفیر میں اسکو ایسی بیان کی جرأت ہوئی۔ باوجود اسکے کہ اسکو سخت غصہ آیا تھا مگر انہوں نے اسکے پکڑنے یا مار ڈالنے کا نہیں حکم دیا بلکہ اپنے پاس بلایا قرینہ سے یہ معلوم ہوا کہ غالباً اسکو ولیلوں سے بھی قائل کرنا چاہتے ہیں عمرو ابن العاص نے فوراً اشارے سے منع کیا کہ ایسی لڑکی کیساتھ گفتگو کرنے سے آپکے کلام کی وقعت کم ہو جاوے گی ایسلئے جب وہ امیر معاویہ کے پاس پہنچی انہوں نے فوراً یہ حکم دیا کہ اسکو گرفتار کرلو حکم سنتے ہی کئی آدمیوں نے اسکو ادھر ادھر سے پکڑ لیا اور مشکیں باندہنے لگے اسماء نے کہا کہ ایک غریب الدیار عورت پر اسقدر مردوں کو حملے کی کیا ضرورت ہے۔ میں کہیں بھاگ تھوڑا ہی جاتی ہوں مگر انہوں نے اسکو مضبوط باندھا اور امیر معاویہ کے حکم سے جیل میں بھیجدی گئی۔"

خوشگوار خواب

اسماء قیدخانہ میں ایک تنگ وتاریک حجرہ میں رکھی گئی وہاں صرف ایک پھٹا ہوا بوریا پڑا تھا وہ سر پر بیٹھی ہوئی وہ اپنی حالت اور ناکامی کو سوچ رہی تھی اپنی اس بیفائدہ جرات پر جسکی وجہ سے وہ اس حال کو پہنچی ہے نہائت نادم ہوتی تھی ابتدا سے اخیر تک تمام حالات جو اسکو اس ڈیڑھ سال کے عرصہ میں پیش آئے ہیں اسوقت ہو بہو اسکے مرقع خیال میں جلوہ گر ہوتے جاتے ہیں اخیر میں جب اپنی اس قید ہونے کی حالت کا خیال آتا ہے تو بے ساختہ آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔ لیکن وہ زبردستی سے آنسو روکتی ہے کہ ایسا نہو کہ کوئی دیکھ کے یہ سمجھے کہ یہ سخت خوف زدہ ہو گئی

اوس غمناک حالت میں یہی سوچتے سوچتے اُسکو نیند آگئی اور ایک عجیب خواب نظر آیا وہ کیا دیکھتی ہے کہ اسکی ماں مریم اسی کی طرف چلی آرہی ہے اوس کے جسم پر ارغوانی لباس ہے اور ایک بڑی چادر اوڑھے ہوئے ہے جسپر مینا کاری کی ہوئی ہے اُسکے سر پر شگوفہ انار کی طرح ایک سرخ رنگ کا تاج ہے اسماء اوسکو دیکھ کے اوسکی طرف دوڑ کے گئی اور اُسکو دیکھکر بہت خوش ہوگئی۔ کیونکہ اُسوقت وہ بالکل تندرست تھی اُسکا چہرہ چمکتا ہوا تھا اور رخسارے سرخ تھے اسماء اسقدر خوش ہوئی کہ اوسکی زبان بند ہوگئی وہ اس کی صورت کو دیکھنے میں محو ہو رہی مریم اسکو دیکھکر مسکرائی اور پوچھا کہ کیا تو نے اپنے باپ کو پہچانا اور اسکا نام تجھے معلوم ہوا یہ سنکر وہ دوڑ کے اس سے لپٹ گئی اور کہا کہ نہیں نہیں میں ابتک نہیں پہچانا بتاؤ بتاؤ میں اُسکے لئے بالکل بے تاب ہوں۔ مریم نے اوسکو اپنے سینے سے لگالیا اور کہا آہستہ سے بولو کہ ایسا نہو کہ امام ہماری باتوں کو سن لیں

اسماء:۔ (آہستہ سے اوس کے کان کے قریب منہ کر کے) ہاں بتاؤ کون میرا باپ ہے؟

مریم:۔ "میں اسی لئے آئی ہوں کہ تجھ کو تیرے باپ کا نام بتاؤں تیرا باپ وہی ہے ۔ ..... !!!

یہ کہتے ہوئے اسکا بدن کانپ اوٹھا اور وہ خاموش ہوگئی اسماء ہمہ تن اس کی طرف متوجہ ہے کہ اب یہ نام بتاتی ہے لیکن دور سے ایک شخص آتا ہوا نظر آیا مریم اوس کو دیکھکر وہاں سے جلدی جلدی قدم اوٹھانے لگی اسماء اوسکا دامن پکڑے یہ کہتی ہوئی کہ خدا کیلئے میرے باپ کا نام بتلاتی اُسکے ساتھ ساتھ جا رہی ہے مگر وہ بالکل چپ ہے اور بہت تیز جا رہی ہے وہ شخص بالکل قریب آگیا مریم بھاگی

ہاتھ سے دامن چھڑا کے غائب ہوگئی۔ پھر وہ شخص بھی نظر نہیں آیا اسما اس حسرت اور بیقراری کی حالت میں جاگ اٹھی نہ تو اس کی ماں مریم تھی اور نہ کوئی اور رہتا ایک بوسیدہ بوریا سر لپیٹے کو پڑا ہو تھے پایا۔ اوٹھ کے بیٹھ گئی اور آنکھیں ملنے لگی مگر دفعتًا اس کے کان میں ایک آواز آئی جیسے وہ کانپ اٹھی آنکھ کھول کے دیکھا تو اسکے سامنے مروان ننگی تلوار لیئے ہوئے کھڑا ہے اوسکو دیکھکر یہ خدا سے پناہ مانگنے لگی۔"

مروان:۔ "اگر تو اب مجھ سے راضی ہو جاوے تو میں تیری تمام پہلی باتوں سے درگذر کروں تو یہ اچھی طرح یقین کرلے کہ محمدؐ اور علیؑ تم کو ایک ذرہ بھر بھی فائدہ نہیں پہنچا سکتے تو اب دمشق میں ہے جو تیرا خاص وطن ہے کوفہ بصرہ یا مدینہ مکہ کا خیال چھوڑ دے اگر تو اپنے خیالات سے باز نہ آئی تو یقینًا میری تلوار ہے اور تیری گردن ہے امیر معاویہ اب عنقریب تیری تفتیش کریں گے اور ضرور قتل کا حکم دینگے اور اگر تو زندگی چاہتی ہے تو مجھ سے راضی ہو جا میں تیری طرف سے معذرت کروں گا تجھ کو حضرت علیؑ یا محمدؐ پر بالکل گھمنڈ نہ کرنا چاہیئے کیونکہ بہت جلد میدان میں ان کے سر کٹے ہوئے پڑے ہونگے مروان کی یہ گفتگو سنکر اسما کو نہایت غصہ آیا سینے میں دل اچھلنے لگا اسکا یہ ارادہ ہوا کہ اس کو سخت جواب دے۔ مگر پھر یہ سوجھی کہ اسوقت ایسا جواب بالکل نامناسب ہوگا اسلیئے خاموش رہی کوئی جواب نہ دے سکی۔ مروان نے اوس کی خاموشی کو نیم رضا سمجھا اور بالکل اس کے قریب جاکر پھر وہی باتیں شروع کیں۔ محمدؐ اور علیؑ کی نسبت ناگوار الفاظ کہے اور اپنی بہادری ظاہر کی اسمار کو گو یہ بیحد ناگوار گذرا مگر اسوقت ہر طرح پر مجبور تھی کچھ جواب نہ دیا اپنی بیکسی کا خیال کرکے اسکی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے +

مروان نے یہ سمجھا کہ غالبًا اپنے کئے پر ندامت ظاہر کر رہی ہے اور اب مجھ سے راضی ہے اسلیئے وہ اس سے بڑی مہربانی کے ساتھ گفتگو کرنے لگا اور اس کے قریب بیٹھ گیا۔ جبتک جیلر آ گیا اُسنے کہا کہ امیر نے کئی آدمی بھیجے ہیں وہ اسمار کو تفتیش حال کے لئے بلا رہے ہیں اسماء یہ سنکر فورًا کھڑی ہو گئی۔ مروان بھی اس کے ساتھ چلا۔ جیل کی دروازہ پر کئی جوان مسلح کھڑے تھے۔ مروان نے کہا کہ اسکو پکڑ کے لیجانے کی کوئی حاجت نہیں ہے یہ خود چلی گی۔

امیر معاویہؓ کا دربار

اسماء بے خوف چلی جا رہی ہے آگے آگے مروان ہے اس کے چہرہ پر کچھ خوشی کے آثار معلوم ہوتے ہیں کیونکہ اب اس کو کچھ امید ہو گئی ہے کہ اسمار راضی ہو جائے گی اب یہ سب ایک بہت بلند قصر کے دروازہ پر پہنچے یہ مکان امیر معاویہ کا ہے اسکی ساخت رومی وضع کی ہے کیونکہ پہلے اسی مکان میں رومی حکام رہا کرتے تھے یہ اسی زمانہ کا بنا ہوا ہے جب سے مسلمانوں کے قبضہ میں یہ ملک آیا ہے تو یہی دار العمل بنا یا گیا دروازہ سے نکلکر ایک بہت بڑا صحن تھا پھر ایک وسیع کمرہ تھا جسمیں چاروں سمت سر پردے تھے یہ سب کمرے کے اندر داخل ہوئے صدر میں امیر معاویہؓ بیٹھے ہوئے تھے ان کے بائیں بازو پر عمرو ابن العاصؓ تھے اور سامنے اور بہت سے امرا تھے جنکو اسمار نہیں پہچانتی تھی یہ امیر معاویہ کے سامنے کھڑی کرائی گئی وہ اسکی وجاہت اسکا حسن دیکھکر سخت متعجب ہوئے۔ اس کی جرأت پر تو پہلے ہی سے انکو حیرت تھی انہوں نے پوچھا کہ تجھ کو کس طرح جسے یہ جرأت ہوئی کہ میرے سامنے تو نے

میرے بیان کی تردید کی۔

اسماءؓ:۔ "میں خوب جانتی تھی کہ آپ بالکل خلاف کہہ رہے تھے اور ایک ایسے شخص پر تہمت لگا رہے تھے جو اس تہمت سے بالکل مبرا تھا"

امیر معاویہؓ:۔ "کون شخص مبرا ہے؟"

اسماءؓ:۔ "امیر المومنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ کو جو آپ کہتے ہیں کہ انہوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کرایا یہ بالکل غلط اور سراسر خلاف ہے"

عمرو ابن العاصؓ:۔ "علیؓ کو امیر المومنین کیوں کہتی ہو ہم لوگوں نے تو ابھی بیعت ہی نہیں کی"

اسماءؓ:۔ "آپ لوگوں کی بیعت سے کیا ہوتا ہے مدینہ۔ بصرہ کوفہ مصر وغیرہ کے تمام مسلمانوں نے بیعت کر لی۔ علاوہ بریں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی ہیں وہی خلافت کے حقدار ہیں"

عمرو ابن العاصؓ:۔ "تمہارے فیصلہ سے کیا ہوتا ہے تم کو کیا معاملات سے خبر ہے"

اسماءؓ:۔ "آپ عمرو ابن العاص ہیں نا؟"

عمرو ابن العاصؓ:۔ "ہاں"

اسماءؓ:۔ "بڑے افسوس کی بات ہے کہ آپ تو خود باغیوں کے ہمراہ خلیفہ عثمانؓ کے قتل کرنے گئے تھے ان کے قتل میں آپ پوری سازش کرتے تھے اور پھر حضرت علیؓ پر الزام رکھتے ہیں جنہوں نے باغیوں کے دفع کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا"

اسکا یہ بے تحاشا جواب سنکر عمرو ابن العاص چپ ہو گئے کہ اگر کچھ اور زیادہ گفتگو کی تو یہ تمام پردہ فاش کر دے گی بات ٹلانے کیلئے پوچھا کہ تم کہاں کی رہنے والی ہو؟

اسماء: "یہیں کی۔"

عمرو: "تمہارا باپ کون شخص ہے؟" یہ سنکر وہ چپ ہوگئی مروان نے بڑھکے کہا کہ یہ بنی امیہ میں سے ہے یزید کی لڑکی ہے۔"

معاویہؓ: اسماء سے خطاب کرکے کیا تو اموی ہے۔ اسماء چپ رہی پھر انہوں نے کہا لیکن تو کیونکر اموی ہو سکتی ہے تیرا قول فعل سراسر بنی امیہ کے خلاف ہے۔ وہ لوگ حضرت عثمانؓ کے خون کا بدلہ لینے کیلئے آمادہ ہیں اور تو حضرت علیؓ کی حمایت کرتی ہے۔"

اسماء: "میں اموی ہوں یا غیر اموی ہوں اس سے کیا بحث جو کچھ سچی سچی بات تھی میں نے کہدی۔ میں اپنے اعتقاد کے مطابق کہتی ہوں کہ امیر المومنین حضرت علیؓ بالکل حق پر ہیں اور آپلوگ سراسر ناحق پر ہیں چاہے آپ لوگ اس بات سے خوش ہوں یا ناخوش میں صاف صاف کہتی ہوں قتل یا قید سے نہیں ڈرتی جو کچھ دل میں آئے کیجئے۔"

مروان اسکی گفتگو سے نہایت ہی خوفزدہ ہوتا تھا اسکو یہ فکر تھی کہ ایسا نہو کہ اسکی سخت گفتگو سے امیر معاویہؓ کو کہیں غصہ آجائے اور وہ اسکے قتل کا حکم دیدیں اسلئے اسنے امیر معاویہؓ کے کان میں آہستہ سے کہا کہ میں اسکو پہلے سے جانتا ہوں یہ یہیں کی رہنے والی ہے۔ اسکو آپ میرے سپرد کردیں میں جسطرح سے ہوگا اسکے خیالات پلٹ دونگا نیز عمرو ابن العاصؓ کو بھی مخاطب کرکے ایسا آہستہ سے کہا کہ ان دونوں کے سوا اور کوئی نہ سنے اخیر میں یہ بھی کہا کہ حضرت علی رضی اللہ وغیرہ سے اور ان کی تمام باتوں سے اسکو پوری واقفیت ہے اگر یہ ہمارے پاس رہے گی تو ان کے اندرونی حالات اسکے ذریعہ سے ہمکو معلوم ہوجاویں گے یہ سنکر امیر معاویہؓ نے حکم دیا کہ اسکو مروان کے گھر پہنچا دو۔"

اسماء :- "کیا مروان کا گھر قید خانہ ہے"

امیر معاویہؓ :- "نہیں گھر ہی قید خانہ ہوتا ہے"

اسماء :- "نہیں خدا کے لئے مجھے قید خانہ ہی میں بھیجیے۔ جہان آج میں تھی۔ مروان کو یہ خوف ہوا کہ اگر میں اصرار کرتا ہوں تو ایسا نہو کہ یہ راز نہانی کھولدے اسلئے اُسنے بھی کہدیا کہ اچھا قید خانہ میں ہی اسکو لیجاؤ اور دل میں یہ ٹھانی کہ وہیں چلکر جسطرح ہوسکیگا اسکو یا تو راضی کرونگا یا قتل ہی کرڈالونگا"

تاریک حجرہ اور ایک ناگہانی شخص

اسماء پھر اسی تنگ و تار حجرہ میں رکھی گئی اسوقت رات ہوگئی تھی اس حجرہ میں نہ کوئی چراغ تھا نہ روشندان تھا بالکل اندھیری چھائی ہوئی تھی دن بھر اسکو کھانا بھی نہیں ملا تھا۔ بھوک کی شدت اور قید کی تکلیف اور تاریکی سے نہایت بدحواس اور پریشان بیٹھی تھی پیچ در پیچ خیالات آتے تھے۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ کیا کرے۔ اتنے میں دور سے ایک روشنی نظر آئی اور وہ اسی حجرہ کیطرف بڑھتی ہوئی دکھائی دی اسماء کو حوزاً یہ خیال آیا کہ یہ مروان آرہا ہے اسکا دل نہایت مضطر ہوگیا لیکن دلکو مضبوط کرکے یہ ٹھان لی کہ اب میرا اسکا قطعی فیصلہ ہوجائیگا آج یا تو میں نہیں اور یا وہ نہیں لیکن جب وہ روشنی قریب آئی تو یہ معلوم ہوا کہ یہ جیل کا داروغہ ہے ایک ہاتھ میں ایک چراغ لئے ہوئے ہے اور دوسرے ہاتھ میں ایک قاب ہے۔ اسماء کا دل مطمئن ہوگیا۔ داروغہ جیل حجرہ میں چلا آیا اور بڑے ادب سے کہا کہ مجھے بالکل نہیں معلوم تھا کہ آپ کا امیر مروان سے کچھ تعلق ہے لہذا جو کچھ گستاخی یا خلاف شان ہم لوگوں سے

ہوئی ہو اس کو معاف فرمایئے۔ یہ امیر مروان نے آپ کے لئے کھانا بھیجا ہے اسے کھا لیجئے"

اسماء: "(غصہ سے) میں یہ کھانا ہرگز نہیں کھاؤں گی۔ تم جہاں سے اس کو لائے ہو وہیں واپس لیجاؤ"

داروغہ: "نہیں یہ کیا بات ہے آپ اسکو کھا لیجئے دن بھر سے کچھ نہیں کھایا ہے مروان نے کہلا بھیجا ہے کہ صرف آج ہی کی رات آپکو یہاں پر رہنا ہے کل یہاں سے انشاء اللہ آپ نکل جائینگی اب آپ اسکو کھا لیں"

اسماء: "مینے تم سے کہدیا میں ہرگز نہیں کھاؤں گی۔ مجھے بالکل بھوک نہیں ہے تم اسے لیجاؤ" یہ سنکر داروغہ جیل نے بہت اصرار کیا لیکن وہ نفی ہی میں جواب دیتی رہی اخیر میں اُسنے چراغ اور قاب اس کے سامنے رکھ دی اور کہا کہ میں نہیں جانتا چاہیں آپ کھائیں یا نہ کھائیں یہ کہکر وہ چلا گیا۔ اسما منہ پھیر کر بیٹھ گئی۔ تھوڑی دیر بعد حجرے کے باہر اس کو کسی آدمی کے آنے کی آواز معلوم ہوئی یہ اسطرف متوجہ ہوئی اور دیکھنے لگی کہ کون آتا ہے اُسکے چہرہ سے کچھ خوف بھی معلوم ہوتا تھا کہ ایسا نہو کہ مروان ہو جبتک اس آنیوالے شخص نے اس سے بڑھ کے آہستہ سے کہا کہ تم ڈرو نہیں میں تمہاری مدد کیلئے آیا ہوں یہ آواز سنکر اسماء متحیر ہوئی اور زیادہ تر حیرت یہ تھی کہ اوس آواز کو وہ پہچانتی تھی پوچھا کہ "تم کون ہو"

شخص: "میں مسعود ہوں"

اسماء: "تم کہاں سے آ گئے کیا زمین سے نکلے یا آسمان سے اتر آئے۔"

مسعود: "میں جب دیر سے کوفہ کو روانہ ہوا تو کوفہ کے قریب پہنچکر بنی اُمیہ کی ایک جماعت نے مجھے گرفتار کر لیا جب سے اسی قیدخانہ میں ہوں"

اسماء :۔ "تم نے مجھے یہاں کیونکر دیکھا"

مسعود :۔ "آج شام کو جب تم یہاں آئیں جبھی میں نے دیکھا تھا لیکن اس حجرہ تک آنیکا کوئی موقع نہیں ملتا تھا ابھی آرہا تھا کہ جیل کا داروغہ آگیا اسلیئے پھر الٹے قدموں واپس گیا اب وہ چلا گیا تو پھر واپس آیا ہوں"

اسماء :۔ "کہاں چلا گیا"

مسعود :۔ "مروان کے پاس گیا ہے۔ اب تم میرے ہمراہ چلو"

اسماء :۔ "کہاں چلوں۔ اور کیا تعجب ہے کہ داروغہ یہیں ہو"

مسعود :۔ "نہیں داروغہ تو مروان کے پاس گیا میں نے اس سے یہ کہا کہ مروان اسماء سے بہت اُلفت رکھتا ہے اسلیئے تم اسے جا کر کہو کہ اسماء نے کھانا نہیں کھایا وہ خود یہاں آئیگا اور اسمیں امید ہے کہ تم کو بہت کچھ مل بھی جائیگا اسلیئے وہ سیدھا وہیں گیا کوئی خوف نہیں ہے اب چلو یہاں سے نکل چلیں"

اسماء :۔ "لیکن دروازہ تو بند ہوگا"

مسعود :۔ "داروغہ اپنے گمان میں تو بند کرکے گیا ہے لیکن میں نے جا کر دیکھا تو کھلا پڑا ہے چلو اٹھو۔ یہ کہتا ہوا مسعود آگے بڑھا اسکے پیچھے اسماء ہوئی صحن سے نکلکر یہ دونوں دالان کی دہلیز تک پہنچے۔ اندھیری رات تھی جیل میں روشنی کا نام نہیں تھا ہاتھ کو ہاتھ نہیں سجھائی دیتا تھا انہوں نے جیسے ہی دالان میں قدم رکھا ویسے ہی داروغہ اور مروان جیل میں باہر سے آتے ہوئی معلوم ہوئے مروان یہ کہرہا تھا کہ اگر اب بھی وہ باز نہیں آتی ہے تو بیشک میں اسکو قتل کر دونگا یہ سنکر ان دونوں کا دل دھڑکنے لگا مگر مسعود دالان کے ایک کونے میں کھڑا ہوگیا۔ اسماء بھی وہیں دم بخود ہوکے ٹھیر گئی یہ دونوں اندر گئے یہاں بالکل روشنی نہیں تھی مروان نے داروغہ سے

کہا کہ اندہیرے میں راستہ ٹہیک نہیں معلوم ہوتا۔ روشنی لاؤ داروغہ نے
کہا کہ سیدہے چلے آیئے آگے آگے داروغہ تہا پیچھے پیچھے مروان اُس
دالان سے گذر کر مروان کہڑا ہو گیا اُسنے کہا کہ اب آگے نہیں بڑہا جائیگا
چراغ لاؤ۔ داروغہ چراغ جلانے کے لئے گیا اسما اور مسعود آہستہ آہستہ
دروازہ کے قریب آگئے لیکن نکل نہیں سکتے تہے اِسلئے کہ اُنکے سامنے
ہی دالان میں مروان کھڑا تھا وہ انکو نکلتے ہوئے دیکھ لیتا داروغہ
چراغ لایا مروان اور وہ دونوں اندر کی طرف گئے مسعود اور اسماء
بڑی تیزی کے ساتہہ دروازہ کے باہر آئے یہ گھڑی بڑی بیش قیمت تہی
اِ دونوں اپنی اپنی طاقت کے بقدر دوڑے پیچھے پہر کے بہی نہیں
دیکھا۔ جب دور نکل گئے تو اسماء کہڑی ہو گئی اور متردد نظر آئی
مسعود نے پوچھا کہ اب کیا تردد ہے۔

اسماء:۔ یہاں سرائے میں میرا خادم ٹہیرا ہے اُسکے پاس دو گہوڑے
ہیں اب میں اس فکر میں ہوں کہ یہاں سے گہوڑے لے کر نکل چلیں
یا کینہ ماری یوحنا میں چلکر ٹہیریں۔

خلاصی

مسعود اُس کے اِس تردد سے بہت متعجب ہوا اُسنے کہا کہ اب ہم کو
خلاصی مل گئی یہاں ایکدم بہی ٹہیرنا مناسب نہیں معلوم ہوتا کینہ ماری
یوحنا میں ہم کو کون جانتا ہے جو وہاں چلکر ہم چہپیں اب سیدہے کوفہ
چلنا چاہیئے رات بہر میں انشاء اللہ بہت دور نکل جائیں گے وہاں
امیر المومنین اور تمام صحابہ ہیں پہر کوئی کچھ نہیں کر سکتا۔

اسماء:۔ ہاں یہ تو ٹہیک ہے لیکن اس کینہ میں مجھ کو ایک کام ہے

جسکے لئے میں کوفہ سے آئی ہوں اور تاوقتیکہ میں اسکو پورا نکرلوں یہاں سے جانا پسند نہیں کرتی مگر اب سویرے جاؤں گی اسوقت چلو سرائے میں ٹہریں خادم کا بھی اچھی طرح بندوبست کردیں اب یہ دونوں سرائے میں گئے وہاں خادم ملا اون دونوں کو دیکھکر اوٹھکر کھڑا ہوگیا اور حجرہ میں لیجاکر بیٹھالا - اب یہ دونوں وہاں مطمئن ہوکر بیٹھ گئے اسماء نے مسعود سے کہا کہ تمہارا کوفہ جانا مناسب ہے تم چلے جاؤ اور امیر المؤمنینؑ کو یہ خبر دو کہ یہاں کے تمام لوگوں کا یہ حال ہے پہر اوسنے مسعود سے مسجد کا اور امیر معاویہ کے معاملہ کا تمام قصہ بیان کیا مسعود نے اوسی وقت کوفہ چلنے کی تیاری کرلی لیکن اسے یہ نہ معلوم ہوا کہ اسماء یہاں کس غرض سے ٹہرنا چاہتی ہے چلتے وقت اوسنے پوچھا کہ اگر امیر المؤمنینؑ یا محمدؐ مجھسے یہ پوچھینگے کہ اسماء کیوں وہاں رہگئی تو کیا کہوں گا "

اسماء نے یہ کہدیا کہ جو قتیس میرے باپ کا نام جانتا ہے وہ یہاں نہیں ہے - بیت المقدس چلا گیا ہے اسکے آنیکا انتظار کررہی ہوں "

پہر اوس سے قصہ بیان کیا مسعود وہاں سے روانہ ہوگیا یہ وہاں سرائے میں سو گئی - چونکہ تھکی ہوئی تھی ایسی مستغرق نیند آئی کہ دوسرے دن ظہر کے وقت اوٹھی - جب دن گذر گیا تو اوسنے کپڑے دوسرے پہنے اور خادم سے کہدیا کہ کسی کو اس کیفیت کی اطلاع نہ دینا شاہ راہ عام کو چھوڑکر یہ ایک گلی سے نکلتی ہوئی کنیسہ ماری یوحنا میں پہنچی اور اوسی کوٹھے پر چڑھ گئی قتیسہ اسوقت نماز پڑھ رہی تھی یہ منتظر کھڑی رہی جب وہ فارغ ہوگئی تو نہایت خوش ہوکر اوس سے ملی اور کہا کہ مجھ کو تیری گرفتاری کی حالت معلوم ہوئی تھی میں بہت روئی اللہ کا شکر ہے کہ تو بخیریت واپس آگئی اسماء نے اس سے حالت بیان کی وہ سمجھ گئی کہ اسکا حال چھپانے کے قابل ہے اسلئے اوسنے کہا کہ یہاں تم آرام سے

کسی کو بھی خبر نہیں ہو سکتی +

اسماءؓ :۔ "میں بھی سمجھکر تو یہاں چلی آئی ورنہ میں رات ہی کو چلی جاتی اب دیکھنا چاہیئے کہ قیسؓ کب تشریف لاتے ہیں"

قیسؓ:۔ "میں ٹھیک تو نہیں کہہ سکتی کہ وہ کب تک آویں گے لیکن وہاں زیادہ نہ ٹھیریں گے" اسماء وہیں قیسؓ کے انتظار میں ٹھیری کبھی اسکے دل میں یہ خیال آتا تھا کہ ایسا نہ ہو کہ وہ بیت المقدس میں ہی انتقال کر جائیں تو میرے باپ کا پھر پتہ نہیں معلوم ہو سکتا پھر کبھی یہ سوچتی تھی کہ اگر میں خود وہاں چلوں تو ایسا نہ ہو کہ وہ دوسرے راستہ سے یہاں چلے آئیں مجھسے ملاقات بھی نہ ہو غرض اسی تردد میں وہ رہتی تھی"

وقعۃ الجمل کے بعد حضرت علی کی خلافت

وقعۃ الجمل کی لڑائی میں جب امام علیؓ کو فتح حاصل ہوئی تو پہلے اہل بصرہ سے بیعت لی اور یہاں حضرت عبداللہ ابن عباس کو عامل مقرر کیا بعد ازاں کوفہ تشریف لے گئے۔ وہاں مصر، عراق، بحرین، یمن، فارس خراسان کے تمام لوگوں نے آکر بیعت کر لی صرف اہل شام باقی رہ گئے۔

حضرت علیؓ نے قیس ابن سعدؓ ابن عبادہ کو ولایات مصر کی حکومت عطا کی۔ یہ ممتاز مہاجر تھے اور اپنے زمانہ کے قابل ترین مدبر تھے۔ مصر میں کچھ لوگ اس خیال کے بھی تھے کہ حضرت علیؓ سے حضرت عثمان رضؓ کے خون کا مطالبہ کیا جائے۔ گو اُن کی جماعت اسقدر تھوڑی تھی کہ کسی قسم کا خوف اُن سے نہیں تھا لیکن قیس ابن سعدؓ نے یہ سوچا کہ ایسی ترکیب کیجاوے کہ یہ معاویہ کے ساتھ جا کر نہ ملجاویں معاویہ نے قیس کے پاس کئی خط لکھے کہ تم ہمارے ساتھ شریک ہو جاؤ۔ لیکن وہ بالکل اُن کے خلاف تھے۔

امیر معاویہ نے شام کے لوگوں کو جمع کر کے قیس کی طرف سے ایک جعلی خط بنا کر اُن کو سنایا کہ قیس والی مصر بھی ہمارے ساتھ امیر المومنین سے لڑنے کو تیار ہے یہ خبر حضرت علی رض کو معلوم ہوئی کہ قیس معاویہ سے ملگیا گو اُن کو یقین نہ آیا۔ لیکن لوگوں نے اسطرح پینا تنی کی کہ قیس کو انکو برطرف کرنا پڑا اسکے بعد محمدؓ ابن عمر کو حاکم مصر مقرر کیا۔

امیر المومنینؓ کی سلطنت کا میدان اب بالکل صاف ہو گیا تمام ملک مطیع ہو گیا۔ صرف یہی اہل شام بغاوت پر ہیں حضرت علی رض کو اسوقت کوئی اس سے زیادہ اہم کام نہیں ہے کہ وہ اس بغاوت کو روکیں۔ پہلے اونھوں نے جریر ابن عبد البجلی کو اپنے قایم مقام کر کے اہل شام سے بیعت لینے کے لئے بھیجا وہ حضرت عثمان رضی اللہ کی قمیض کی کیفیت اور اہل شام کی ہیتہ خوانی دیکھکر گھبرا گئے کسی نے اون کے ہاتھہ پر بیعت نہیں کی۔ مجبوراً واپس آئے حضرت علیؓ نے بھی سمجھ لیا کہ اب بے لڑائی ہوئے معاملہ ٹہیک نہوگا اسلیئے اونھوں نے بھی تیاری کی پہلے کوفہ آئے اور پھر وہیں سے لشکر درست کر کے شام کیطرف روانہ ہوئے امیر معاویہ اور عمرو ابن العاص بھی شام سے ایک بڑی دل لشکر لے کر چلے اور ان دونوں لشکروں کا مقابلہ مقام صفین پر ہوا یہ مقام سواحل فرات پر شہر رقہ کے قریب واقع ہے کوفہ سے قریب قریب تین سو میل کے فاصلہ پر ہے اور شام سے ڈیڑھ سو میل ہے یہ دونوں لشکر بہت بڑے تھے تمام صحابہ کرام مہاجرین اور انصار ہیں جنکی قسمت کا آخری فیصلہ اسی میدان میں ہونیوالا ہے یہی مقام واقعہ صفین کے نام سے مشہور ہے جسمیں بیسیوں ہزار معتزز اور ممتاز مسلمان مقتول ہو گئے حضرت علیؓ کو اس لڑائی میں بھی وقعۃ الجمل کی طرح خاطر خواہ کامیابی حاصل ہوئی لیکن کیا اس لڑائی کے بعد ان کی سلطنت کا انتظام ٹہیک ہو گیا؟

نہیں ہرگز نہیں کیونکہ اس لڑائی میں اُنکے تمام اچھے اچھے فوج کے
سرداروں اور مددگاروں کا خاتمہ ہوگیا اس کی وجہ یہ نہیں تھی کہ انکی
تلوار کی باڑھ گرگئی تھی یا اون کی ہمت پست ہوگئی تھی بلکہ عمرو ابن العاص
نے ایک ایسا دہوکا دیا تھا کہ جس سے ان کے تمام معاونین منتشر ہوگئے
اور انکی سلطنت درہم و برہم ہوگئی ۔ جیسا کہ آئیندہ معلوم ہوگا۔

قسطنین

اسماء کو قسیمہ کے پاس کئی ہفتے گذر گئے تھے وہ اسی انتظار میں تھی کہ
قیس عنقریب بیت المقدس سے واپس آتا ہے مگر اوس کی آمد کی کوئی خبر
نہیں معلوم ہوئی اوسنے مجبوراً خود ہی یروشلم چلنے کا ارادہ کیا
اور اس معاملہ میں قسیمہ سے مشورہ لیا اُسنے کہا کہ جب سے تم آئی ہو میں تم کو بہت
متردد دیکھتی ہوں اور قیس کی ملاقات کے لیے نہایت بے تاب نظر
آتی ہو مجھے معلوم ہوتا ہے کہ تم کو کوئی نہایت اہم کام ہے ۔
اسماء ایک ٹھنڈا سانس لیکر خاموش ہوگئی قسیمہ نے پھر کہا کہ اگر وہ کام
مجھ سے بیان کرو تو کیا عجب ہے کہ میں انہیں کچھ مدد دے سکوں میری بیٹی
تم صاف مجھ سے کہو کوئی خوف نکرو۔

اسماء ۔ میں قیس کی ملاقات کیلئے اِس وجہ سے بے تاب ہوں
کہ میرے والد کا نام سوائے اُنکے کوئی نہیں جانتا ہے میری والدہ نے
صرف انہیں سے اسکی کیفیت بیان کی تھی چونکہ والدہ کا انتقال ہوگیا
اور والد کا نام نہیں معلوم ہوا اسلیے میں چاہتی ہوں کہ اُن سے دریافت
کرلوں ۔

قسیمہ ۔ تمہاری والدہ نے تم کو نام نہیں بتلایا ۔

اسماء :- "ہائے افسوس - اگر وہ بتلا دیتی تو میں کیوں اسقدر پریشان ہوتی اُسکے ہمراہ ایک شخص تھا جسکو میں خیال کرتی تھی کہ یہی میرا باپ ہوگا لیکن اُسنے کہا تھا کہ یہ تیرا باپ نہیں ہے"

قیسہ :- "تم لوگوں کا قیام کہاں رہتا تھا"

اسماء :- "مینے تو جب سے ہوش سنبھالا یہیں دمشق میں رہی قیسہ اثنائے گفتگو میں اسمار کو بڑی غور سے دیکھتی جا رہی تھی اور اوس کی نظر میں یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ صورت میری پہچانی ہوئی ہے اور اُس نے تامل کرکے پہچان لیا اور کہا کہ کیا تو مریم کی بیٹی ہے" ؟

اسماء :- "مجھے اسکے پہچاننے سے خوش ہوکر ہاں کیا آپ اسکو پہچانتی تھیں"

قیسہ :- "میں تو اس کو بچپن سے جانتی تھی وہ اکثر اس کنیسہ میں نماز کے لئے آیا کرتی تھی اوسکا ایک بھائی بھی تھا جو نہایت خوبصورت اور پری جمال تھا مجھ کو اُس سے بڑی الفت تھی اوس کے باپ قسطنین کے گھر ہر عید اور تیوہار میں میں اور قسنیس جایا کرتے تھے جب مسلمانوں کا قبضہ یہاں ہوا تو قسطنین مارا گیا مریم قید ہوگئی پھر اس درمیان میں وہ یہاں آیا جایا کرتی تھی - میرا خیال ہے کہ مینے شاید اوسکو ڈیڑھ سال کا عرصہ ہوا کہیں دیکھا تھا تم بھی اُسکے ساتھ تھیں"

اسماء :- "ہاں میں ہی تھی پھر آپ میری باپ کا نام نہیں جانتیں"

قیسہ :- "میں تو یہی خیال کرتی تھی کہ وہی شخص جو تمہاری والدہ کے ساتھ آیا تھا تمہارا باپ ہوگا - لیکن اب تم کہتی ہو کہ وہ میرا باپ نہیں تھا"

اسماء :- "پھر اب آپ مجھ کو کیا مشورہ دیتی ہیں"

قیسہ :- "تھوڑی سی تامل کرکے بہتر ہوگا کہ تم ان سے جلدی ملو کیونکہ وہ بہت ہی سن رسیدہ ہوگئے ہیں یہ سنکر اسماء فوراً مستعد ہوگئی سرائے میں آکر خادم سے روانگی کے لئے سامان درست کرنیکا حکم دیا۔

اور صبح کو بڑے سویرے یروشلم روانہ ہوگئی"

انطاکیہ

قیس اسماء کے خاندان کے تمام حالات سے واقف تھا بلکہ اوس خاندان کے لوگوں سے اسکا ایک خاص تعلق تھا جس وقت اسماء کی ماں کو اس نے مدینہ رخصت کیا تھا اس کو یقین ہوگیا تھا کہ یہ مدینہ تک پہنچ سکے گی سال بھر تک اوس کے بعد منتظر رہا لیکن کچھ اطلاع نہ ملی کہ اسنے مدینہ جاکر وہ راز ظاہر کردیا یا رستہ ہی میں اسکا خاتمہ ہوگیا۔ ہمیشہ اس جستجو میں رہتا تھا کہ اگر اسماء ملے تو میں اس کے باپ کا نام بتادوں لیکن کچھ پتہ نہیں چلتا تھا جب دمشق میں بنی امیہ عثمان رضی اللہ عنہ کا کرتہ لئے اور گریہ وزاری شروع کی تو وہ بیت المقدس کو روانہ ہوگیا کیونکہ وہاں اس کے قبیلے کے بہت لوگ تھے۔ لیکن وہاں چند ہی روز رہنے سے اوسکا ضعف زیادہ ہوگیا اور آب و ہوا راس نہ آئی۔ پھر پھر ارادہ کیا کہ یہاں سے انطاکیہ چلوں۔ اور وہاں کے قیس سے وہ مقدس اسرار جو میرے دل میں ہیں بیان کردوں اسلئے کہ میرا اب آخری وقت ہے۔ اسی درمیان میں انطاکیہ سے ایک شاہی جہاز خاص یروشلم کے قسیس کے لینے کے لئے آیا تھا کیونکہ انطاکیہ کے قسیس کے بعض مسئلوں پر وہاں کے لوگوں نے ناراضگی ظاہر کی تھی اور اس کے فیصلہ کے لئے بیت المقدس کے قسیس کی ضرورت پڑی تھی چنانچہ بادشاہ نے اسے طلب کیا تھا اوسنے قسیس مرقس سے کہا کہ تم بھی میرے ہمراہ انطاکیہ چلو۔ چونکہ اوسکا پہلے ہی سے وہاں جانے کا ارادہ تھا اسلئے بڑی خوشی سے ہمراہ ہوگئے اور دونوں جہاز پر بیٹھکر انطاکیہ روانہ ہوگئے"

اسماء جب یروشلم میں داخل ہوئی تو اسنے قسیس مرقس کا پتہ دریافت کیا۔ اُسے معلوم ہوا کہ آج چار روز ہوئے وہ انطاکیہ کو روانہ ہوگئے۔ اُسے

نہایت افسوس ہوا۔ مگر پھر دلکو مضبوط کرکے انطاکیہ کا ارادہ کیا اور صبح کو روانہ ہو گئی۔ راستہ میں پہرو دمشق پڑتا تھا۔ مگر مولان کے خوف سے اوسنے وہ راستہ چھوڑ دیا اور لبنان سے ہوتی ہوئی کئی دنوں میں انطاکیہ پہنچی

اسوقت صبح کا وقت ہے۔ گرد و غبار سے مطلع صاف ہے آفتاب کی روشنی تمام کرۂ ہوا میں پھیلی ہوئی ہے لیکن ابھی سطح زمین پر نہیں آئی ہے۔ کیونکہ جبل شرقی کے حائل ہونے سے آفتاب یہاں دیر میں نکلا کرتا ہے یہ شہر شام کے تین مشہور شہروں (رومیہ۔ اسکندریہ۔ انطاکیہ) میں سے ہے اسکے ارد گرد چاروں طرف باغات ہیں جنمیں ہر قسم کے میوہ دار درخت کثرت سے ہیں اوسکی شکل مستطیل کے طور پر ہے اور اس کے گرد چاروں طرف فصیل ہے جسپر تین سو ساٹھ برجیاں جابجا ہیں اوس کا رقبہ تقریباً ۲۵ مربع میل ہے اسما ایک اونچے مقام پر کھڑی ہوئی اوس عظیم الشان شہر کی کیفیت دیکھ رہی ہے وہاں سے بحیرہ روم دور فاصلہ پر ہلال مستطیل کے طور پر نظر آرہا ہے تھوڑی دیر کے بعد یہ شہر میں داخل ہوئی اوسکی وسیع اور صاف سڑکیں سر بفلک کشیدہ مکانات جن کی ستونوں میں میناکاری کا کام تھا دیکھکر حیران رہگئی اس شہر کی وضع اور قطع بتلاتی تھی کہ یہاں کے رہنے والے بڑے صاحب اقبال اور خوشحال تھے۔ مگر افسوس کہ اس کی موجودہ حالت نہایت ویران ہے بڑے بڑے عالیشان محل بالکل سنسان پڑے ہیں۔ چاروں طرف حسرت برس رہی ہے۔ مگر تاہم اوس کی شان جلالی قایل دید ہے اسماء سرائے میں جاکر ٹھیری چونکہ بہت کی ماندی تھی اوسدن وہیں رہی دوسرے روز قیس کی جستجو میں ہوئی دریافت سے معلوم ہوا کہ وہ ابتک یہاں نہیں آئے اور نہ ابھی اون کے آنے کی کوئی خبر ہے۔

محبوبہ قریشی

اسماء اور صفینؔ کی تباہی

اس کو سرائے میں کئی دن گذر گئے ہر وقت قیسؔ مرقس کا انتظار رہتا کبھی کنیسہ میں جاکر وہاں کے لوگوں سے اُن کی آمد کی خبر دریافت کرتی تھی کبھی دریا کے کنارے جاکر دیکھتی تھی کہ کوئی جہاز تو نہیں آتا۔ جب ہر طرف سے مایوس ہو جاتی تھی تو کہتی تھی کہ کیا عجب ہے کہ میری شوم بختی کے اثر سے وہ جہاز ہی غرق ہو گیا ہو ایکدن یہ سرائے کے کوٹھے پر بیٹھی ہوئی تھی کہ نیچے سڑک پر بڑا شور و غل ہوا اُسنے اپنے خادم کو پکارا کہ اس کی کیفیت پوچھے۔ مگر وہ موجود نہیں تھا تھوڑی دیر کے بعد آیا اور کہا کہ عرب کی کئی مسلح جماعتیں جا رہی ہیں ان کے ساتھ علم اور پھریرے بھی ہیں کچھ سوار ہیں اور کچھ پیدل ہیں۔ آگے آگے بہت سی عورتیں دف بجاتی ہوئی جا رہی ہیں۔"

اسماء: "کچھ معلوم نہیں ہوا کہ کیوں جا رہی ہیں!"

خادم: "یہ لوگ انطاکیہ کے لشکر کے ہیں اور لڑائی کیلئے جا رہے ہیں۔"

اسماء: "کس سے لڑائی کے لئے؟"

خادم: "حضرت علیؓ ابن ابی طالب سے۔"

اسماء: "ہیں تو کیا لڑائی ہو رہی ہے؟"

خادم: "ہاں۔ وہاں تو ایک عرصہ سے لڑائی قایم ہے۔ کیونکہ انہیں لوگوں میں سے میں نے ایک شخص سے پوچھا تھا اُسنے کہا میں خود وہاں لڑائی میں شریک تھا حضرت علیؓ کو شکست نصیب ہوئی۔"

اسماء: "کہاں لڑائی ہو رہی ہے؟"

خادم: "صفین میں۔"

اسماء :- "یہاں سے کتنے فاصلہ پر ہے"

خادم :- "مشرقی جانب کو یہاں سے چند میل کے فاصلہ پر ہے۔"

چونکہ وہ قیس کے انتظار میں گھبرا گئی تھی اور بدقسمتی سے اوسکا یہ گمان تھا کہ غالباً وہ جہاز ہی ڈوب گیا ہوگا۔ اسواسطے اُسنے صفین کا ارادہ کرلیا کیونکہ وہ جانتی تھی کہ یہ لڑائی نہایت خونریز ہوگی اور اسمیں سینکڑوں ہزاروں مسلمان طرفین سے مارے جائیں گے اسلئے اُسنے سوچا کہ اس لڑائی میں مجھے کو امیر المومنین علی کی مدد کرنی لازمی ہے۔ دوسرے روز صفین کو وہ روانہ ہوگئی۔ راستہ میں یہ سوچتی جاتی تھی کہ میں اسمیں کیا کام کرسکتی ہوں جس سے امیر المومنین کی مدد میں کرسکوں گی آخر یہ خیال آیا کہ معاویہ کی فوج کی خبر اور اُسکے حالات دریافت کرکے امیر المومنین سے کہتی رہوں گی۔ پانچویں صبح کو یہ صفین کے پہاڑ پر پہنچی اوسکے دامن میں یہ دونوں فوجیں خیمہ زن تھیں ایک مغربی جانب دوسری مشرقی یہ وہاں کھڑی ہوکر غور سے دونوں فوجوں کو دیکھ رہی ہے دونوں طرف جہانتک نظر جاتی ہے سوائے خیمہ خرگاہ کے اور کچھ نہیں نظر آتا یکایک دونوں فوجوں کو حرکت ہوئی اور رفتہ رفتہ وہ دونوں بالکل متصل ہوگئیں اور ہنگامہ کارزار گرم ہوگیا۔ اسماء کو پھر وہاں ٹھیرنے کی تاب نرہی اُسنے خادم سے کہا کہ تو اپنے کپڑے مجھے دیدے اور میرے کپڑے تو لے اور یہیں دونوں گھوڑے لے کے ٹھیر جا میں امیر معاویہ کے لشکر میں جاتی ہوں۔"

میدان جنگ

خادم کا لباس پہنکر یہ مردانہ بھیس میں امیر معاویہ کے لشکر میں داخل ہوئی

اسوقت لڑائی بڑے جوش پر تھی۔ تلوار کے جھنکار کی صدائیں ہر طرف سے کانوں میں آ رہی تھیں۔ تیر چار سمت سے برس رہے تھے لیکن اسماء نہایت ہمت اور استقلال کے ساتھہ لشکر میں گھس گئی اور بالکل معاویہ کے خیمہ کے پاس پہنچ گئی اس خیمہ کے گرد پانچ صفیں کھڑی تہیں جنمیں ہر ایک شخص دوسرے کے ساتھہ وابستہ کر دیا گیا تھا کہ کوئی تنہا نہ بھاگ سکے صفوں کے بیچ میں سے غور کر کے دیکھا تو خیمہ میں معاویہ اور عمرو ابن العاص دونوں بیٹھے ہوئے تھے اور ان کی صورت سے نہایت گھبراہٹ معلوم ہوتی تہی اور یہ ظاہر ہوتا تھا کہ یہہ نہایت بے چین ہیں اور دیکھئے انجام کیا ہوتا ہے تھوڑی دیر میں اسکے کان میں آواز پہنچی جو حضرت علی کی تہی وہ بجلی کی طرح چمک کے معاویہ کے خیمے کے قریب گئی اور زور سے پکار کے کہا کہ اگر تو مرد میدان ہے تو خود میرے سامنے آ کر فیصلہ کر لے جو غالب ہو وہی حکومت کرے ان تمام مسلمانوں کی جانیں کیوں مفت میں ضائع ہوں یہ سنکر معاویہ دم بخود ہو گئے اور جگہ سے نہ ہلے ؎

حضرت علیؓ تھوڑی دیر تک کھڑے رہے لیکن جب وہ نہ نکلے تو پہر وہاں سے پلٹے اسماء اونکو دور تک دیکھتی رہی اسکے دل میں ہر دم یہی دعا تہی کہ اللہ ان کو فتح دے یہ لڑائی شام تک برابر جاری رہی جسوقت کسیقدر اندھیرا ہو گیا اسماء معاویہ کے خیمہ کے پاس جا کر کھڑی ہوئی کہ سنوں خیمہ کے اندر کیا گفتگو ہو رہی ہے معاویہ عمرو ابن العاص سے کہہ رہے تھے کہ اہل عراق بمقابلہ اہل شام کے ثابت قدم رہے ؟

عمرو ابن العاص ۔ ہاں ثابت قدم تو رہے لیکن فتح انشاء اللہ ہمیں کو ہوگی۔ اگر ہم دیکھینگے کہ کل بھی یہی حال رہا تو کوئی فریب کریں گے اس سے بہت جلد کامیابی ہو جائے گی ؎

معاویہؓ:۔ "کیا فریب کرو گے"

عمروؓ:۔ "ابھی بیان کرنے کی کیا ضرورت ہے جسوقت ہم شکست کھینگے کہدینگے"

معاویہؓ:۔ "لیکن تاہم کچھ سوچا بھی ہے"

عمروؓ:۔ "سوچنے کی کیا ضرورت ہے یہ تو آسان بات ہے جب وقت آئیگا دیکھ لیا جائے گا۔ اسماء کو حسرت رہگئی کہ کاش اسوقت یہ فریب بیان کر دیتے تو میں امیرالمومنین سے جا کر کہدیتی"

قرآن اوٹھانا

دوسرے روز صبح تک برابر یہ لڑائی قایم رہی جب معاویہ نے دیکھا کہ اہل شام بالکل پراگندہ ہوا چاہتے ہیں تو عمرو سے کہا کہ اب کوئی فریب کرو ورنہ معاملہ بگڑا چاہتا ہے غنیم کی فوج برابر چڑھی ہوئی چلی آرہی ہے"

عمروؓ:۔ "اچھا تو لوگوں کو حکم دو کہ نیزہ پر قران شریف باندھ کر اوٹھائیں کہ ہمارے اور تمہارے درمیان میں اسی کی رو سے صلح ہے اگر ان سب لوگوں نے اسکو مان لیا تو بالفعل صلح ہوجائے گی اور اگر چند لوگوں نے صلح کی اور چند لوگ مخالف رہے تو ان میں تو باہمی تفرقہ پڑجائے گا۔ یہی کیا کم ہوگا۔ اسماء بھی قریب ہی کھڑی تھی وہ اس فریب کو سنکر فوراً حضرت علیؓ کے پاس خبر دینے کے لئے دوڑی اسکا یہ خیال تہا کہ اگر اسوقت یہ برابر لڑائی ہوتی رہی تو بیشک حضرت علیؓ کو فتح ہوگی اسلئے ان سے چلکر یہ کہوں کہ عمرو نے یہ عیاری کی ہے مبادا ایسا ہو کہ یہ حیلہ اور فریب دینے کی غرض سے قرآن اوٹھائیں اور حضرت علیؓ کا لشکر لڑائی سے رک جائے"

حضرت علیؓ نے اس گذشتہ دن اور رات میں نہایت جرأت اور جانبازی
سے جنگ کی تھی انکو قطعی امید تھی کہ اب خاطر خواہ کامیابی مجھ کو
حاصل ہو جائے گی۔ صبح کو وہ کسی خاص سبب سے اپنے خیمہ میں آئے تھے
جبتک مخبروں نے آکر خبر دی کہ اہل شام نے نیزوں پر قرآن شریف
اُٹھایا ہے اور کہتے ہیں کہ کتاب پر صلح ہے اور اسی کے رو سے
ہمارے تمہارے درمیان میں فیصلہ ہے یہ سُنکے حضرت علیؓ باہر نکل
آئے اور انہوں نے کہا کہ ہرگز نہیں ایسا نہیں ہو سکتا وہ ہم کو فریب
دینا چاہتے ہیں ہم کبھی نہیں صلح کریں گے تھوڑی ہی دیر میں ان کی
فوج کے لوگ بہت سے لوگ آگئے اور کہنے لگے کہ جب اونہوں نے قرآن
اُٹھالیا تو ہمارے اوپر صلح واجب ہو گئی۔

علیؓ:۔ "بھائیو میں اسی لئے ان سے لڑتا ہوں کہ وہ دین اسلام
کے سچے پیروکار ہو جاویں اور اللہ کی اور خلیفہ وقت کی اطاعت کریں۔
تم لوگ ان سے برابر لڑتے رہو۔ معاویہ۔ عمرو ابن ابی معیط۔ حبیب
ابن ابی سرح۔ ضحاک یہ لوگ اہل دین نہیں ہیں ان کے دلوں میں قرآن
کی حرمت نہیں ہے میں ان لوگوں کو لڑکپن سے جانتا ہوں۔ یہ لوگ
لڑکپن سے سب بچوں سے زیادہ شریر تھے۔ جوانی میں تمام جوانوں سے
زیادہ ان کے اندر مادۂ فساد تھا یہ سب ان کا مکر اور فریب ہے تم ہرگز
ان کے دھوکے میں نہ آؤ یہ سنکر مصعب ابن فدکی زید ابن حصین طائی
وغیرہ افراد نے جو اسکے بعد خارجی ہو گئے تھے کہا کہ جب اون لوگوں نے
قرآن اوٹھا لیا تو ہم ہرگز اون سے نہیں لڑ سکتے آپکو بھی نہیں لڑنا
چاہیئے ورنہ ہم آپکے ساتھ بھی وہی کریں گے جو عثمان ابن عفان رضی اللہ
کے ساتھ معاملہ کیا گیا۔

علیؓ:۔ "تم لوگ میری اطاعت کرو اور میری بات مانو انسے لڑو

اور اگر تمہارے اوپر بدبختی چھائی ہے تو جو چاہے وہ کرو حضرت علیؑ
کی آنکھیں اسوقت غصے سے سرخ ہو رہی تہیں اور چہرہ لال ہو گیا تھا
اسی درمیان میں اُس جم غفیر سے ایک شخص نکلا جو اسماء تہی اوس نے
بلند آواز سے پکار کے کہا کہ میں قسم کہاتی ہوں کہ میں وہاں موجود تہی
عمرو ابن العاص نے یہ فریب کیا ہے۔ تم لوگ امیر المومنینؑ کے حکم کو
مانو اور اس فریب میں نہ آؤ یہ سنکر لوگ ہنس دیئے اور کہنے لگے کہ بہلا
ایسا ہو سکتا ہے کہ قرآن شریف درمیان میں ہو اور پہر ہم لڑیں یہ تو
ممکن نہیں ہے۔ پہر حضرت علی رضی اللہ سے وہ لوگ دیر تک جہگڑتے
رہے اور آخر کو اکثر لوگوں نے ملکر مجبور کیا کہ لڑائی بند کیجا دے
اسماء اسی جگہ کہڑی ہتی غصے سے اوسکا رنگ بگڑا جاتا تھا مگر کیا کرتی
مجبور تھی لوگوں نے پہر حضرت علی رضی اللہ سے کہا کہ اشتر نخعی جو ابھی تک لڑتا ہے
آپ اُسے حکم کیجئے کہ اب نہ لڑے حضرت علیؓ نے مجبوراً ایک آدمی بہیجا
چونکہ اشتر نخعی اُس ایک دن اور رات میں خوب لڑا تھا اوس کی آنکہوں
کے سامنے فتح کہڑی ہوئی نظر آتی تہی اسلئے اوسنے الیسے گردن بہا
وقت میں لڑائی نہیں بند کی لوگوں نے پہر حضرت علیؓ کو مجبور کر کے دوسرا
آدمی بہجوایا وہ نہایت طیش کہا کر وہاں سے آیا اور کہا کہ عین موقع
فتح پر ان بے ایمانوں نے خود لڑائی بند کردی اور مجھکو بہی بلا لیا کہ
میں بہی نہ لڑوں یہ لوگ بڑے غدار ہیں لوگوں نے اشتر سے سخت کلامی
کی اوسنے بہی ترکی بہ ترکی جواب دیا چنانچہ اون سب لوگوں نے
اُسے گالیاں دیں اور مارا بہی۔

صلحنامہ اور دوحکم

حضرت علی رضی اللہ کے امرائی لشکر میں سے ایک شخص نے کہا کہ اب تو لوگوں نے ہم کو صلح پر مجبور کر دیا اگر آپ حکم دیں تو میں معاویہ سے جا کر دریافت کروں کہ وہ کس طرح پر صلح کرنا چاہتے ہیں

حضرت علی رضؓ :- "اچھا جاؤ دیکھو اونکا کیا منشا ہے حکم پا کر وہ چلے گئے اور تھوڑی دیر میں واپس آئے اور کہا کہ معاویہ کا یہ منشا ہے کہ ایک ہماری طرف سے اور ایک تمہاری طرف سے حکم مقرر ہو وہ دونوں شخص از روئے کتاب اللہ کے ہمارا تمہارا فیصلہ کر دیں اور اوسی پر ہم تم دونوں اتفاق کریں

حضرت علی رضؓ :- "اچھا ہم نے منظور کیا اون لوگوں نے اپنی طرف سے کسکو مقرر کیا ہے ؟

شخص :- "عمرو ابن العاص کو ... یہ سنکر حضرت علیؓ تمام جماعت کیطرف مخاطب ہوئے اور پوچھا کہ تم لوگ اپنی طرف سے کس کو مقرر کرنا چاہتے ہو ؟"

سب لوگ :- "ابی موسے اشعری کو"

حضرت علی رضؓ :- "نہیں نہیں تمہارا بالکل غلط انتخاب ہے تم نے پہلے میری نافرمانی کی اب نکرو عمرو ابن العاص کے مقابلہ میں تم لوگ ابی موسی اشعری کو کیونکر پسند کرتے ہو اس شخص نے پیشتر ہی میری مدد سے پہلوتہی کی تھی پھر یہ بھاگ گئے اور مینے ایک ماہ کے بعد انکو امن دیا تو ایسے ہم کام میں ہم کیونکر انپر بھروسہ کریں میں اس کے لئے عبد اللہ ابن عباسؓ کو منتخب کرتا ہوں"

سب لوگ :- "غصہ سے چلا کے ہم آپکے اس انتخاب پر ہرگز راضی

نہیں ہیں ایسا آدمی منتخب کیجیئے جو آپکو اور معاویہ کو یکساں خیال کرے۔

حضرت علی عنہ:- "اچھا تو اشتر نخعی سہی"

سب لوگ:- "کیا دنیا میں اب اشتر کے سوا اور کوئی نہیں رہا"

حضرت علی:- "کیا تم لوگوں کا اسی پر اصرار ہے کہ ابی موسیٰ ہی جائیں"

لوگ:- "ہاں"

حضرت علی عنہ:- "خیر جو چاہو کرو" تھوڑی دیر کے بعد ابی موسیٰ اشعری اور عمرو ابن العاص آئے اور حضرت علی رضی اللہ کے پاس بیٹھ گئے کہ ایک صلحنامہ لکھا جائے پیشتر جب صلحنامہ میں امیر المومنین علی ابن ابی طالب لکھا گیا تو عمرو ابن العاص نے اسکو تسلیم نہیں کیا اور دیر تک جھگڑا ہوتا رہا آخر اسطرح پر لکھا گیا:۔

"علی ابن ابی طالب اور معاویہ ابن ابی سفیان کے درمیان میں بوجہہ اہل کوفہ اور اہل شام وغیرہ کے یہ عہد مستحکم طور پر قایم ہوا کہ دونوں کے درمیان میں اللہ کی کتاب کے حکم کے مطابق فیصلہ ہو۔ فاتحہ سے خاتمہ تک اوسی کی رو سے ہماری صلح ہے اسکا جو حکم ہوگا اس سے ہم کسیطرح انحراف نہیں کر سکتے جو کچھ یہ دونوں عبداللہ ابن قیس (ابی موسیٰ اشعری) اور عمرو ابن العاص اسکے رو سے حکم کریں گے ہم مانیں گے اور اگر کتاب اللہ میں نہ ملے تو سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تلاش کیا جائیگا علی اور معاویہ کے دونوں حکموں کے روبرو دونوں لشکروں سے عہد و پیمان لئے گئے کہ وہ دونوں حکم مامون ہیں جو وہ فیصلہ کریں گے تمام امت اوس فیصلہ کے لئے اوسکی مددگار ہوگی۔ عبداللہ ابن قیس اور عمرو ابن عاص خداوند عالم کو ضامن دیکر بلا رعایت فیصلہ کریں گے اس فیصلہ کی تاریخ رمضان کے مہینے میں رکھی جاتی ہے لیکن حکموں کو اختیار حاصل ہے کہ وہ قبل ہی رمضان کے فیصلہ کریں یہ فیصلہ کوفہ اور شام کے درمیان میں

کسی ایسے مقام پر ہو گا جوان دونوں کی مسافت کا اوسط ہو گا اس کے بعد گواہوں کے نام لکھے گئے اس عہد نامہ کی تاریخ ۱۳ صفر ۳۷ھ تھی۔"

جب یہ لکھا جاچکا تو سب لوگ مطمئن ہو گئے اور صفین سے دونوں فوجیں اپنے اپنے مقام کو واپس گئیں اسما نے پھر حضرت علیؓ سے ملاقات کی اور تمام فیصلہ بیان کر کے اون سے پھر انطاکیہ کی اجازت مانگی اجازت ملنے پر وہاں سے انطاکیہ کی روانگی کا ارادہ کیا۔

قیسؓ کا جنازہ

وہاں سے یہ پہاڑ پر آئی جہاں کہ خادم کو مع دونوں گھوڑوں کے چھوڑ گئی تھی یہاں آ کر اپنے کپڑے بدلے اور گھوڑے پر سوار ہو کے انطاکیہ کو روانہ ہوئی جو چھٹے روز شام کو انطاکیہ کے جبل شرقی پر پہونچی جو سمندر کے کنارہ پر ہے۔ یہاں سے سمندر کی پوری پوری کیفیت نظر آتی ہے اسنے کنارے پر ایک جہاز کھڑا ہوا دیکھا اس کو گمان ہوا کہ یہ جہاز قیس مرقس کا ہو گا اور وہ غالبًا یہاں پہنچ گیا ہے وہاں سے شہر کیطرف روانہ ہوئی شہر میں ایک عجیب ہلچل مچی ہوئی تھی اوسنے دور سے شور و غوغا سنکر یہ خیال کیا کہ لوگ قسیس مرقس و قسیس بیت المقدس کے آنے کی خوشی منارہے ہیں کیونکہ بڑی دھوم سے نقارہ اور باجہ بجنے کی آواز آرہی ہے مگر جب یہ شہر کے شارع عام پر آئی تو ایک جنازہ آرہا تھا جس کے پیچھے سینکڑوں ہزاروں آدمی تھے آگے آگے باجہ بجتا ہوا جارہا تھا پہلے اسماء کو یہ گمان گذرا کہ غالبًا یہ کسی رئیس کا جنازہ ہے لیکن اس کے ساتھ ہی یہ شبہ ہوا کہ ایسا نہو کہ قسیس مرقس کا جنازہ ہو سا وس نے تھوڑا بڑھ کے ایک آدمی سے دریافت کیا کہ یہ کسکا جنازہ ہے "

آدمی :- یہ قیس مرقس کا جنازہ ہے جو پرسوں یہاں یروشلم سے تشریف لائے تھے آج رات کو انکا انتقال ہو گیا۔

یہ سنکر اسما کے دل پر رنج والم کی گھٹا چھا گئی اور اُسکی تمام اُمیدیں خاک میں ملگئیں دیر تک وہ سکتہ کی حالت میں کھڑی رہی پھر اپنے مجہول الاسم باپکا ماتم کرنے لگی جو ہمیشہ کے لیئے اب اُسکو نہیں مل سکتا اپنے مصایب اور بجاہت سفر کو خیال کرکے اپنی ناکامی پر نہایت افسوس کے ساتھ روتی تھی اور نہایت یاس اور حسرت کی حالت سے وہاں سے واپس ہو کر اس سرائے میں ٹھیری جہاں پہلے ٹھیری تھی رات ہو گئی اور تمام عالم میں تاریکی اور ظلمت پھیل گئی اسما اپنے پیچ در پیچ خیالات میں مستغرق ہے۔ ابتدا سے آجتک جو جو مصیبتیں بابت قیس اُسپر پڑی ہیں انکو سوچتی ہے اور اپنی بدقسمتی اور محرومی طالع سے اسکی آنکھوں میں آنسو بھر آتے ہیں سب سے زیادہ تکلیف دہ یہ خیال آتا ہے کہ میری مجہول النسبی۔ میری آرزو میری تمنا میری امید محمد کے وصل سے مجھکو ناکام رکھے گی۔ لیکن کیا ہوا۔ اگر ازدواج نہیں ہو سکتا تو کیا میں اور وہ بھائی بہن بنکر ساتھ نہیں رہ سکتے ؟ بیشک میں اُس کے ساتھ بہن بنکر رہوں گی اوسکا دامن اور اسکا ساتھ نہیں چھوڑوں گی انہیں خیالات میں اوس کی تمام رات گذر گئی اُسنے سوچا کہ اب انطاکیہ میں ٹھیرنا فضول ہے بہتر ہے کہ پہلے چلکر دونوں حکموں کا فیصلہ سُن لوں پھر مصر میں چلکر محمد سے ملوں اُسنے اپنے خادم کو بھیجا کہ تم دریافت کرو کہ حکم کہاں آویں گے اور کس جگہ فیصلہ ہوگا اسکو دریافت سے معلوم ہوا کہ سواحل شام میں ایک مقام اذرح ملقا اور عال کے کنارے واقع ہے وہیں وقت موعود پر فیصلہ ہوگا چنانچہ جسوقت رمضان قریب ہوا یہ وہاں سے مردانہ نہیں بدلکر مقام اذرح کو روانہ ہوئی۔

فیصلہ اور عمروؓ ابن العاص کا حیلہ

جب فیصلہ کا زمانہ قریب ہوا تو حضرت علی ابن ابی طالب نے ابی موسی اشعری کو چارسو آدمیوں کے ہمراہ روانہ کیا جسمیں عبد اللہ ابن عباسؓ وغیرہ بھی تھے اور معاویہ نے بھی عمرو ابن العاص کو چارسو آدمی دیکر بھیجا اور یہ دونوں مقام اذرح میں آکر جمع ہوئے عمرو ابن العاص نے ہر طرح پر فریب دیکر ابی موسے اشعری کو اسبات پر راضی کرنا چاہا کہ حضرت علی رضی اللہ خلافت سے معزول کئے جائیں اور بجائے ان کے معاویہ خلیفہ برحق تسلیم کئے جاویں اگر معاویہ بھی نہیں تو عبد اللہ بن عمر یا عبد اللہ بن زبیر وغیرہ سے کسی کو پسند کرو مگر ابی موسےٰ اسپر راضی نہیں ہوئے۔ بڑی دیر تک ان میں بحث رہی اور آخر کار یہ امر قرار پایا کہ حضرت علیؓ اور معاویہ دونوں خلافت سے معزول کئے جائیں اور تمام امت مشورہ کر کے کسی دوسرے کو خلیفہ بنائے اب فیصلہ کا وقت معینہ آگیا اور تمام طرف سے جوق جوق لوگ فیصلہ سننے کے لئے وہاں جمع ہوگئے اسما بھی مردانہ لباس پہنے ہوئے ایکطرف کھڑی ہوئی ہے۔ عمرو ابن العاص اور ابی موسے اشعری صدر میں بیٹھے ہوئے ہیں اور سب لوگ اونہیں کی طرف نظر جمائے ہوئے خاموش کھڑے ہیں۔ پہلے ابی موسےٰ کھڑے ہوئے اور بلند آواز سے جس کو تمام حاضرین سن لیں کہا کہ " ہم لوگوں نے نہایت غور سے اصلاح امت پر نظر ڈالی ہمارے خیال میں اس سے زیادہ کوئی اصلاح مفید امت نہیں ہے اور اسی پر میرا اور عمرو ابن العاص کا اتفاق ہوا ہے کہ حضرت علیؓ اور معاویہ دونوں خلافت سے معزول کئے جائیں اور تمام مسلمان ملکر اپنے لئے کوئی دوسرا خلیفہ جسکو پسند کریں منتخب کر لیں۔

مینے حضرت علی رضی اللہ اور معاویہ دونوں کو معزول کیا تم لوگ جس کو چاہو خلیفہ بنا لو۔ اون کے اس قول کا لوگوں پر نہایت اثر ہوا اور مقبولیت کے ساتھ سنا گیا اسکے بعد عمرو ابن العاص کھڑے ہوئے اور انہوں نے کہا کہ تم لوگوں نے ابی موسے کا کلام سنا کہ انہوں نے علیؓ اور معاویہ دونوں کو معزول کیا میں صرف حضرت علیؓ کو معزول کرتا ہوں اور معاویہ کو خلیفہ تسلیم کرتا ہوں اسلئے کہ وہ خلیفہ مقتول کا ولی ہے اور ان کے خون کا طالب ہے اس سے زیادہ خلافت کا کوئی مستحق نہیں۔

حامیان علی رضی اللہ عنہ عمرو ابن العاص کا فیصلہ سنکر یہ سمجھ گئے کہ انہوں نے ابی موسے کو دھوکا دیا اور ابی موسے انکے دھوکہ میں آگئے ابی موسی کو بہت لعنت و ملامت کی انہوں نے کہا کہ مجھے عمرو نے دھوکا دیا اب میں کیا کروں۔ اسماء اس گفتگو کو سنکر دم بخود ہو گئی اسنے اب یہ سمجھ لیا کہ اب حضرت علیؓ کا بازو بہت کمزور ہو جائے گا اسلئے کہ بہت سے لوگ اس فیصلہ کے موافق حضرت علیؓ کے خلاف ہو جائیں گے اس کی آنکھوں میں عالم سیاہ ہو گیا اور چاروں طرف فتنہ و فساد کا دھواں چھایا ہوا نظر آیا وہاں سے یہ نکلی اور خادم کے ساتھ صحرا میں کنارے ایکطرف آکر بیٹھ گئی خادم گھوڑوں کو پانی وغیرہ پلانے میں مشغول ہو گیا یہ انہیں خیالات میں مصروف ہو گئی۔

کوفہ کے خوارج

تھوڑی دیر کے بعد خادم گھوڑوں کو پانی پلا کر جلدی جلدی واپس آیا اسماء نے اس سے پوچھا کہ کیا خبر ہے۔

خادم :۔ شام کے تمام لوگ نہایت خوش خوش جا رہے ہیں اور

عمرو ابن العاص کہتے تھے کہ اب ہماری سلطنت جم گئی عنقریب ہم مصر پر قبضہ کرلیں گے پھر علیؓ کے ہاتھ میں سوائے حجاز اور عراق کے کیا رہجائے گا۔ اوسکا لے لینا کوئی مشکل نہیں ہے۔

مصر کا نام سنکر اسماء کے بدن پر رونگٹے کھڑے ہوگئے کیونکہ اُسنے سُنا تھا کہ محمدؓ مصر میں ہے اب اُسنے ارادہ کیا کہ میں بھی مصر چلوں پھر خادم سے پوچھا کہ یہ لوگ کب تک مصر کیطرف جائیں گے کچھہ معلوم ہُوا۔

خادم: یہہ تو نہیں معلوم لیکن ابھی تو شام کو جا رہے ہیں وہاں سے کچھہ بندوبست وغیرہ کرکے مصر کیطرف جائیں گے اسماء یہ سنکر دیر تک اس تردد میں رہی کہ مصر چلوں وہاں محمدؓ سے ملوں یا کوفہ چلوں وہاں امیرالمؤمنینؑ کی حالت دیکھوں کہ اب ان کی خلافت کا کیا رنگ ہے اس فیصلہ کا لوگوں پر کیا اثر پڑا ہے آخر میں یہ سوچا کہ ابھی اہل شام اگر مصر پر چڑھائی بھی کریں گے تو عرصہ میں کریں گے اسلئے پہلے کوفہ چلوں پھر وہاں سے مصر کو روانہ ہوں لیکن اُسنے یہاں سے ایک خط محمدؓ کے نام لکھا اُسمیں اپنی تمام کیفیت درج کی اور لفافہ میں بند کرکے خادم کو دیا اور کہا کہ تم مصر جاکر یہ خط محمدؓ کو دو۔

خادم کے روانہ ہونے کے بعد یہ مقام اذرح میں آئی اور وہاں سے ایک رہبر لیکر کوفہ کو روانہ ہوگئی کئی دنوں کی دشت پیمائی کے بعد یہ کوفہ پہنچی لیکن وہاں پہنچکر یہ معلوم ہُوا کہ امیرالمؤمنینؑ نہروان میں خوارج سے لڑنے کے لئے گئے ہیں ایک شخص سے اُسنے پوچھا کہ خوارج کون لوگ ہیں؟

شخص: کوفہ کے بہت سے لوگ حضرت علیؓ کے اسوجہہ سے خلاف ہوگئے کہ انہوں نے معاویہ سے کیوں صلح کی اسی وجہ سے ان لوگوں نے بغاوت اختیار کی چنانچہ امیرالمؤمنینؑ خود ان سے لڑنے کے لئے گئے ہیں۔

اسماء: معاذاللہ صلح پر خفا ہونے سے ان لوگوں نے بغاوت اختیار کرلی۔؟

شخص ہے۔ ہاں۔ اسمار نے کوفہ میں قیام کیا اس تردد میں تھی کہ اب
میں امیر المومنین کی مدد کو چلوں۔ یا مصر چلوں۔ اسکو کئی دن اسی طرح
سے گذر گئے ایکدن شہر میں نہائیت اضطراب اور پریشانی نظر آئی لوگوں
سے جب وجہ پوچھی ایک شخص نے کہا معاویہ نے شام پر اچھی طرح تسلط کر لیا
اب انہوں نے عمرو ابن العاص کو مصر کے فتح کے لئے روانہ کیا ہے اسی لئے
سب لوگ پریشان ہیں یہ سنکر اسمار کو تاب نہیں رہی یہ فوراً وہاں سے مصر
کیطرف روانہ ہو گئی۔

فتح مصر

قیس ابن سعد تو پہلے ہی اس مخبری کی وجہ سے کہ وہ معاویہ سے سازش
رکھتے ہیں مصر سے برطرف ہو چکے بجائے ان کے محمدؓ ابن ابو بکر کو حضرت علیؓ
نے ولایات مصر کا حاکم کیا یہاں آکر محمدؓ نے ان لوگوں کو قتل کرنا شروع
کر دیا جو حضرت علیؓ کے خلاف حضرت عثمانؓ کے خون کا مطالبہ کرنے کے لئے
آمادہ تھے اس کی وجہ سے تمام مصر میں ایک بغاوت پھیل گئی حضرت علیؓ
کو جب یہ خبر معلوم ہوئی تو انہوں نے کہا کہ مصر کا انتظام اسوقت تک ٹھیک
نہ ہوگا تاوقتیکہ وہاں قیس ابن سعد یا اشتر نخعی نہ ہوں لیکن قیس ابن سعد
تو وہاں سے معزول کر دیئے گئے تھے اسلئے اشتر نخعی کو وہاں کا حاکم مقرر کرکے
بھیجا یہ خبر امیر معاویہ کو بھی معلوم ہوئی کہ مصر کی ولایات کی حکومت اشتر نخعی
کو سپرد کی گئی ہے چونکہ معاویہ بہت دن سے مصر کی طمع میں تھے اور اس کی
آمدنی اور اسکی زرخیزی سے ہمیشہ اسی پر ان کی نگاہ پڑتی تھی اب جبکہ محمدؓ
یہاں تھا تو معاویہ کو کامل امید ہو گئی تھی کہ میں مصر کو لے لوں گا لیکن اشتر نخعی
کے مقرر ہوتے ہی ان کو بہر رکاوٹ نظر آئی۔ کیونکہ اشتر نہائت جری اور

مدبر شخص تھا اسلئے انہوں نے حاکم قلزم کو جو اونکا خراج گذار تھا لکھا کہ
اشتر نخعی مصر کو روانہ ہوا ہے چونکہ تم اس کے رستہ میں پڑتے ہو اسلئے
میں تم کو لکھتا ہوں کہ اگر کسی تدبیر سے وہ ہلاک ہو جائے تو میں تم سے
آئندہ کبھی خراج نلونگا چنانچہ جب اشتر کا وہاں سے گذر ہوا تو حاکم قلزم نے
انکو نہایت خاطرداری سے اپنے ہاں مہمان کیا کھانا کھلانے کے بعد ایک پیالہ
شربت عسل انکو دیا جس میں زہر ملا ہوا تھا یہ پی کر انہوں نے وہیں جام اجل
نوش کیا اشتر کی موت سے معاویہ کی لڑی ہوئی امید پھر بندھ گئی انہوں نے
اس معاملہ میں عمرو سے مشورہ لیا عمرو نے کہا کہ میتے اسکو پیشتر بھی فتح کیا
اب بھی میں ہی اسکو فتح کرونگا آپ کچھ پرواہ نہ کریں چنانچہ ایک
بڑی دل لشکر تیار کرکے عمرو مصر کیطرف روانہ ہوا محمدؓ نے اسکی خبر سنکر
حضرت علی رضی اللہ کے پاس لکھی اور مدد طلب کی حضرت علیؓ نے کہا کہ
تم جبتک مستعد رہو مدد عنقریب بھیجی جاتی ہے۔ محمدؓ نے عرب کے مشہور
بہادر کنانہ ابن بشر کو دو ہزار سوار کے ہمراہ عمرو کے مقابلہ کیلئے بھیجا اور
پیچھے سے خود بھی دو ہزار سوار لیکر چلا۔ عمرو ابن العاص مصر کی مشرقی ولایت
کی طرف سے داخل ہوئے انہوں نے اپنی فوج کے چھوٹے چھوٹے کئی
دستے کئے تھے اور آگے پیچھے اون کو روانہ کرتے تھے کنانہ ابن بشر نے ہر ایک
دستہ کو جن سے مقابلہ ہو گیا تہ خون و خاک کر دیا اور قریب تھا کہ وہ
عمرو ابن العاص کو شکست دیتا لیکن ایک جنگی فوج شام کی ان کی مدد کیلئے
آگئی اسوجہ سے اونکا بازو مضبوط ہو گیا اہل مصر کے لئے امینہ کوئی مدد نہیں آئی
گو حضرت علیؓ نے بہت کوشش کی لیکن اہل عراق ایسے سست ہوئے کہ جگہ
سے نہ ہلے تاہم اون چار ہزار سواروں کی بہادری اور ان کی جوش دلانیوالی
داستان ہمیشہ صفحہ تاریخ پر یادگار رہے گی یہ ایسے سینہ سپر ہو کے لڑے
کہ لاشوں سے میدان پاٹ دیئے کنانہ پا پیادہ لڑتا رہا اور اسی میدان میں

مقتول ہوگیا۔

محمدؓ کو اس لڑائی کے پیشتر گو بہائت اہم امور درپیش تھے مگر اسما کی یاد اس کو ہر دم رہتی تھی وہ ہمیشہ اوس کی خبر کی جستجو میں رہا کرتا تھا کبھی کبھی تو اسکو اسمار کی کچھہ حالت معلوم ہو جاتی تھی اور کبھی نہیں اوسنے کوفہ کا واقعہ بھی جو کہ امام حسنؓ نے اسماء سے نکاح کی خواہش کی تھی سنا تھا خود امام حسنؓ نے اس سے بیان کیا تھا اسلئے ہمیشہ اوس کے دل میں یہ کانٹا کھٹکتا تھا کہ ایسا نہو کہ اسمار کے باپ کا نام معلوم ہو جائے کیونکہ اگر باپ کا نام معلوم ہو گیا تو امام حسن پھر نکاح کی بابت زور دینگے مذاکرے کہ اوسکے باپ کا نام نہ معلوم ہو گو میں بھی ناکام رہوں ہیں اس کے ساتھہ ہی رہونگا گو بہائی بہن کی طرح سہی یہ خیالات اوس کے ذہن میں آتے رہتے تھے۔ یہانتک کہ اس کو اسمار کا خط ملا جو اوسنے مقام اذرح سے لکھا تہا اسمار کو باپکے نام نہ معلوم ہونے سے اوسکو اطمینان ہوا۔ بار بار یہ اوس کے خط شوق کو دہراتا تھا اور اوس کی صورت کو یاد کرتا تھا کیونکہ جبوقت سے امیرالمومنینؓ کے ہمراہ بصرہ سے مکہ کو آیا تھا اسوقت سے اوسنے اسمار کو نہیں دیکھا تھا۔

رزمگاہ

اسما کوفہ سے مصر کو روانہ ہو چکی ہے وہ جسقدر مصر کے قریب پہنچتی جاتی ہے اوسکے تردوات اسیقدر زیادہ ہوتے جاتے ہیں جب مصر کی حدود میں وہ داخل ہوئی تو پہلے پہل شہر فرما جو پورٹ سعید کو قریب ہے اوسکے سامنے آیا یہاں اوسنے ادہر اودہر لڑائی کی کیفیت سنی اوسے معلوم ہوا کہ عمرو ابن العاص کے لئے شام سے مدد آگئی اور مصر کے بہی بہت سے لوگ اس کے موافق ہوگئے اسلئے اہل مصر کو شکست ہوئی اور اہل شام غالب ہوگئے یہ خوفناک خبر سنکر بیچاری اسما کا جی بیتاب ہو گیا۔ لوگوں سے دریافت کیا

کہ میدان جنگ کہاں ہے۔؟

لوگ: "وہ قسطاط کے اطراف میں۔"

یہ سنکر بہائیت تیزی سے وہ قسطاط کیطرف روانہ ہوئی میں میں پہنچکر دیکھا کہ بہت سے لوگ ایسے ہیں جن کی مشکیں بندھی ہوئی ہیں اور قیدی کی طرح کشاں کشاں انکو لیجارہے ہیں وہاں ایک شخص سے اُسنے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں جن کی مشکیں بندھی ہوئی ہیں

شخص: "یہ مصر کے لوگ ہیں کل کنانہ ابن لبشر مقتول ہوگیا اور اکثر اہل مصر قید ہوگئے۔"

اسماء: "کل تک لڑائی تھی؟"

شخص: "ہاں کل شام کو لڑائی ختم ہوئی عمرو ابن العاص بھی قسطاط میں آگئے۔ مصر کے تمام لوگ یا تو مارے گئے یا قید ہوگئے۔ اب کوئی میدان جنگ میں باقی نہیں رہا۔"

اسماء: "محمدؓ کا بھی کچھ نشان ہے کہ وہ کہاں ہے۔"

شخص: "یہ بالکل معلوم نہیں اونہیں لوگوں کے ساتھ مقتول ہوگئے ہوں گے یہ سنکر سینہ میں دل اوچھلنے لگا اور عجیب بے تابی سی چھاگئی بہت سے لوگوں سے اُسنے محمدؓ کا پتہ دریافت کیا لیکن نہیں معلوم ہوا۔ اب اس ارادہ سے چلی کہ رزمگاہ میں چلکر خود تلاش کرونگی اگر وہاں محمدؓ مقتول ہوا ہے تو اس کی لاش ملے گی۔

وہ قسطاط کے قریب گئی۔ اسوقت آفتاب غروب ہوگیا ہے تاریکی زیادہ ہوتی جاتی ہے اسماء تن تنہا گھوڑے پر سوار قسطاط کے لق ودق صحرا میں چلی آرہی ہے یہ اسوقت ہمہ تن محمدؓ کے اور اپنے حسرتناک زندگی کے خیالات میں محو ہے۔ دفعتاً اوسکا گھوڑا چونکا اُسنے جو نیچے زمین پر غور کرکے دیکھا تو ایک نعش نظر آئی۔ خوف چھاگیا اور اس کو

یہ خیال ہوا کہ اب میں بالکل رزمگاہ میں آگئی ہوں کیونکہ اُسنے اور
بہت سی لاشیں دیکھیں۔ چونکہ اندھیرا تھا اسلئے وہ ایک درخت کے نیچے
قریب ہی بیٹھ گئی کہ جسوقت چاند نکلیگا محمدؐ کی تلاش کرونگی۔ گو بدبو سے اس کا
دماغ بگڑا جاتا تھا اور گھوڑا بھی بے قابو ہوتا جاتا تھا۔ لیکن محمدؐ کی تلاش
اور اس کی جستجو ایسی نتھی جو یہ وہاں سے ہٹ آتی گھوڑے کو اسی درخت
کی جڑ سے باندھ دیا اور آپ اکیطرف بیٹھ گئی اسوقت جو خیالات
اُسکے دل میں آتے تھے وہ ایک عجیب حسرت فزا تھے جن کا انسانی فطرت
سو بہت کم موقع حاصل ہو سکتا ہے۔

محمدؐ کی تلاش

سُنسان ریگستان میں اسمار درخت کے نیچے بیٹھی ہوئی ہے اوسوقت
تقریباً آدہی رات سے زیادہ گذر گئی ہے۔ کرۂ ہوا میں بالکل ظلمت چھائی
ہوئی ہے اوس ظلمت پر حرماں نصیبی کی ظلمت اور تمنا سے ناکامی اور
یاس کی گھٹا اور چھائی چلی آتی ہے چہار سمت سے حسرت برس رہی ہے۔
عجیب بیکسی کا عالم ہے جب محمدؐ کا خیال کرتی ہے اور اسکے قتل کا گمان ہوتا ہے
تو تمام تمناؤں کا خون ہو جاتا ہے اور بیساختہ آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں
تھوڑی دیر بعد اسکو پہاڑ کے اکیطرف افق میں کچھ روشنی نظر آئی اور آخر تاریخوں
کا نصف چاند نکلا جس کی روشنی بہت ہلکی تھی جب وہ کچھ اوپر آیا تو یہ گھوڑے کی
باگ پکڑ کر میدان کیطرف چلی۔ لاشوں کے تودے سامنے پڑے ہوئے تھے۔
ہر ہر قدم پر نفرت زیادہ ہوتی جاتی تھی یہ نہائت بچا بچا کے قدم رکھتی
ہوئی اونہیں لاشوں میں جا رہی ہے کوئی لاش بے سر کے پڑی ہوئی ہے
کوئی اوندھی گری ہوئی ہے اور اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے ہے گویا
معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے کسی عزیز دوست کو نہائت دردناک لہجہ میں بلا رہا ہے۔

کسی کے ہاتھ میں نیزہ ابتک موجود ہے لیکن کسی قاتل کی برچھی اوس کے سینے سے پار نکل گئی ہے اوسکا گھوڑا ابھی وہیں پڑا ہوا ہے جسکی کوچنیں کٹی ہوئیں ہیں اور تڑپ تڑپ کے مرگیا ہے کہیں ایک ایک پر دس دس لاشیں اکٹھی ہیں غرض ایک عجیب ہیبتناک منظر ہے اسماء ہر ایک لاش کو الٹ پلٹ کر بڑے غور سے دیکھ رہی ہے اسنے قریب قریب تمام لاشیں دیکھ ڈالیں۔ مگر محمدؐ کی لاش کا اسکو پتہ نہیں لگا جسوقت دن نکل آیا اُسنے پھر پڑتال شروع کی اور تمام لاشوں کو اچھی طرح دیکھ بھال کرنے سے یہ معلوم ہوا کہ محمدؐ یہاں قتل نہیں ہوا اور وہ ابھی تک ضرور زندہ ہے۔

اسوقت آفتاب بلند ہو گیا تھا اور دھوپ میں کسیقدر تیزی ہو گئی تھی۔ اسماء وہاں سے مایوس ہو کر آبادی کیطرف چلی تو دور ایک گاؤں نظر آیا وہاں یہ پہنچی ایک عورت اپنے بچوں کیلئے دودھ لیجا رہی تھی اسکو گھوڑے پر سوار دیکھکر یہ سمجھی کہ کوئی فوج کا سوار ہے کیونکہ اسوقت یہ مردانہ لباس میں تھی اور اُس زمانہ میں فوج کی کوئی جداگانہ وردی نہ تھی اس کو دیکھتی ہی جلدی سے وہ اپنے جھونپڑے میں بھاگ گئی اسماء نے دروازہ پر جاکر اطمینان دلایا وہ باہر نکلی اور کہا کہ معاف فرمایئے جب یہاں فوج ٹھیری تھی ہم سخت پریشان ہو گئے تھے جو کچھ ہمارے پاس ہوتا تھا وہ لوگ جبرًا چھین لیتے تھے اسلئے میں نے خیال کیا کہ تم فوج ہی سے آئی ہو تو میں بھاگ گئی اسماء کو اسنے اسکے بعد یہاں فرش کیا اور نہایت تواضع سے پیش آئی اوسکا گھوڑا الگ ایک کھجور کے درخت سے باندھ دیا اور اسکو مکان میں لیجا کر بٹھلا اسماء چونکہ کئی دن سے تھکی ہوئی تھی سوگئی۔ اور ایسی مستغرق نیند آئی کہ مغرب کے وقت یہ اٹھی۔ جب اوس کی آنکھیں کھلیں تو اپنے پاس اوس خادم کو کھڑا ہوا دیکھا جسکے ہاتھ محمد کے پاس خط بھیجا تھا۔ اوس کو دیکھکر رونے گھبرا کر پوچھا کہ محمدؐ کہاں ہے۔ اوس نے اشارہ کیا

کہ آہستہ تہ سے مبادا کوئی سن لے اسماء نے اُسے اپنے پاس بٹھالا اور کیفیت پوچھی۔

خادم:۔ میں جب سے خط لیکر آیا اُس وقت سے محمدؓ کے ساتھ ساتھ ہوں ایک دم کو بھی جُدا نہیں ہُوا لڑائی میں جب مصر کے لوگ مقتول ہوئے اور کچھ بھاگ گئے تو میں نے محمدؓ سے کہا کہ آپ بھی بھاگ چلیں مگر انہوں نے کہا کہ میں میدان میں قتل ہونا گوارا کرتا ہوں بھاگنا نہیں چاہتا اُسوقت رات ہو گئی تھی۔ آخرکار میں نے انکو لیجا کر یہاں قریب ہی پہاڑ میں ایک غار ہے اسمیں چھپا دیا۔ کل سے ہم دونوں اسی غار میں ہیں اسوقت انکو سخت بھوک معلوم ہو رہی تھی اسلئے میں اس گانوں میں اُنکے لئے کچھ کھانا وغیرہ لینے کیلئے آیا ہوں۔ یہ گفتگو ایسی آہستہ ہو رہی تھی کہ اسکو کوئی دوسرا نہ سن سکے یہ سنکر اسماء نے کہا کہ تم کھانا وغیرہ جلدی لیلو۔ اور مجھکو ہمراہ لیکر وہاں تک چلو۔ خادم چلا گیا کھانا وغیرہ لیکر تھوڑی دیر میں آیا اور اسماء کو ہمراہ لیکر چلا گھوڑے کو اسی گانوں میں چھوڑا اور دونوں پیدل چلے۔ غار کے قریب پہنچکر وہاں تلاش کیا محمدؓ کا کہیں پتہ نہیں۔ خادم نے کہا کہ میں ابھی ان کو چھوڑ کر گیا ہوں اسی غار میں تھے نہ معلوم کیا ہو گئے۔

اسماء:۔ دیکھو دوسرے غار میں تلاش کرو شائد تم بھولتے ہو۔

خادم نے قریب کے اور غاروں میں بھی دیکھا مگر کچھ نشان نہ پایا۔ یہ شبہ ہوا کہ شائد عمرو ابن العاص کو اس کا پتہ لگ گیا ہوگا اور انہوں نے آکر گرفتار کر لیا ہوگا خادم نے کہا کہ اچھا میں اب انکو تلاش کرتا ہوں تم اسی گانوں میں جاؤ جسوقت وہ ملجائیں گے میں تم کو خبر دونگا مجبوراً اسماء وہاں سے واپس آئی اور پھر اسی گاؤں میں رات بسر کی۔ صبح کو خادم کا انتظار کرنے لگی دن اچھی طرح چڑھ آیا مگر خادم نہیں آیا یہ ایک ٹیلہ پر چڑھکر اسی طرف دیکھنے لگی دور سے ایک آدمی نظر آیا جو نہایت تیزی سے چلا آرہا ہے قریب آیا تو معلوم ہوا کہ وہی خادم ہے اسماء جلدی جلدی اوس کی طرف بڑھکے گئی

اور اُس سے کیفیت پوچھی۔"

خادم: "واقعی وہ گرفتار ہو گئے آج صبح کو میں فسطاط میں گیا وہاں عمرو ابن العاص اور عبدالرحمن ابن ابی بکرؓ محمدؓ کے بڑے بھائی بھی موجود تھے اونہوں نے عمرو سے کہا کہ بلا وجہ تم میرے بھائی کو کیوں قتل کرتے ہو۔ معاویہ ابن حدیج کو آدمی بھیجکر منع کرو کہ نہ قتل کرے میں نے اس سے یہ سمجھا کہ معاویہ ابن حدیج نے انکو گرفتار کر لیا ہے میں وہیں گیا وہاں سینکڑوں آدمی جمع تھے محمدؓ کو گھیرے ہوئے لوگ کھڑے تھے بھوک پیاس سے انکی حالت تباہ ہو گئی تھی۔ تھوڑی ہی دیر میں عمرو کا آدمی پہنچا اُسنے معاویہ ابن حدیج سے کہا کہ عمرو ابن العاص منع کرتے ہیں محمدؓ کو ہرگز قتل نکرو یہ سنکر معاویہ ابن حدیج نے کہا کہ کنانہ ابن بشر کو تو قتل کر ڈالا اب محمدؓ کے قتل میں کیا دریغ ہے۔ اسماء بڑے غور سے یہ ساری باتیں کان لگا کر سن رہی تھی اسنے کہا کہ کیا پھر قتل کیا۔ لیکن میرا گمان ہے کہ بے حکم عمرو کے وہ قتل نہیں کر سکتا لیکن سو ادبی ضرور کی ہوگی۔

خادم: "صرف سو ادبی نہیں بلکہ جب محمدؓ نے پانی پینے کے لئے مانگا۔ تو معاویہ ابن حدیج نے پانی بھی نہیں دیا اور کہا کہ تم نے حضرت عثمانؓ کا چالیس روز تک پانی بند کیا تھا تم کو پانی نہیں دیا جا سکتا۔"

اسماء: "نعوذ باللہ۔ پھر کیا ہوا۔"

خادم: "ابھی تک تو کچھہ نہیں ہوا تھا۔ لیکن محمدؓ سے معاویہ ابن حدیج کہتا تھا کہ میں تم کو **گدھے کے پیٹ میں ڈالکر جلاؤنگا۔"**

اسماء: "اوس پر خدا کی لعنت۔ اسوقت اسماء کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اس نے خادم سے کہا کہ مجھے اُس مقام پر لیچلو۔ چنانچہ یہ دونوں وہاں پہنچے۔ معاویہ ابن حدیج نے عمرو ابن العاص کے حکم کے خلاف محمدؓ کو قتل کر کے گدھے کے پیٹ میں ڈالکر غار میں ڈالدیا تھا اور

آگ لگادی تھی اور وہاں سے سب لوگ چلے گئے تھے۔

اسماء اور خادم دونوں تیزی سے ادھر جا رہے ہیں دور سے ان کو اٹھتا ہوا دھواں نظر آیا اسماء کو خوف ہوا کہ غالباً معاویہ نے محمدؐ کو قتل کر کے آگ لگادی ہے یہ دوڑ کر وہاں پہنچے۔ غار کے چاروں طرف آگ لگائی ہوئی ہے اس نے غور سے دیکھا تو ایک گدھی مردار پڑی ہوئی تھی اور اس کی چاروں طرف آگ جل رہی تھی اور اسکا پیٹ پھٹا ہوا تھا اور اس میں محمدؐ کا سر نظر آتا تھا یہ دیکھکر وہ نہایت زور سے چلائی اور اسی جلتی ہوئی آگ میں کود پڑی خادم نے اسے فوراً دوڑ کر پکڑا اور کھینچ کے باہر لایا۔ لیکن اس کے بال وغیرہ سب جل چکے تھے۔ باہر تھوڑی دیر تک بیٹھی رہی اس کی نظر اس سر سے نہیں ہٹتی تھی جو اب جلکر راکھ ہوا چاہتا ہے اور بدحواس تھی۔ خود ہی کہہ رہی ہے کہ ہاں آخرت بیشک دنیا سے اچھی ہے۔ لیکن کب مجھ ایسے بدنصیب دنیا میں ہی بسینگے۔ ہائے میری آرزو۔ میری امید۔ محمدؐ تو نے امیر المومنینؓ کی حمایت میں کیا کیا نہ کیا۔

ہائے میں بدنصیب کہ جس کو آنکھوں سے یہ دن دیکھنا نصیب ہوا یہ کہکر پھر اٹھی اور اسی طرف مخاطب ہو کر۔ میرے حبیب۔ میری جان سے پیارے محمدؐ۔ الوداع لے الوداع!! نہیں نہیں اللقاء اللقاء!! تیرے بعد میں دنیا میں رہکر کیا کروں گی۔ یہ کہتی ہوئی اسی آگ میں کود پڑی اور سینے سے محمدؐ کے سر کو لپٹا کے اسکے ساتھ جلنے لگی خادم یہ دیکھکر لپکا مگر وہاں کام ہی تمام ہو چکا تھا۔